دفاع ابی حنیفہ

CamScanner

مسند ابی یعلی الموصلی میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت

مُسْنَدُ أَبِي يَعْلَى المُوصِلِيّ

الإمام الحافظ أحمد بن علي بن المثنى التميمي

(٢١٠ - ٣٠٧ هـ)

الجزء الثالث

حققه وخرّج أحاديثه

حسين سليم أسد

١١ - (١٦١٢) - قرىء على بشر بن الوليد وأنا حاضر . حدثنا أبو يوسف ، عن أبي حنيفة ، عن موسى بن طلحة ، عن ابن الحوتكية ،

عن عمر أن رجلا سأله عن أكل الأرنب فقال : ادْعُ لي عَمّاراً ، فجاء عمارٌ فقالَ : حَدِّثْنا حديثَ الأرنبِ يَوْمَ كُنّا مَعَ رَسولِ اللّهِ ﷺ في مَوْضِعِ كَذا وكذا .

---

(١) إسناده ضعيف ، ثابت بن حماد قال الدارقطني : « ضعيف جداً » . وقال العقيلي : « حديثه غير محفوظ ، وهو مجهول » . وقال اللالكائي : « إن أهل النقل اتفقوا على ترك حديث ثابت بن حماد » ، وعلي بن زيد وهو ابن جدعان ضعيف أيضاً .

وقال البيهقي ١/١٤ : « هذا حديث باطل لا أصل له . . . وعلي بن زيد غير محتج به ، وحماد متهم بالوضع » .

وقال ابن تيمية فيما نقله عنه ابن الهاد في « التنقيح » : « هذا الحديث كذب عند أهل المعرفة » .

وأخرجه البزار برقم (٢٤٨) من طريق ثابت بن حماد ، بهذا الاسناد ، وذكره الهيثمي في « مجمع الزوائد » ١/٢٨٣ وقال : « رواه الطبراني في الأوسط ، والكبير ، وأبو يعلى ، ومدار طرقه عند الجميع على ثابت بن حماد وهو ضعيف جداً ، والله أعلم . » وانظر سنن البيهقي ١/١٤ ، والمطالب العالية رقم (٢٣) .

والركوة : دلو صغير ، والجمع ركاه ، ويجوز ركوات مثل : شهوة وشهوات .

عَنْهُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَقَالَ عُثْمَانُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ وَلَا يَتَوَضَّأُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

[٥٠١] ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ، ثنا الْجُرْجَانِيُّ، نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي رَوْقٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ بَعْدَ الْوُضُوءِ، ثُمَّ لَا يُعِيدُ الْوُضُوءَ، أَوْ قَالَتْ: يُصَلِّي.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ وضو کے بعد (اپنی بیوی کا) بوسہ لیا کرتے تھے، پھر وضو نہیں دوہراتے تھے۔ یا کہا کہ پھر نماز پڑھ لیتے تھے۔

[٥٠٢] ...... حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ الْمُؤَذِّنُ، نا السَّرِيُّ بْنُ يَحْيَى، نا قَبِيصَةُ، نا سُفْيَانُ، بِإِسْنَادِهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ بَعْدَ الْوُضُوءِ ثُمَّ يُصَلِّي، بِمِثْلِهِ.

ایک اور سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی ﷺ وضو کے بعد (اپنی بیوی کا) بوسہ لیا کرتے تھے، پھر نماز پڑھ لیتے۔

[٥٠٣] ...... وَأَمَّا حَدِيثُ أَبِي حَنِيفَةَ، فَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْجَارُودِ الْقَطَّانُ، نا يَحْيَى بْنُ نَصْرِ بْنِ حَاجِبٍ، نا أَبُو حَنِيفَةَ، عَنْ أَبِي رَوْقٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُقَبِّلُ، وَلَا يُحْدِثُ وُضُوءًا.

اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے، پھر (اپنی بیوی کا) بوسہ لیتے اور نیا وضو نہیں کرتے تھے۔

سُنن دارقطنی

١

احادیث مبارکہ کا عظیم مجموعہ اُردو خواں حضرات کے استفادے کے لیے
تخریج سے مزین سلیس و شگفتہ ترجمے کے ساتھ پہلی بار اُردو کے پیرہن میں

تالیف امام ابوالحسن علی بن عمر الدارقطنی [illegible]
تخریج الشیخ شعیب الارنووط
ترجمہ حافظ فیض اللہ ناصر

سنن دار قطنی میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت

[٤٥٠٩] ..... نـا أَبُو حَامِدِ بْنُ هَارُونَ، نا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ الْهَمْدَانِيُّ ح وَنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، نا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ الْمَرْوَرُوذِيُّ، قَالَا: نا، مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، نا حَجَّاجٌ؛ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْبَيِّنَةُ عَلَى مَنِ ادَّعَى، وَالْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ)).

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دعویٰ کرے اس کے ذمے دلیل پیش کرنا ہے اور مدعا علیہ کے ذمے قسم اٹھانا ہے۔

[٤٥١٠] ..... نـا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ رَبِيعَةَ، نا إِسْحَاقُ بْنُ خَالِدٍ، نـا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، نـا أَبُو حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ شُرَيْحٍ، عَنْ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي، وَالْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ)).

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مدعی کے ذمے دلیل پیش کرنا ہے اور مدعا علیہ کے ذمے قسم اٹھانا ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے لی ہے اور سند میں نام تعظیم کے ساتھ رَحِمَهُ الله لگا کر لکھا ہے

الْكَلَاعِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ.

(ح) وَأَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ وَأَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ أَبِي مُعَيْدٍ : حَفْصِ بْنِ غَيْلَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لَهُ وَعَلَيْهِ دَيْنُهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنْ أَبَّرَ نَخْلًا فَبَاعَ بَعْدَ مَا يُؤَبِّرُهُ فَلَهُ ثَمَرَتُهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ . [صحيح]

(۱۰۷۶۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ جس نے غلام فروخت کیا اور اس کا مال بھی تھا تو مال مالک کا ہے اور اس کا قرض بھی اسی کے ذمہ ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے اور جس نے کھجور کو پیوندکاری کرنے کے بعد فروخت کر دیا۔ اس کا پھل اسی کے لیے ہے مگر یہ کہ خریدار شرط لگا لے۔

(۱۰۷۶۹) أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ : أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : مَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا أَوْ عَبْدًا لَهُ مَالٌ فَالثَّمَرَةُ وَالْمَالُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُشْتَرِي.

وَكَذَلِكَ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ. [صحيح]

(۱۰۷۶۹) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ جس نے پیوندکاری کی ہوئی کھجور کو فروخت کر دیا یا غلام کو

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا لفظ۔ اور آپ نے صحابہ کا زمانہ پایا ہے

امام اعظم ابو حنیفہ کے حالات ...... آپ کا نام نعمان بن ثابت التیمی ہے۔ عراق کے فقیہ، آئمہ اسلام سادات اعلام، اصل علماء، اور آئمہ اربعہ میں سے ایک ہیں۔ آئمہ اربعہ میں سے سب سے پہلے آپ دنیا سے رخصت ہوئے کیونکہ آپ نے صحابہ کا زمانہ پایا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ یا ان کے علاوہ کسی دوسرے صحابی کی زیارت کی۔ بعض کا قول ہے کہ صحابہ سے آپ نے حدیث روایت کی واللہ اعلم۔

امام ابوحنیفہ نے تابعین کی ایک جماعت حکم، حماد بن ابی سلیمان، سلمہ بن کہیل، عامر شعبی، عکرمہ، عطا، قتادہ و زہری، ابن عمر کے غلام نافع، یحییٰ بن سعید انصاری۔ اور ابو اسحاق سبیعی سے روایت کی۔ پھر ان سے ایک جماعت (جس میں ان کے لڑکے حماد ابراہیم بن طہمان، اسحاق بن یوسف ازرق، اسد عمرو قاضی حسن بن زیاد لؤلؤی حمزہ زیات، داؤد طائی زفر عبد الرزاق ابو نعیم محمد بن حسن شیبانی، ہشیم، وکیع ابو یوسف قاضی تھے) نے روایت کی۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ ثقہ صدیقین میں سے تھے ابن ہبیرہ نے قضاۃ قبول نہ کرنے پر انہیں سزا تک بھی دی پھر بھی انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یحییٰ بن سعید قطان امام ابو حنیفہ کا قول اختیار کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے ہم نے امام صاحب سے احسن رائے والا کسی کو نہیں دیکھا ہم نے ان کے اکثر اقوال لئے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے ذریعے میری مدد نہ کرتا تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا۔ انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے ایسا شخص دیکھا ہے اگر وہ آپ کے سامنے اس پہاڑ کے بارے میں سونا ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ اسے دلیل سے ثابت کر دے گا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہ تاریخ میں محمد بن اسحاق حدیث میں امام مالک تفسیر میں مقاتل بن سلیمان کے محتاج ہیں۔

عبداللہ بن داؤد خریبی کا قول ہے کہ لوگوں کو امام صاحب کے حفظ فقہ اور سنن کی وجہ سے نماز میں ان کے لئے دعا کرنی چاہیے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے امام ابو حنیفہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے فقیہ تھے ابو نعیم کا قول ہے کہ ابو حنیفہ مسائل کی گہرائی تک پہنچنے والے تھے۔ مکی بن ابراہیم کا قول ہے کہ ابو حنیفہ زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔

خطیب نے سند اسد بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ امام صاحب رات میں تہجد اور تلاوت قرآن پاک کے پابند تھے خوف خدا کی وجہ سے رات کو اس قدر روتے تھے کہ ان کے پڑوسیوں کو ان پر رحم آتا تھا چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی وفات کی جگہ پر ستر ہزار قرآن ختم کئے ان کی وفات ۱۵۰ھ یا ۱۵۱ھ یا ۱۵۳ھ میں ہوئی اول قول صحیح ہے ان کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی گویا کل عمر ستر سال ہوئی اژدہام کی وجہ سے چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی آپ کی قبر عراق ہی میں ہے (اللہ آپ پر رحم فرمائے)۔

معجم کبیر طبرانی میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت

المعجم الكبير

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

٢٦٠هـ – ٣٦٠هـ

حققه وخرج احاديثه

حمدي عبد المجيد السلفي

الجزء السابع عشر

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة ت ٨٦٤٢٤٠٠

ابو عبدالله الجدلي عن أبي مسعود

٠٠٠٠٠ (٦٧٩) – حدثنا ابو مسلم الكشي ثنا مسلم بن ابراهيم ثنا هشام الدستوائي عن حماد عن ابراهيم عن ابي عبدالله الجدلي عن عقبة بن عمرو ابي مسعود الانصاري قال : اوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم من اول الليل ووسطه وآخره ·

٠٠٠٠٠ (٦٨٠) – حدثنا علي بن عبدالعزيز ثنا حجاج بن المنهال ثنا حماد بن سلمة عن حماد عن ابراهيم عن ابي عبدالله الجدلي عن عقبة بن عمرو ابي مسعود البدري قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر اول الليل وآخره واوسطه ·

٠٠٠٠٠ (٦٨١) – حدثنا حدثنا احمد بن رستة الاصباني ثنا محمد بن المغيرة ثنا الحكم بن ايوب عن زفر عن ابي حنيفة عن حماد عن ابراهيم عن ابي عبدالله الجدلي عن عقبة بن عمرو وابي موسى الاشعري انهما قالا : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر أحيانا اول الليل ووسطه ليكون سعة للمسلمين ·

٦٧٨ – قال في المجمع (٤/٥٦) وفيه اسحاق بن عبدالله بن حمران ولم اجد من ترجمة وبقية رجاله رجال الصحيح ·

٦٧٩ – ورواه احمد (٤/١١٩ و ٥/٢٧٢) والمصنف في الاوسط (٩٢ مجمع البحرين) قال في المجمع (٢/٢٤٤) ورجاله ثقات ·

تابعین حضرات میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خاص اہمیت حاصل ہے

بیان کرتا دکھائی دیتا تو تابعین تبع تابعین اس کی گوشمالی کرتے اور اسے سختی سے روکتے تھے

امام ابوحنیفہؒ کا طرزِ عمل

تابعین حضرات میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہاں تک کہ احناف کرام نے اپنے مذہب کی عمارت بزعم خود امام صا... مسلک وعقائد پر کھڑی کی ہے۔ اور اس کو تقلید شخصی کی صورت دے کر مقلدین کا ایک الگ گروہ بنا دیا ہے۔ حنفی بھائیوں نے ان کے تفقہ، ان کے اجتہاد، ان کے اقوال، ان کی آرا اور ان کے قیاسات کو قال اللہ وقال الرسو... پر ترجیح دے دی ہے۔

لیکن جب امام صاحب کی حیاتِ زندگی پر نگاہ ڈالی جائے۔ تو یہ را... بے نقاب ہوگا، کہ آپ عامل بالحدیث تھے، اور خلاف قرآن وسنت ایک قدم آگے بڑھنا کسی صورت گوارا نہ کرتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا:
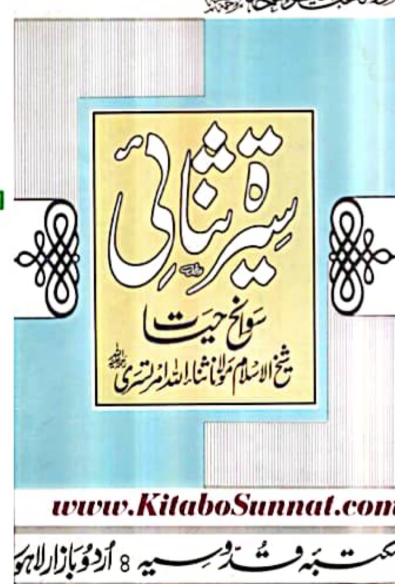
امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

نسب :۔ نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ بن۔

بیان کیا گیا ہے کہ زوطی بنو تیم اللہ بن ثعلبہ کے مملوک تھے' پھر آزاد ہوئے لہٰذا بنو تیم اللہ بن ثعلبہ کے ساتھ ان کو حق ولا حاصل ہے۔ خطیب بغدادی نے اسی لئے حضرت امام کو ابو حنیفہ" التیمی کے پتہ سے معین کیا ہے۔ ثابت اسلام سے مشرف گھرانے میں پیدا ہوئے مگر ان کا سنہ ولادت تاریخ میں نہیں ملتا۔ بعض نے اس خاندان کا نکاس کابل' بعض نے بابل' بعض نے ترمذ اور بعض نے انبار سے بتایا ہے۔

ولادت و وفات :۔ امام صاحب کی ولادت ۸۰ھ میں بمقام کوفہ ہوئی۔ اسی شہر میں رہ کر آپ نے تکمیل علوم فرمائی۔ منصور عباسی نے ان کو حما کوفہ چھوڑنے اور بغداد ٹھہرنے پر مجبور کیا۔ ۱۵۰ھ کو بماہ رجب (بقول بعض بماہ شعبان) انتقال فرمایا۔

استفادہ و افادہ :۔ حماد بن سلیمان سے فقہ حاصل کی۔ عطاء بن ابی رباح اور ابو اسحٰق سبیعی' محارب بن دثار' ہیثم بن حبیب الصراف، محمد بن المنکدر، نافع مولی عبد اللہ ابن عمرؓ اور ہشام بن عروہ اور سماک بن حرب سے سماع حاصل کیا۔ ان سے روایت عبد اللہ ابن مبارک اور وکیع بن الجراح اور قاضی ابو یوسف اور محمد بن حسن شیبانی وغیرہ کرتے ہیں۔

اوصاف جمیلہ ۔ امام صاحب علم، صاحب عمل، زاہد، عابد اور صاحب ورع و تقویٰ تھے۔ خضوع خشوع الی اللہ کی حالت اکثر طاری رہتی تھی۔

تاریخ المشاہیر

ص۔21

رحمۃ للعالمین ﷺ کے مستند قلم سے ائمہ، خلفاء، صوفیا، مشائخ، قضاۃ، سلاطین، ادبا اور شعراء کی تاریخ و ان کے فکر انگیز حالات و واقعات کا نایاب مجموعہ

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ
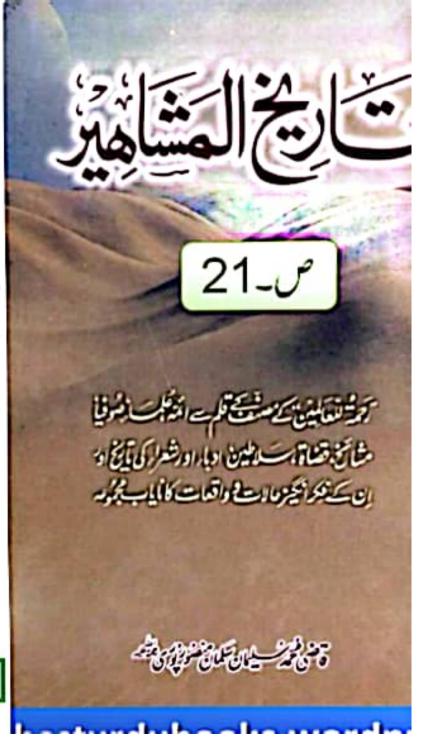
تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہی ہیں جو اکیلا ہے اور درود و سلام نازل ہو اس پیغمبر پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ کی آل واصحاب پر اور آپ کے تابعداروں پر،

امام ابوبکر خطیب بغدادی "تاریخ بغداد" میں امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کی سوانح عمری میں لکھتے ہیں :

نعمان بن ثابت ابو حنیفہ تیمی اہل رائے کے امام اور اہل عراق کے فقیہ تھے، حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا ہے اور عطا بن ابو رباح، ابو اسحاق سبیعی، محارب بن دثار، حماد بن ابو سلیمان، ھیثم بن حبیب صواف، قیس بن مسلم محمد بن منکدر، نافع (ابن عمرؓ کے آزاد کردہ غلام)، ہشام بن عروہ، یزید فقیر، سماک بن حرب، علقمہ بن مرثد، عطیہ عوفی، عبدالعزیز بن رفیع اور عبدالکریم ابو امیہ وغیرھم سے سنا ہے، اور ان (ابو حنیفہ) سے ابو یحییٰ حمانی، ہشیم بن بشیر، عباد بن عوام، عبداللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، یزید بن ہارون، علی بن عاصم، یحییٰ بن نصر بن حاجب، ابو یوسف قاضی، محمد بن حسن شیبانی، عمرو بن محمد عنقری، ہوذہ بن خلیفہ، ابو عبدالرحمن مقری، عبدالرزاق بن ہمام اور دوسرے لوگوں

امام محمدی

امام ابوحنیفہ تاریخ بغداد کے آئینے میں

خطیب الہند مولانا محمد صاحب محدث جوناگڑھی

www.KitaboSunnat.co

اہل حدیث اکیڈمی مئوناتھ بھنجن

پاس نہ کرتا تو ان کی ورع کا اکرام تو ضرور کرتا۔

عبداللہ مبارک کہتے ہیں، میں نے سفیانؒ ثوری سے ذکر کیا کہ ابو حنیفہؒ غیبت سے کتنی دور ہیں۔ میں نے نہیں سنا کہ انہوں نے کبھی کسی دشمن کی غیبت بھی کی ہو۔ وہ بولے ایسا دانشمند انسان اپنی نیکیوں کو کیونکر برباد کر سکتا ہے۔

وکیع فرماتے ہیں: میں ایک روز ابو حنیفہؒ سے ملنے گیا۔ دیکھا سر جیب و متفکر بیٹھے ہیں۔ پھر سر اٹھایا تو یہ شعر پڑھے۔

ان یحسدونی فانی غیر لائمھم　　قبلی من الناس اھل الفضل قد حسدوا

فدام لی ولھم مابی و ما بھم　　ومات اکثر ناغیظا بما یجدوا

ایک روز ابن عائشہ کے سامنے امام ابو حنیفہؒ کا ذکر ہوا۔ غالباً انداز بیان کچھ شایان شان نہ تھا تو انہوں نے یہ شعر پڑھ کر سنایا۔

اقلوا علیکم و یحکم لا ابا لکم　　من اللوم اوسدوا المکان الذی سدوا

امام صاحب کی قبر پر قبہ الپ ارسلان کے عہد میں ابو سعد خوارزمی وزیر سلطنت نے ۴۵۹ ھ میں تعمیر کرا لیا تھا۔ قبل ازیں قبر مبارک بالکل خام تھی۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا لفظ غیر مقلدین کے گھر سے

الذین جعلت کلا منہا شمس الھدیٰ وللدین نصیرا وعلی سائر ائمۃ سیما
الائمۃ الاربعۃ الذین ھم لقوام دینہ کالعناصر الأربعۃ ولا ینکر غیر
المعاند کون کلواحد منھم لہ معواناً وظھیرا۔

انتباہ

مخالفین جو بے سروپا تہمتیں شیخ پر لگاتے تھے کہ وہ ائمہ اربعہ کی تعظیم نہیں کرتے
بلکہ نعوذ باللہ منہا ان حضرات کو برا بھلا کہتے ہیں اب ناظرین ہی انصاف فرمائیں کہ
جو شخص اپنی ایسی کتاب میں جس کو اپنے نام سے شائع کرے اور اس کے لاکھوں
اتباع ہوں اور اس کے پاس کافی وجوہ اس بات کے باور کرنے کے ہوں کہ اس کی
یہ کتاب تقریباً اس کے سارے اتباع کے ہاتھ میں پڑے گی ائمہ اربعہ کو اگر ایسا ہی
نہیں سمجھتا جیسا کہ لکھا ہے تو ہرگز ایسا فقرہ اس کے قلم سے نہ نکلتا جو ہمیشہ ہمیشہ
اس کے اتباع کے سامنے بطور سند کے پیش کیا جا سکے عناصر اربعہ کے ساتھ
ائمہ اربعہ کی تشبیہ قوام دین کے لئے یہ ایک ایسی اچھوتی تشبیہ ہے جس کو
غالباً شیخ کے پہلے کسی نے نہیں لکھا۔

آخر خطبہ میں ایک طرح کی تحلیف موجود ہے کہ ائمہ اربعہ کے دین کے مددگار
پشت پناہ ہونے کا انکار سوائے معاند کے دوسرا کرہی نہیں سکتا۔

یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ جو شخص امام اعظم رحمۃ اللہ کو امامنا وسیدنا
ابو حنیفۃ النعمان لکھے وہ کبھی اُن کی اسارت ادب کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔

معیار الحق کی تردید مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رام پوری نے
انتصار الحق لکھی جس کی جار تردیدیں میاں صاحب کے تلامذہ نے لکھیں

...ل تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی
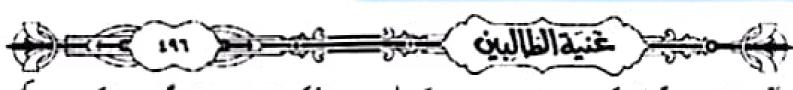
مانگتے ہیں مجھ سے سرگوشیاں کرتے ہیں میرے انعامات کے لیے میری حمد و ثنا کرتے ہیں آہ و بکا اور گریہ زاری کرتے ہیں کبھی
گلے شکوے پیش کرتے ہیں کبھی اٹھتے بیٹھتے ہیں کبھی رکوع و سجود کرتے ہیں میرے لیے ساری مشقتیں برداشت کرتے ہیں
میرے کانوں میں ان کی محبت بھری شکایتیں ہیں۔ میرا پہلا انعام ان پر یہ ہوتا ہے کہ میں ان کے دلوں میں اپنا نور ڈالتا ہوں
جس سے وہ لوگوں کو میری طرف دعوت دیتے ہیں جس طرح میں فرشتوں کو ان کی خبر دیتا ہوں۔ دوسرا انعام یہ کرتا ہوں کہ اگر
ساتوں آسمان اور جو کچھ ان میں موجود ہے سارا کچھ ان کے ترازو میں (ثواب بنا کر) رکھ دوں تو پھر بھی تھوڑا ہے۔ تیسرا
انعام میں اپنے جلال والے چہرے کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہو جاتا ہوں اور جس کی طرف میں اپنے جاہ و جلال والے
چہرے کے ساتھ توجہ کرلوں تو کیا تمہیں اندازہ ہے کہ میں اسے کن کن عطیات سے نوازوں گا؟

رات بھر قیام: ۞۞ ساری رات کا قیام وہی کرسکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہو۔[۴۲۶] جن کے دلوں میں نور
الٰہی نور علی نور کی طرح ہو۔ اللہ تعالیٰ نے رات بھر کا قیام انہیں بطور تحفہ اور بطور خلعت نواز دیا ہے جسے ان کا مالک ان سے
(تا قیامت) نہیں چھینے گا۔

حضرت عثمانؓ کے متعلق مروی ہے کہ وہ رات بھر جاگتے اور ایک رکعت میں مکمل قرآن پڑھ لیتے تھے ہم ان کا تذکرہ کر
چکے ہیں۔ چالیس تابعین کے متعلق منقول ہے کہ وہ رات بھر بیدار رہتے اور چالیس سال تک انہوں نے عشاء کے وضوء سے صبح
کی نماز پڑھی اس کی سند صحیح ہے۔ ان تابعین میں سعید بن جبیر، صفوان بن سلیم، ابو حازم، محمد بن منکدر جو اہل مدینہ ہیں اور اہل مکہ
میں سے فضیل بن عیاض، وہب بن ورد، یمن کے طاؤس، وہب بن منبہ، کوفہ کے ربیع بن خثیم، حکم، شام کے ابوسلیمان، رازی، علی
بن بکار، عباد ان کے ابو عبداللہ خواص، ابو عاصم فارس کے ابو محمد حبیب، ابو جابر، سلیمانی، بصرہ کے مالک بن دینار، سلیمان تیمی، یزید
رقاشی، حبیب بن ابی ثابت اور یحییٰ بکاء مشہور ہیں ان کے علاوہ کا تذکرہ بخوف طوالت نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی رحمت
اور خوشنودی نازل فرمائے۔

حضرت امام اعظم **ابو حنیفہ** رحمۃ اللہ علیہ کا لفظ غیر مقلدین کے گھر سے

نماز جمعہ میں مسبوق کا حکم

مصنف شرح موطا میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے امام حاکم کی تخریج سے ایک حدیث لکھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کی ایک رکعت پالی، وہ اس کے ساتھ دوسری ملالے، پھر کہا کہ اس حدیث کے مفہوم سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر ایک رکعت سے کم پائی تو جمعہ نہ پایا۔ پس ظہر ادا کرے۔ استینافاً یعنی نئے سرے سے نیت باندھ کر یا بناءً علیہ یعنی اسی پہلی نیت کی بناء پر ظہر پوری کرے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر امام کے ساتھ تشہد بھی پالیا ہے تو دو رکعت پوری کرے اور اس نے نماز جمعہ پالی۔ (ص۱۱۰ جلد اول)

ہدایہ میں پہلے تو اصولاً کہا کہ جو شخص جمعہ کے دن امام کو (مسبوق ہوکر) پائے تو جو کچھ وہ پائے، وہ اس کے ساتھ پڑھے اور اسی (نیت) پر بنا کرے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تم پاؤ، وہ پڑھ لو اور جو کچھ فوت ہوگیا، اسے پورا کرلو۔

پھر اس کے بعد تفریعاً کہا، اور اگر اس نے (امام کو) تشہد میں یا سجدۂ سہو میں پایا، تو ہر دو (امام ابوحنیفہ اور امام یوسف (رحمہما اللہ تعالیٰ) کے نزدیک اسی (نیت) پر جمعہ بنا کرے اور امام محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر دوسری رکعت کا اکثر حصہ پالیا، تو اس پر جمعہ بنا کرے اور اگر کم حصہ پایا تو اس پر ظہر بنا کرے۔

غیر صحابی کے ساتھ رضی اللہ عنہ کا لفظ غیر مقلدین کے گھر سے

سفر اکرده و بمبئی و کلکته و عظیم آباد و بنارس و کانپور و لکھنؤ و آگره و دهلی وغیره
را دیده و در فارسی و ریخته تذکره انگاشته و میان جسالان قلم امتیاز
برافراشته و با وجود عدم تجنب سن در فهم سخن و تحسین سبحه ها اقران را داخل جماعه
بر آمده و از افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان شیر طرز سخن سبقی آموخته
و نکات این فن نیکو آموخته این کتاب عرف الجادی که نگارش تازی نغمت کرد از
خامه حق نگارش ساده و پرکار نقش پذیرفته چنانکه نسخ مقبول نقش
اول ست که از کلک گهر سلکش صورت تالیف فرا گرفته بود و از نظر سیمان
بهره والا گهرش گذشته اعتبار تصحیح روایت و تنقیح درایت بجز رسانیده و دیگر
در بعض مسائل این هر دو نسخه جاده خلاف یکی با دیگری سپرده و تحریر یود گوئه
پرداخته و بحثش غیر از این نیست که بعضی از محققین اهل علم بکتاب و حدیث را نیز
دو قول گزیده اند و اختلاف انظار را در میزان اعتبار سنجیده و بر قول رجحان
فروشنده ی از ادله وارد و بر قوت خویش در نفس الامر شاهدی از حجج نیز
می آورد و این قسم مواضع مسئله چند بیش نیست ناظر غیر مناظر در هر مقام آنچه آن را
بیند و استوارش یابد بدان عامل گردد و طالب صادق که خواهان مزید بصیرت
ست او را اگر ... شد از ذکر در امثال این مواضع ... افادات
ماخذش بجو و دلیل الطالب علی ارجح المطالب دیده را الابد من ربط المسائل بالا
فرماید و از تالیفات علامه ربانی امام الائمه ایمانی مجتهد مطلق یمانی قاضی القضاة محمد
بن علی شوکانی رضی الله عنه چون شرح منتقی و فتح ربانی و جز آن استشفا نماید فان
فيهما ما يشفي العليل ويسقي الغليل ويريح الفؤاد من قال و
قيل ليس عليهما من دليل فليكن ذلك على ذكر
منك وبالله التوفيق وهو الهادي الى سواء السبيل

حرره ابو الحسن محمد ذو الفقار احمد النقوي البهوپالي

مآثرِ صدیقی

موسوم بہ

سیرتِ والاجاہی

حصہ چہارم

یعنی

سوانح وحالات خاندانی امام المحدثین و زبدۃ المفسرین ابی الخیر والی امیر الملک والاجاہ نواب سید صدیق حسن خان الحسینی البخاری القنوجی شوہر خلد مکان علیا حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ ... فرمانروائے ریاست بھوپال ... الرحمۃ والرضوان

تالیف

ابو نصر سید محمد علی حسن خان الطاہر ... حسام الملک ... عن شرور الزمان

باہتمام ... مطبع منشی نولکشور لکھنؤ ...

بلکہ انہین سے جسکا مذہب موافق ظاہر سنت ہو اُسی کو مفتی بہ قرار دیا جا
اسی لیے شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ تمام مذاہب مین سب
سے زیادہ موافق مذہب حنفی ہے۔ لیکن اکثر لوگ عصبیت کی وجہ سے
نہین کرتے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نسبت وہ لکھتے ہین کہ امام اعظم کو رضی
عنہ کو ائمہ اربعہ اجتہاد مین شرف تقدم حاصل ہے۔ وہ اور امام دار الہجرت
مالک بن انس و امام شافعی و امام احمد یہ چارون اکابر قرون ہجرت
مشہود لہا بالخیر کے قرن ثالث مین موجود تھے عمران بن حصین سے مروی
ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے خیر امتی قرنی
ثم الذین یلونھم الحدیث متفق علیہ اس حدیث مین اگر
لفظ قرنی کو زمانۂ حیات نبوت سے مخصوص قرار دیا جاے جیسا کہ بعض علماء
اعلام کا مسلک ہے۔ تو دو قرن صحابہ اور تابعین کے باقی رہتے ہین اور
اُن لوگون کے نزدیک جو زمانۂ امام اعظم مین بعض صحابہ کا موجود ہونا تسلیم
کرتے ہین گو امام صاحب نے انکو نہ دیکھا ہو علی اختلاف خبرین فی تعریف التابعی
اِس صورت مین امام ہمام جماعت تابعین مین داخل ہین۔ اور اگر لفظ
قرنی سے صحابہ کا قرن مراد لیا جاے تو تبع تابعین ... حدیث مین ...

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حدیثوں کے لکھنے کے ثبوت میں قرآن مجید کی ایک آیت سے دلیل پکڑی ہے

سبحان اللہ کیا خوب استدلال ہے

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے حدیثوں کے لکھنے کے ثبوت میں، قرآن مجید کی ایک آیت سے دلیل پکڑی ہے، طحاوی لکھتے ہیں۔

قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَمَّا اَمَرَ اللّٰهُ بِكِتَابَةِ الدَّيْنِ خَوْفَ الرَّيْبِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تَسْأَمُوْا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰى اَجَلِهٖ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰى اَلَّا تَرْتَابُوْا كَانَ الْعِلْمُ الَّذِيْ حِفْظُهٗ اَصْعَبُ مِنْ حِفْظِ الدَّيْنِ اَحْرٰى اَنْ يُّبَاحَ كِتَابَتُهٗ خَوْفَ الرَّيْبِ فِيْهِ وَالشَّكِّ (شرح معانی الآثار ص۳۴۳ ج ۲)۔

یعنی جب کہ اللہ تعالےٰ نے شک و شبہ سے بچنے کے لئے قرض کے لکھ لینے کا حکم اس آیت میں دیا ہے، ارشاد ہے کہ قرض تھوڑا ہو یا زیادہ اس کے لکھنے میں سستی نہ کرو مع مدت لکھو، یہ لکھ لینا اللہ کے نزدیک انصاف کی بات ہے اور شہادت کو ٹھیک رکھنے

والا ہے، تم شک و شبہ میں نہ پڑو گے، تو علم حدیث کا یاد رکھنا قرض کے یاد رکھنے سے بھی زیادہ مشکل ہے، لہٰذا احادیث میں شک و شبہ سے بچنے کے لئے اس کے لکھنے کی اجازت و اباحت

علامہ ابن البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ **بہت سے** اہل حدیث حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ذہانت اور **فہم کی وجہ** سے ان پر حسد کرتے تھے

اللہ تعالیٰ ہمیں حسد کی بیماری سے محفوظ رکھے اور **حاسدین** کے شر سے بچائے

۲۷٦

قال: ونا إبراهيم بن بشار الرمادي، قال: سمعتُ سفيانَ بنَ عيينة يقول: كان أبو حنيفة يَضرِبُ لِحديثِ رسول الله صلى الله عليه وسلم الأمثالَ فيَرُدُّه بعِلمِه، حدَّثته عن رسول الله صلى الله عليه وسلم «البيِّعانِ بالخيار ما لم يَفْتَرِقا»، فقال أبو حنيفة: أرأيتم إن كانوا في سفينةٍ كيف يفترقون؟ قال سفيان: هل سمعتم بشَرٍّ من هذا؟

قال أبو عُمَر: كثيرٌ من أهل الحديث استجازوا الطعنَ على أبي حنيفة، لردِّهِ كثيراً من أخبارِ الآحادِ العدول، لأنه كان يَذهَبُ في ذلك إلى عَرْضِها

۲۷۷

على ما اجتَمَع عليه من الأحاديث ومَعاني القرآن، فما شَذَّ عن ذلك رَدَّه وسمَّاه شاذّاً، وكان مع ذلك أيضاً يقولُ: الطاعاتُ من الصلاةِ وغيرِها لا تُسمَّى إيماناً، وكلُّ من قال من أهل السنة: الإيمانُ قولٌ وعَمَل يُنكرون قولَه، ويُبدِّعُونه بذلك، وكان مع ذلك محسوداً لفهمِه وفطنتِه.

ونَذكُرُ في هذا الكتاب مِن ذَمِّهِ، والثناءِ عليه، ما يَقِفُ به الناظرُ فيه على حالِه، عَصَمَنا الله وكفانا شَرَّ الحاسدين، آمينَ رَبَّ العالمين[1].

حضرت حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت شان کے قائل ہیں

اول ص ۱۸۶ میں) مرجیہ خالصہ کہتے ہیں اور امام ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ جلد ۳ ص ۷۲ میں اور حضرت نواب صاحبؒ بحوالہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ دلیل الطالب میں ان کا مذہب یہ بیان کرتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے معصیت ضرر نہیں دیتی۔ اور یہ مذہب خلاف صحابہ اور ائمہ سنت ہے۔ اور مرجیہ السنۃ سے ایسے لوگ مراد ہیں جو ہوں تو اہل سنت لیکن حسب لغت ان مسائل کی وجہ سے جو اہل سنت کے نزدیک قابل اعتراض نہیں ہیں۔ ان پر ارجاء کا لفظ بولا گیا ہو جیسا کہ سابقاً حضرت حسن بن محمد بن حنفیہؒ کے ذکر میں حافظ ابن حجرؒ کے کلام سے گذر چکا۔

(۳) اسی طرح حافظ ذہبیؒ آپ کی جلالت شان کے بدل قائل ہیں چنانچہ آپ اپنی مایہ ناز کتاب میزان الاعتدال کے شروع میں فرماتے ہیں۔

"اور اسی طرح میں اس کتاب میں ان ائمہ کا ذکر نہیں کروں گا۔ جن کی احکام شریعت (فروع) میں پیروی کی جاتی ہے کیونکہ ان کی شان اسلام میں بہت بڑی ہے اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کی عظمت بہت ہے۔ مثلاً امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام بخاریؒ۔" (میزان جلد اول ص ۳ مطبوعہ لکھنؤ)

اسی طرح حافظ ذہبی اپنی دوسری کتاب "تذکرۃ الحفاظ" میں آپ کے ترجمہ کے عنوان کو معزز لقب امام اعظم سے مزین کر کے آپ کا جامع اوصاف حسنہ ہونا ان الفاظ میں ارقام فرماتے ہیں۔

كان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا كبير الشان لايقبل جوائز السلطان بل يتجر ويكتسب (تذكرة جلد ١ ص ١٥١)

"آپ (دین کے) پیشوا صاحب ورع' نہایت پرہیزگار عالم باعمل تھے (ریاضت کش) عبادت گذار تھے۔ بڑی شان والے تھے۔ بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے بلکہ تجارت کر کے اور اپنی روزی کما کر کھاتے تھے۔"
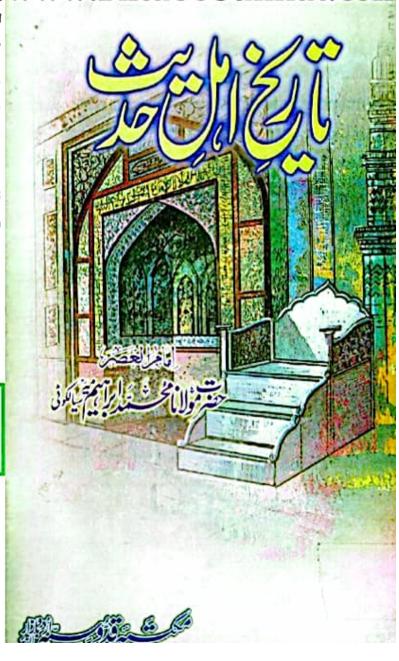
أيهما أصح إسناداً ؟ الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة، أو سفيان عن منصور عن إبراهيم عن أبي هريرة ؟ قالوا: منصور عن إبراهيم، قال: والله ما أرى سمعه إبراهيم من أبي هريرة[١].

هـ – درايته بغريب الحديث وفقهه:

معرفة فقه الحديث هي ثمرة هذا العلم وهو المقصود من الشريعة، ووكيع – رحمه الله – من أئمة هذا الشأن، قال ابن عمار: ما كان بالكوفة في زمان وكيع، أفقه ولا أعلم بالحديث من وكيع، وكان جهبذاً[٢].

ومما يدل على معرفته بالخلاف قوله : وجدنا أبا حنيفة خالف مائتي حديث[٣].

وكان كثيراً ما يوصي طلابه بالعناية بفقه الحديث، قال علي بن خشرم: سمعت وكيعاً غير مرة يقول: يا فتيان، تفهموا فقه الحديث، فإنكم إن تفهمتم فقه الحديث لم يقهركم أهل الرأي[٤].

وقال أيضاً: سمعت وكيعاً يقول لأصحاب الحديث: لو أنكم تفقهتم بالحديث وتعلمتموه ما غلبكم أصحاب الرأي، ما قال أبو حنيفة في شيء يحتاج إليه إلا ونحن نروي فيه باباً[٥].

(١) تقدمة الجرح (ص ٢٢٩).

(٢) تاريخ بغداد (١٣ / ٥٠٥)، تهذيب الكمال (٣٠ / ٤٧٧).

(٣) تاريخ بغداد (١٣/٤٠٧-٤٠٨)، ولعله مقالها لأنها لم تلفه .

(٤) مختصر نصيحة لأهل الحديث للخطيب البغدادي (ص ١٣٣)، التنبيه والتفقه للخطيب أيضاً (١٦٢/٢).

(٥) المرجع السابق.

المملكة العربية السعودية
وزارة التعليم العالي
جامعة أم القرى
كلية الدعوة وأصول الدين
قسم الكتاب والسنة

وكيع بن الجراح

ومروياته في التفسير

من أول سورة مريم إلى نهاية سورة التحريم
(جمعاً ودراسة وتخريجاً)

رسالة مقدمة لنيل درجة الماجستير

إعداد

مها بنت سليم بن سليم الحربي

إشراف

فضيلة الدكتور : عبد الرحيم بن يحيى الغامدي

المجلد الأول

١٤٢١ – ١٤٢٢ هـ

شیخ الاسلام ابو اسحاق شیرازی شافعی فرماتے ہیں کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ راوی کی یا تو عدالت معلوم و مشہور یا اس کا فاسق ہونا معلوم ہو گا
یا وہ مجہول الحال ہو گا تو اگر اس کی عدالت معلوم ہے جیسے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم افضل تابعین، سفیان وغیرہ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
تو ان کی خبر ضرور قبول کی جائیگی اور ان کی عدالت و توثیق کی تحقیق ضروری نہیں ہو گی

باب القول في الجرح والتعديل

وجملته أن الراويَ لا يخلو: إمّا أن يكون معلومَ العدالة، أو معلو الفسق، أو مجهولَ الحال.

فإن كانت عدالتُه معلومةً، كالصحابة رضي الله عنهم، وأفاضل التابعين، كالحسن، وعطاء، والشَّعْبيّ، والنَّخَعي[١]، وأجلاء الفقهاء كمالك، وسفيان، والشافعي، وأبي حنيفة، وأحمد، وإسحاق، ومن يجري مجراهم وجب قبول خبره، ولم يجب البحث عن عدالته.

وذهبت المعتزلة المبتدعة إلى أن في الصحابة فُسَّاقًا، وهم الذين قاتلوا عليًّا رضي الله عنه من أهل العراق وأهل الشام حتى اجترؤوا ولم يخافوا الله عز وجل، وأطلقوا هذا القول على طلحة والزبير وعائشة رضي الله عنهم[٢]. وهذا قول عظيم في السلف.
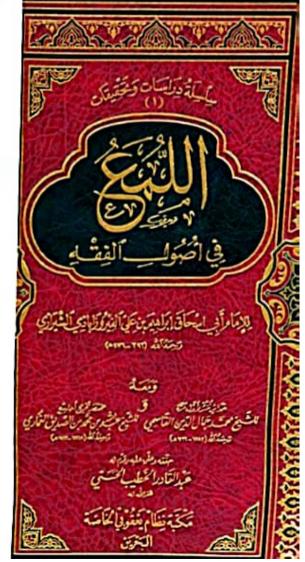
مسجد میں غیر مسلم کے داخلے کا حکم

مسجد میں غیر مسلم کے داخلے کا حکم

سوال (۱) کیا کوئی غیر مسلم مسلمانوں کی مسجد یا نماز کی جگہ میں نماز کے موقع پر یا تقریر سننے کے لئے داخل ہو سکتا ہے؟

(۲) مسلمان کے لئے گرجا میں داخل ہونے کا کیا حکم ہے خواہ وہ ان کی نماز دیکھنے کے لئے جائے یا لیکچر سننے جائے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

اس مسئلے کے متعلق اس سے پہلے ہماری طرف سے فتویٰ نمبر ۲۹۲۲ جاری ہو چکا ہے۔ اس کے الفاظ یہ تھے: "مسلمانوں پر حرام ہے کہ وہ کسی کافر کو مسجد حرام یا حدود حرم میں داخل ہونے کی اجازت دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ﴾ (التوبۃ۹/۲۸)

"اے مومنو! مشرک یقیناً ناپاک ہیں تو وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئیں۔"

دوسری مساجد کے بارے میں بعض فقہاء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ منع کی دلیل موجود نہیں' بعض علماء کہتے ہیں "جائز نہیں" وہ مسجد حرام پر دوسری مساجد کو قیاس کرتے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ اگر کوئی شرعی مصلحت اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ مثلاً کوئی تقریر وغیرہ سننا جس سے اس کے مسلمان ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔ یا مسجد میں پانی ہے اور اسے پینے کی ضرورت ہے تو داخل ہو سکتا ہے۔

مسلمان کے لئے کافروں کے پاس ان کی عبادت گاہوں میں جانا جائز نہیں' کیونکہ اس سے ان کے اجتماع کو رونق ملتی ہے اور اس لئے کہ امام بیہقی نے صحیح سند سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مشرکین کے پاس ان کے کلیساؤں اور عبادت گاہوں میں نہ جاؤ' کیونکہ ان پر (اللہ کا) غضب نازل ہوتا ہے۔" [1]

البتہ اگر کوئی شرعی مصلحت پیش نظر ہو یا ان کو اللہ کی طرف بلانا مقصود ہو یا اور کوئی ایسی وجہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۴۳۶۳)

رکھ دیا ہے اور آپ کی زندگی کے ہر علمی اور عملی شعبہ اور قبولیت عامہ اور غنائے قلبی اور احکام و سلاطین سے بے تعلقی وغیرہ فضائل میں سے کسی بھی ضروری امر کو چھوڑ کر نہیں رکھا۔

اسی طرح اسی کتاب میں امام یحیٰی بن معینؒ سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ "امام ابو حنیفہؒ میں کوئی عیب نہیں اور آپ کسی برائی سے متہم نہ تھے[1]۔" ص ۵۱

تنبیہ :

شاید آپ کے دل میں ان حوالہ جات کے بعد بھی یہ وسوسہ گذرے کہ ہو سکتا ہے کہ امام ذہبیؒ کو امام صاحب کے مرجیہ ہونے کا علم نہ ہو۔ سو اس کا مختصر اور مسکت جواب یہ ہے کہ حافظ ذہبیؒ میزان الاعتدال میں امام مسعر کے ترجمہ کے ضمن میں امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے بزرگ استاد حماد بن ابی سلیمانؒ کا بالخصوص ذکر کر کے سب مذکورین سے الزام ارجائی کو اس طرح دفع کرتے ہیں۔

"مسعر بن کدام حجت ہیں۔ امام ہیں۔ اور سلیمانی کا یہ قول کہ مسعر اور حماد بن سلیمان اور نعمان یعنی امام ابو حنیفہؒ اور عمرو بن مرہ اور عبدالعزیز ابن رواد اور ابو معاویہ عمر بن ذر اور اس قسم کے دیگر بہت سے بزرگ جن کا ذکر اس نے کیا ہے۔ مرجیہ میں سے ہیں قابل اعتبار نہیں ہے۔" (میزان جلد دوم ص ۷۴ مطبوعہ لکھنؤ)

اس کے بعد حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ارجاء[2] بہت سے بڑے بڑے علماء کا مذہب ہے پس مناسب

---

[1] امام یحیٰی بن معین جرح میں متشددین سے تھے۔ باوجود اس کے وہ امام ابو حنیفہؒ پر کوئی جرح نہیں کرتے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مسند امام اعظم سے حوالہ

مسلمان بھائیو اور بہنو! دو باتوں کا آپ کو اچھی طرح خیال رکھنا چاہئے۔ ایک یہ کہ جس شخص کو آپ کتاب سُنت کے معیار سے ظالم پائیں' خواہ وہ حکام سے ہوں۔ یا عوام سے' اس کے اعمال تظلّم' اور افعال تغلب سے ہرگز ہرگز اشتراک وتعاون نہ کریں۔ بلکہ پورے طور پر مجتنب اور بے زار رہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ اپنے تمام اقوال افعال کا جائزہ لیتے رہیں۔ ان پر کڑا احتساب رکھیں۔ کہ دامنِ زندگی ظلم کی آلودگی سے پاک رہے۔

اب ہم رسول اللہ ﷺ کی کچھ احادیث بیان کرتے ہیں' تا کہ سعید روحیں ان سے سبق حاصل کریں۔ او دین ودنیا میں سرخرو ہوں۔

ظلم کی نتیجہ خیزیاں

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکَ وَالظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ))(مسند امام اعظم)[1]

(۱) مسند احمد ۲/۱۹۵۔ مستدرک حاکم کتاب الایمان ۱/۵۶ حدیث ۳۶۔ و طبع قدیم ۱/۱۱ موارد الظمآن فی زوائد ابن حبان کتاب الجہاد باب ماجاء فی الہجرۃ حدیث ۱۵۸۰۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ صحیح الترغیب والترہیب ۲/۰۱. حدیث ۲۶۰۳۔ صحیح الموارد الظمآن ۲/۸۷ حدیث ۱۳۰۷۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۲/۵۱۳۔ اس حدیث میں ایاک کی بجائے ایاکم کے الفاظ ہیں۔

"حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ظلم سے بچو۔ کیونکہ قیامت کے روز ظلم تاریکیوں کا سبب ہوگا۔"

ملاحظہ:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ظالم نزع کے وقت سے لے کر تا عبور پل صراط انواع واقسام کے ہموم غموم نوائب ومصائب اور ناکامیوں اور پریشانیوں کے اندھیروں کا شکار رہے گا۔ ملک الموت کی گرفت اور ہیبت اس کی روح پر یاس وقنوط کا عالم طاری کردے گی۔ نکیرین کی پرسش پر اس کا مطلع جواب ناکامیوں کے سیاہ اور دبیز بادلوں سے گھر جائے گا۔ قبر کے عبوری دور میں جور وظلم خوفناک اژدھے بن کر تا صور اسرافیل ظالم کو ڈستے رہیں گے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محاسبہ نفس اور تقویٰ

حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محاسبہ نفس اور تقویٰ

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رات کو اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ○ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ○ پڑھتے تو اپنی داڑھی کو پکڑ کر رونا شروع کر دیتے اور یہ دعا کرتے: یا اللہ! مجھے قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ فرما۔
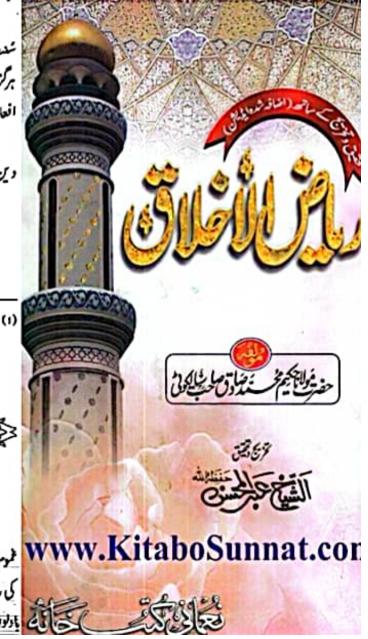
آج میں معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں، کہ آج فقہی اختلافات تو بہت زیادہ ہیں اور میں علماء سے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کبھی ہم نے اپنے اسلاف کی سیرت پر غور کیا کہ وہ کیسے راتوں کو رونے والے اور اللہ سے ڈرنے والے، ریاء کاری سے بچنے والے لوگ تھے، آیئے! آخری بات کو سنا کر بات ختم کرتا ہوں کیونکہ ان کا ذکر تو مہینوں میں بھی ختم نہ ہوگا۔

یہ بات عام لوگوں کو معلوم ہے کہ مجتہد تقلید نہیں کرتا اور مجتہد غیر مقلد ہوتا ہے

" ولقد أنكر بعض المقلدين على شيخ الإسلام في تدريسه بمدرسة ابن الحنبلي وهي وقف على الحنابلة، والمجتهد ليس منهم ، فقال: إنما أتناول ما أتناوله منها على معرفتي بمذهب احمد، لاعلى تقليدي له "

اور بعض مقلدین نے شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) پر اعتراض کیا کہ وہ مدرسہ ابن الحنبلی میں پڑھاتے ہیں حالانکہ یہ مدرسہ حنابلہ پر وقف ہے اور مجتہد ان (حنبلیوں و مقلدین) میں نہیں ہوتا، تو انھوں نے فرمایا: میں اسے احمد (بن حنبل) کے مذہب کی معرفت پر استعمال کرتا ہوں، میں اس (احمد) کی تقلید نہیں کرتا۔

(اعلام الموقعین ۲/۲۳۱، ۲۳۲ مطبوعہ دار الجیل بیروت لبنان، الرد علی من أخلد إلی الأرض للسیوطی ص ۱۲۶)

دلیل دوم: حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگرد حافظ ذہبی رحمہ اللہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں: " الشيخ الإمام العلامة الحافظ الناقد (الفقيه) المجتهد المفسر البارع شيخ الإسلام عَلم الزهاد نادرة العصر... " (تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۴۹۶ ت ۱۱۷۵)

معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ حافظ ذہبی کے نزدیک مجتہد تھے۔ یہ بات عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ مجتہد تقلید نہیں کرتا۔ طحاوی حنفی نے "طبقة المجتهدين في الشرع كالأربعة وأمثالهم" کے بارے میں لکھا ہے کہ "وهم غير مقلدين" اور وہ غیر مقلد ہیں۔ (حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار ۱/۵۱)

ذمی مسجد حرام میں داخل ہو سکتا ہے

١٣٢٨۔ أنا أبو طاهر، نا أبو بكر، نا محمد بن يحيى، ثنا أبو الوليد، ح وثنا الزعفراني، نا عفان بن مسلم، قالا، ثنا حماد عن حميد عن الحسن ....

عن عثمان بن أبي العاص: أن وفد ثقيف قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنزلهم المسجد حتى يكون أرق لقلوبهم.

"حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ثقیف قبیلہ کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے ان کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا تا کہ یہ چیز ان کے دلوں کو خوب نرم کردے (اور وہ اسلام قبول کرلیں۔)

٦١٢..... باب إباحة دخول عبيد المشركين وأهل الذمة المسجد والمسجد الحرام أيضا

مسجد حرام اور دیگر مساجد میں اہل ذمہ اور مشرکوں کے غلاموں کا داخل ہونا جائز ہے

١٣٢٩۔ أنا أبو طاهر، نا أبو بكر، نا محمد بن يحيى، نا عبد الرزاق، أخبرنا ابن جريج،

(١٣٢٨) اسناده ضعيف. حسن بصری مدلس راوی ہے اور سماع کی صراحت نہیں۔ سنن ابی داود، کتاب الخراج، باب ما جاء فی خبر الطائف، حدیث: ٣٠٢٦۔ مسند احمد: ٧/ ٢١٨.

صحیح ابن خزیمہ—2 458 مسجد میں نماز و ذکر اللہ کے سوا مباح کام

أخبرني ....

أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله يقول في قوله تعالى: ﴿إنما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا﴾ قال: إلا أن يكون عبدا أو أحدا من أهل الذمة.

"جناب ابو زبیر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿إنما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا﴾ (التوبہ: ٢٨) "بلاشبہ مشرکین پلید ہیں، لہٰذا وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئیں" کی تفسیر کرتے ہوئے سنا، انہوں نے فرمایا: مگر یہ کہ وہ غلام ہو یا اہل ذمہ کا کوئی فرد ہو (تو وہ مسجد حرام میں داخل ہو سکتا ہے۔)"

امام ابو عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ فقیہ ہیں
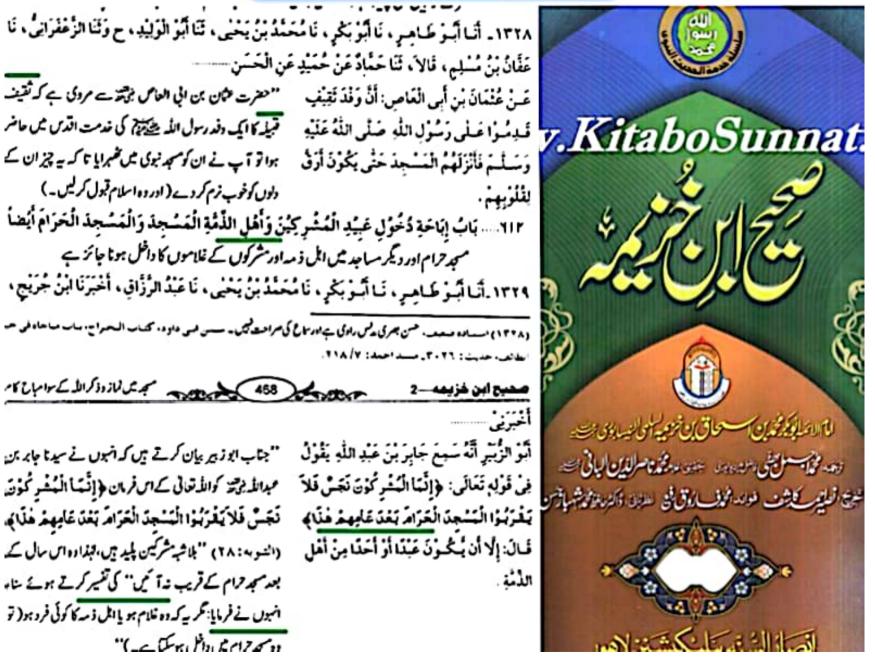
ابن أبي عروبة قبل أن يختلط وقد مرَّ له باب من علم الطلاق فقيل له : كذلك قال أبو حنيفة ، فقال سعيد : كان أبو حنيفة عالم العراق .

١٠٩ - حدثني أبي قال : حدثني أبي قال : حدثني أبو بكر محمد بن جعفر بن أعين قال : حدثني يعقوب بن شيبة قال : حدثني يعقوب بن أحمد قال : سمعت الحسن بن علي الحلواني قال : سمعت يزيد بن هارون يقول وساله إنسان فقال : يا أبا خالد من أفقه من رأيت ؟ قال : أبو حنيفة .

قال الحسن : ولقد قلت لأبي عاصم النبيل : أبو حنيفة أفقه أو سفيان ؟ قال : أبو حنيفة عندي أفقه من سفيان .

١١٠ - حدثني أبي قال : حدثني أبي قال : حدثني أبو بشر الدولابي قال : ثنا محمد بن إسماعيل الصائغ قال : سمعت الحسن بن علي الحلواني قال : قلت لأبي عاصم مثله .

١١١ - حدثني أبي قال : حدثني أبي قال : حدثني محمد بن أحمد بن حماد قال : ثنا أحمد بن القاسم قال : ثنا ابن أبي رزمة قال : سمعت أبا وهب يقول : سمعت زفر بن الهذيل وذكر عنده سفيان وأبو حنيفة ، فقال : لم يكن سفيان من رجال أبي حنيفة .

١٠٩- أخرجه الخطيب في « التاريخ » ١٣/ ٣٤٢ ، من طريق ضرار بن صرد به ، إلا أن فيه غلام من غلمان أبي حنيفة أفقه من سفيان ، وأخرجه الصيمري ص ٧٩ من طريق نصر بن علي به .

١١٠- في الأصل : الحسن بن علي بن علي ، وفي « الأنساب » ١٩١ : أبو محمد الحسن بن علي الخلال الحلواني يروي ، عن أبي عاصم ...

فضائل أبي حنيفة
وأخباره ومناقبه
ويشتمل على أحد مسانيد الإمام أبي حنيفة لرهامة برواية المؤلف
تأليف
أبي القاسم عبد الله بن محمد بن أحمد بن يحيى بن الحارث السعدي
المعروف بابن أبي العوام
المتوفى ٣٣٥ هـ
اعتناء
فضيلة العلامة المدرس المحقق الشيخ لطيف الرحمن البهرائجي القاسمي
المكتبة الإمدادية
مكة المكرمة

معجم کبیر طبرانی میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت

٩٨٩٣ ـ حدثنا احمد بن رسته الاصبهاني ثنا محمد ب
المغيرة ثنا الحكم بن ايوب عن زفر بن الهذيل عن ابي حنيفة عـ
حماد عن شقيق بن سلمة عن ابن مسعود قال كانوا يقولون السلا
على الله السلام على جبريل السلام على رسول الله فقال رسول الل
صلى الله عليه وسلم : « لا تقولوا السلام على الله فان الله هـ
السلام ولكن قولوا التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك
ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد اللـ
الصالحين أشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبد
ورسوله » •

٩٨٩٤ ـ حدثنا علي بن عبدالعزيز ثنا حجاج بن المنهال ثنـ
حماد بن سلمة أنا عاصم بن بهدلة وحماد عن أبي وائل عن ابـن
مسعود قال كنا نقول في الصلاة السلام على الله السلام على جبريل
وميكائيل وكل ملك نعلم اسمه فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم : « لا تقولوا السلام على الله فان الله هو السلام ثم علمنـ
التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها النبي ورحمة
الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين أشهد ان لا اله
الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله ، فاذا قلتم هذا فقد دخل
في قولكم كل ملك وكل نبي وكل عبد صالح » •

٩٨٩٥ ـ حدثنا علي بن عبدالعزيز ثنا حجاج بن المنهال ثنـ

المعجم الكبير

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

٢٦٠هـ — ٣٦٠هـ

حققه وخرج احاديثه

حمدي عبدالمجيد السلفي

الجزء العاشر

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة ت : ٨٦٤٢٤٠

معجم کبیر طبرانی میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت

المعجم الكبير
للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني
٢٦٠م – ٣٦٠م

حققه وخرج احاديثه
حمدي عبد المجيد السلفي

الجزء الرابع

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة ٨٦٤٢٤٠

٣٧٦٦- حدثنا محمد بن عبدالله الحضرمي ومحمد بن عثمان بن أبي شيبة قالا ثنا أحمد بن يونس (ح).

٣٧٦٢- ورواه عبد الرزاق في المصنف (٧٩١) والبيهقي (١/ ٢٧٨). كذا في الاصل ويوم للمقيم وفي المصنف ويوما للمقيم.
٣٧٦٤- كذا في الاصل يوم وليلة.

وحدثنا عمر بن حفص السدوسي ثنا أبو بلال الأشعري قالا ثنا أبو بكر النهشلي عن حماد عن إبراهيم عن أبي عبدالله الجدلي عن خزيمة بن ثابت أن رسول الله ﷺ قال: «لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ».

٣٧٦٧- حدثنا بشر بن موسى ثنا أبو عبدالرحمن المقري ثنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن أبي عبدالله خزيمة عن النبي ﷺ في المسح على الخفين: «لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ».

٣٧٦٨- حدثنا أحمد بن رسته الأصبهاني ثنا محمد بن المغيرة ثنا الحكم بن أيوب عن زفر بن الهذيل عن أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن أبي عبدالله الجدلي عن خزيمة عن النبي ﷺ أنه قال في المسح على الخفين «لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ».

معجم کبیر طبرانی میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت

المعجم الكبير

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

٢٦٠هـ – ٣٦٠هـ

حققه وخرج احاديثه

حمدي عبدالمجيد السلفي

الجزء الثاني عشر

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة ت ٨٦٤٢٤٠٠

١٢٣٩٠ – حدثنا عمرو بن ابي الطاهر بن السرح المصري

ثنا يوسف بن عدي ثنا عبدالرحيم بن سليمان عن النعمان بن ثابت أبي حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم بضعفة أهله ليلا الى جمع وقال لهم : « لا ترموا الجمرة حتى تطلع الشمس » .

١٢٣٨٦ – ورواه النسائي ٢/١٥٩ وهو في الصحيح من غير هذا الطريق سلم .

١٢٣٨٨ – تقدم ٢٦٣٦ – ٢٦٣٨ ورواه البزار ٢/٢٤٥ زوائد البزار .

١٢٣٨٩ – ورواه احمد في الاشربة رقم ١٠٩ والنسائي في سننه ٤/٣٢٠ – ٢ والدار قطني في سننه ٤/٢٥٦ وابو نعيم في الحلية ٧/٢٢٤ انظر نصب ية ٤/٣٠٦–٣٠٧ وابو نعيم في الحلية ٧/٢٢٤ انظر نصب الراية ٣٠٦ – ٣٠٧ . قال في المجمع ٥/٥٣ عزاه صاحب الاطراف الى النسائي ولم . رواه الطبراني باسانيد رجال بعضها رجال الصحيح . قلت هو في سائي كما ترى .

مسند ابی یعلیٰ الموصلی میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت

مسند أبي يعلى الموصلي

الإمام الحافظ أحمد بن علي بن المثنى التميمي

(٢١٠-٣٠٧هـ)

الجزء الثالث

حققه وخرج أحاديثه

حسين سليم أسد

٤٤٠ - (١٤١٣) - أخبرنا أبو يعلىٰ قال : قُرِىءَ عَلَىٰ بشر بن الوليد ، عن أبي يوسف ، عن أبي حنيفة ، عن علقمة بن مرثد عن ابن بُريدة

عن أبيه ، عن النبيِّ ﷺ أَنَّهُ كانَ إذا بَعَثَ سَرِيَّةً ، أَوْ جَيْشَ أَوْصَىٰ صاحِبَها بتَقْوَىٰ اللّٰهِ في خاصَّةِ نَفْسِهِ ، وَأَوْصاهُ بِمَنْ مَعَهُ مِنَ المُسْلمينَ خَيْراً ثُمَّ قالَ : « اُغْزُوا بِاسْمِ اللّٰهِ ، قاتِلوا مَنْ كَفَرَ باللّٰهِ ، لا تَغُلُّوا ، وَلا تَغْدِروا ، ولا تُمَثِّلُوا ، وَلا تَقْتُلُوا وَليداً ، فإذا لَقِيتُمْ عَدُوَّكُمْ مِنَ المُشْرِكينَ فَادْعوهُمْ إلىٰ الإِسْلامِ ، فإنْ أَسْلموا فاقْبَلُوا مِنْهُمْ وَكُفُّوا عَنْهم ، ثُمَّ ادْعُوهُمْ إِلَىٰ التَّحَوُّلِ مِنْ

(*) بريدة هو ابن الحُصَيْب - بمهملتين مصغراً - . قيل : إنه أسلم عام الهجرة إذ مرَّ به النبي ﷺ مهاجراً ، شهد غزوة خيبر ، والفتح وكان معه اللواء . واستعمله النبي ﷺ على صدقة قومه . وهو الذي حمل لواء الأمير أسامة حين غزا أرض البلقاء إثر وفاة النبي ﷺ .

سكن المدينة ، ونزل مرو ونشر فيها العلم ، وكان قد سكن البصرة مدة ، ثم غزا خراسان زمن عثمان ، وكان رضي الله عنه يقول : « لا عيش الا طراد الخيل بالخيل » .

كان من أمراء عمر في نوبة سرغ ، توفي على الأصح سنة اثنتين وستين ، والله أعلم .

١٦٣ ٥/١ س - ابو حنيفة الامام الاعظم

فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التيمى مولاهم الكوفى مولده سنة ثمانين رأى انس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة رواه ابن سعد عن سيف بن جابر انه سمع اباحنيفة يقوله و حدث عن عطاء و نافع و عبد الرحمن بن هرمز الاعرج و عدى بن ثابت و سلمة بن كهيل و ابى جعفر محمد بن على و قتادة و عمرو بن دينار و ابى اسحاق و خلق كثير، تفقه به زفر بن الهذيل و داود الطائى و القاضى ابو يوسف و محمد بن الحسن و اسد بن عمرو و الحسن بن زياد اللؤلؤى و نوح الجامع و ابو مطيع البلخى و عدة. وكان قد تفقه بحماد بن ابى سليمان و غيره وحدث عنه وكيع و يزيد بن هارون و سعد بن الصلت و ابو عاصم و عبد الرزاق و عبيد الله بن موسى و ابو نعيم و ابو عبد الرحمن المقرى و بشر كثير. و كان اماما و رعا عالما عاملا متعبدا كبيرالشأن لايقبل جوائز السلطان بل يتجر و يتكسب.

قال ضرار بن صرد سئل يزيد بن هارون ايما افقه الثورى او ابو حنيفة؟ فقال: ابو حنيفة افقه و سفيان احفظ للحديث. و قال ابن المبارك: ابوحنيفة افقه الناس. و قال الشافعى: الناس فى الفقه عيال على ابى حنيفة. و قال يزيد ما رأيت احدا اورع و لا اعقل من ابى حنيفة. و روى احمد بن محمد بن القاسم بن محرز عن يحيى بن معين قال: لا بأس به لم يكن يتهم. ولقد ضربه يزيد بن عمر بن هبيرة على القضاء فابى ان يكون

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف غیر مقلدین کے گھر سے۔ حافظ زبیر علی زئی مقالات۔ 6

تن فرماتے ہیں...... میرا بیٹا عبداللہ کذاب (بہت بڑا جھوٹا) ہے۔" (کلاند ص ۵۰۱)

لا نکہ امام ابوداود کی طرف منسوب یہ جرح قطعاً ثابت نہیں۔ (دیکھئے مقالات ۲/ ۳۷۹۔۳۸۰)

مولانا اثری کی اجتہادی خطا کو تمام اہلِ حدیث کی طرف منسوب کرنا بھی غلط ہے۔

عرض ہے کہ حسن بن زیاد کذاب پر جرح میں ظہور صاحب نے ابن ابی داود پر شدید
ح کی اور ان پر کذاب کا غیر ثابت فتویٰ بھی لگا دیا اور جب یہ راوی ان کی اپنی مرضی والی
ایت میں آئے تو آنکھیں بند کر کے ان کی روایت سے استدلال کر لیا۔

اسے دوغلی پالیسی اور دوزخی نہ کہیں تو کیا کہیں؟!

بیہ اول: یحییٰ بن عبدالرحیم کا تعین اور توثیق بھی مطلوب ہے۔

بیہ دوم: امام ابن ابی داود پر ظہور احمد کی نیش زنی کے جواب کے لئے دیکھئے" جمہور
حدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق راویوں پر ظہور احمد کی جرح" (فقرہ نمبر ۶)

قارئین کرام! ظہور و نثار کی ٹوکری سے یہ دس (۱۰) موضوع روایتیں بطورِ نمونہ و
شتے از خروارے پیش کی گئی ہیں، ورنہ ان کی کتابوں میں بہت سی بے سند اور مردود روایتیں
وجود ہیں، مثلاً:

"تمام شہروں اور ان پر بسنے والے لوگوں کو امام المسلمین (مسلمانوں کے امام) ابو
حنیفہؒ نے زینت بخشی ہے۔" (محمد نہ مقام ص ۳۶ بحوالہ تبییض الصحیفہ للسیوطی ص ۱۲۷)

تبییض الصحیفہ (ص ۱۱۴) النجوم الزاہرہ لابن تغری بردی (۲/ ۱۵) میں یہ روایت بے
سند ہے، لیکن اخبار الصیمری (ص ۸۵) میں اس کی سند موجود ہے، جس میں اسحاق بن
براہیم بن مقراض اور سوید بن سعید المروزی دونوں مجہول ہیں (یہ سوید المروزی صحیح مسلم کا
اوی نہیں) اور احمد بن محمد المنصوری غیر موثق (مجہول الحال) ہے۔

: "امام ابوحنیفہؒ اپنے زمانہ میں فقہ، علم اور ورع، ہر اعتبار سے امام الدنیا تھے۔"

(محمد نہ مقام ص ۳۷ بحوالہ الانتقاء ص ۱۲۷)

۳/ ۳۶۴۔۳۶۷) کی طرف منسوب اس روایت کی سند میں ابو یعقوب یوسف بن احمد
مجہول ہے اور ابو عبداللہ محمد بن حزام الفقیہ، حزام الفقیہ اور محمد بن یزید کے حالات کی تلاش
جاری ہے۔

۳: بہت سی بے سند روایتوں سے بھی ظہور احمد نے استدلال کیا ہے، مثلاً:

☆ ظہور احمد نے حافظ ذہبی کی چھتری تلے ابو معاویہ الضریر رحمہ اللہ سے منسوب کیا ہے:

"امام ابوحنیفہؒ سے محبت کرنا سنت ہے۔" (محمد نہ مقام ص ۵۱ بحوالہ سیر اعلام النبلاء ۶/ ۵۳۶)

النبلاء (۶/ ۴۰۱) اور تاریخ الاسلام للذہبی (۹/ ۳۱۰) میں یہ قول بالکل بے سند ہے
اور کسی کتاب میں اس کی کوئی سند نہیں ملی۔

☆ ظہور احمد نے بذریعہ حافظ ذہبی امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے:

"امام ابوحنیفہؒ کا کلام فقہ میں بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔ اس میں عیب نکالنے والا
صرف جاہل ہی ہو سکتا ہے۔" (محمد نہ مقام ص ۲۴۷ بحوالہ النبلاء ۶/ ۵۳۷)

سیر اعلام النبلاء (۶/ ۴۰۳) میں یہ قول بالکل بے سند ہے اور کسی کتاب میں اس کی
کوئی سند نہیں ملی۔

آخر میں عرض ہے کہ ممکن ہے ظہور و نثار دونوں یہ پروپیگنڈا کریں کہ اہلِ حدیث کو
امام ابوحنیفہ کے فضائل و مناقب پسند نہیں ہیں تو عرض ہے کہ یہ بات ہرگز نہیں، بلکہ ہم یہ
کہتے ہیں کہ احادیثِ رسول ہوں یا آثارِ صحابہ و تابعین، امام ابوحنیفہ کا معاملہ ہو یا امام مالک،
امام شافعی، امام احمد اور امام بخاری کا تذکرہ ہو، صرف صحیح و حسن لذاتہ روایات پیش کرنی
چاہئیں اور ضعیف، مردود و بے سند روایات سے کلیتاً اجتناب کرنا چاہئے۔

ہماری نہ تو امام ابوحنیفہ سے کوئی دشمنی ہے اور نہ امام بخاری کا اندھا دھند دفاع مقصود ہے بلکہ
ہمارا صرف ایک ہی مقصد و منہج ہے کہ صحیح روایات سے استدلال اور ضعیف روایات کا رد۔

بالاجماع) ہیثم بن خلف الدوری اور عبداللہ بن ابی داود السجستانی وغیرہم پر جرح شروع
دیں اور جمہور کے نزدیک یا بالاجماع مجروح راوی مثلاً احمد ابن الصلت الحمانی، ابو
الحارثی، محمد بن شجاع الثلجی اور حسن بن زیاد اللؤلؤی وغیرہم کی توثیق ثابت کرنا شروع
کر دیں، بلکہ ہمارا منہج روشن اور واضح ہے اور وہ ہے:

تعارض کے وقت جمہور محدثین کو ہمیشہ ترجیح

اور اسی پر ہمارا عمل ہے اور اگر اس کے خلاف ہماری کوئی تحریر غلطی سے لکھی گئی ہے
ہم اس سے علانیہ رجوع کرتے ہیں اور توبہ کا اعلان کرتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے جو فضائل صحیح سندوں سے ثابت ہیں، وہ بیان کریں مثلاً

۱: امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ نے فرمایا: " ادركت الناس فما رايت احدًا اعقل
ولا أفضل ولا أورع من أبي حنيفة ." میں نے لوگوں کو دیکھا تو ابوحنیفہ سے زیادہ
عقل والا، افضل اور پرہیزگار کوئی نہیں دیکھا۔ (تہذیب الکمال قلمی ج ۳ ص ۱۴۱۷)

اس قول کی سند صحیح ہے۔

۲: امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ پر رحم کرے، وہ امام تھے۔

(الانتقاء لابن عبدالبر ص ۳۲)

اس قول کی سند حسن لذاتہ ہے۔

ہمارے ہاں کسی قسم کے تعصب یا جانبداری کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، بلکہ ہم اصول
حدیث کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے اسماء الرجال میں ترجیح الجمہور پر ہمیشہ قائم و دائم ہیں اور
یہی ہمارا منہج ہے۔ والحمدللہ

ظہور و نثار کی "خدمات کوثریہ" میں عرض ہے کہ ثقہ راویوں کو ضعیف و مجروح اور ضعیف
و مجروح راویوں کو ثقہ و صدوق ثابت کرنے کی کوشش نہ کریں اور مرنے سے پہلے توبہ کر
لیں، ورنہ جان لیں کہ روزِ حساب قریب ہے۔ ان شاء اللہ

اہل ہوا (گمراہ) غیر مقلدین ہیں جو اتباع حدیث کا دعوی کرتے ہیں

اَمَّا الْمُصَنِّفُوْنَ فَاَنْفَعُهُمْ تَصْنِيْفًا لِلْعَوَامِ مولانا قطب الدین الدهلوی الی ان قال

واضرهم تَصْنِيْفًا النيجريُوْنَ الْكِبَارُ مِنْهُمْ وَالصِّغَارُ وَغَيْرُ الْمُقَلِّدِيْنَ وَالْمُبْتَدِعُوْنَ

یعنی عوام کے لئے سب سے مفید تصانیف مولانا قطب الدین دہلوی مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا عبدالحی لکھنوی وغیرہ کی ہیں۔ اور سب سے زیادہ مضر تصانیف چھوٹے بڑے نیچریوں غیر مقلدوں اور اہل بدعت کی ہیں۔

اس سے آگے لکھا ہے۔

وَاَمَّا الْمَذَاهِبُ فَاَهْلُ الْحَقِّ مِنْهُمْ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ الْمُنْحَصِرُوْنَ بِاِجْمَاعِ مَنْ يُعْتَدُّ بِهِمْ فِي الْحَنِيْفَةِ وَالشَّافِعِيَّةِ وَالْمَالِكِيَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ وَاَهْلُ الْهَوَاءِ مِنْهُمْ غَيْرُ الْمُقَلِّدِيْنَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ اِتِّبَاعَ الْحَدِيْثِ وَاَنّٰى لَهُمْ ذَالِكَ۔

یعنی مذاہب میں اہل حق اہل سنت والجماعت ہیں۔ اور اہل ہوا (گمراہ) غیر مقلدین ہیں جو اتباع حدیث کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ اتباع حدیث ان کو کہاں حاصل ہو سکتی ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی یہ ہے بزرگی اہل حق کو گمراہ کہہ کر آپ اہل حق بنتے ہیں۔

عبداللہ امرتسری مقیم روپڑ ۲ جمادی الآخر ۱۳۵۳ھ

اہل ہوا (گمراہ) غیر مقلدین ہیں جو اتباع حدیث کا دعوی کرتے ہیں حالانکہ اتباع ان کو کہاں حاصل ہو سکتی ہے

میں مولانا اشرف علی کی ایک دو عبارتیں سُنا دیا کرتا ہوں چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے رسالہ مجموعہ جو عشر دروس کے طرز عاشر صـ۱۱ پر لکھا ہے۔

اَمَّا الْمُصَنِّفُوْنَ فَاَنْفَعُهُمْ تَصْنِيْفًا لِلْعَوَامِ مولوی نا قطب الدین الدھلوی الی ان قال واضرھم تَصْنِيْفًا النيجريُوْنَ الْكِبَارُ مِنْهُمْ وَالصِّغَارُ وَغَيْرُ الْمُقَلِّدِيْنَ وَالْمُبْتَدِعُوْنَ

یعنی عوام کے لئے سب سے مفید تصانیف مولانا قطب الدین دہلوی مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا عبدالحی لکھنوی وغیرہ کی ہیں۔ اور سب سے زیادہ مضر تصانیف چھوٹے بڑے نیچریوں غیر مقلدوں اور اہل بدعت کی ہیں۔

اس سے آگے لکھا ہے۔

۴۳

یعنی مذاہب میں اہل حق اہل سُنّت والجماعت ہیں۔ اور اہل ہوا گمراہ غیر مقلدین ہیں جو اتباع حدیث کا دعوی کرتے ہیں حالانکہ اتباع حدیث ان کو کہاں حاصل ہو سکتی ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی یہ بے بندگی اہل حق کو گمراہ کہہ کر آپ اہل حق بنتے ہیں۔

عبداللہ امرتسری مقیم روپڑ ۲۰ جمادی الاخری ۱۳۵۳ھ

سوال:۔ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگردوں میں اختلاف کے وقت ترجیح کس کو ہوگی؟

جواب:۔ عبادات میں ہمیشہ فتوی امام ابوحنیفہؒ کے قول پر ہوگا۔ اور مسائل ذوی الارحام میں امام محمدؒ کے قول پر۔ مسائل وقف۔ قضا اور شہادات میں امام ابویوسف کے قول پر اور سترہ مسئلوں میں امام زفرؒ کے قول پر چنانچہ ردالمختار جلد ۱ صـ۵۳ اور جلد ۳ صـ۴۰۵ میں اس کی تصریح ہے۔ مگر صباغیؒ اس کے خلاف ہیں۔ وہ نماز میں صرف امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتوی دیتے تھے۔ باقی مسائل خواہ عبادات ہوں یا غیر عبادات سب میں امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول پر فتوی دیتے تھے ملاحظہ ہو ردالمختار جلد ۱ صـ۱۶۱

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۱ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ

فتاوی اہلحدیث

www.KitaboSunnat

از

مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی

جلد۔1

ادارۂ احیاء السنۃ النبویہ

ڈی بلاک سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا

ایک طرف تو دیوبندی کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ حدیث میں ضعیف تھے اور ان کے عالم کہتے ہیں کہ وہ اہل حدیث تھے

امام ابو حنیفہ خود اہل حدیث تھے

اب آپ ہی بتائیے کہ کیا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ قرآن و حدیث کے خلاف تھے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر ہم بھی ان کے خلاف ہیں۔ (اگر نہیں تو ہم بھی ان کے خلاف نہیں) ہم کسی بھی امام کو قرآن و حدیث کے خلاف ثابت نہیں کرتے' تو پھر ہم ان کے خلاف کیسے ہو سکتے ہیں؟ امام کا ایک قول ہے' آپ کے امام شامی نے اپنی کتاب کے شروع میں نقل کیا ہے۔ شامی آپ کی معتبر کتاب ہے۔ اس کے مقدمے میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے صحیح روایت ہے کہ "اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ" یعنی صحیح حدیث میرا مذہب ہے (خواہ وہ کہیں بھی ملے)۔

اس قول کے مطابق تو یہ ہمارا مذہب ہوا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہمارے اہل حدیث

ا۔ جمعیت اہلحدیث سندھ کی طرف سے آج بھی یہ چیلنج برقرار ہے

ہوئے۔ آپ کے تو وہ بھی نہ ہوئے۔ آپ لوگوں کا مذہب ہے فقہ (جیسا کہ آپ کہتے ہیں

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے ایام میں کئی اصحاب زندہ تھے

تعلیم کا دور

اللہ تعالیٰ جب کسی سے کوئی کام لینا چاہے تو اس کی طبیعت میں اس کا رجحان ومیلان پیدا کر دیتا ہے۔ آپ کی طبیعت نے یک لخت پلٹا کھایا اور آپ تحصیل علم کی طرف مائل ہو گئے۔ حافظہ بلا کا تھا۔ طبیعت علم کو ایسے جذب کرتی گئی جیسے آگ پانی کو۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ کی توفیق اور اس کا فضل آپ کے شامل حال تھا اس کو منظور تھا کہ انہیں دنیا میں علم کا ایک خاص مرتبہ عطا کرے زمانے کا مجتہد بنائے۔

آپ کی پیدائش کے ایام میں کئی اصحاب زندہ تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک بصرہ میں' حضرت عبداللہ بن ابی

(۱) حضور انور ﷺ فرماتے ہیں: ﴿مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ﴾ (بخاری) (بخاری کتاب البیوع (۳۴) باب کسب الرجل و عمله بیده (۱۵) الحدیث ۲۰۷۲ عن المقدام بن اسود رضی اللہ عنہ)

"نہیں کھایا کسی نے کوئی کھانا بہتر اس سے کہ کھائے اپنے ہاتھ کے کسب سے۔ اور تحقیق اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کھاتے تھے اپنے ہاتھوں کے عمل سے۔" حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے لوہے کی زرہ بنا کر بیچتے تھے اور یہ کمائی کھاتے تھے۔ معلوم ہوا کہ دستکاری انبیاء کی سنت ہے۔

اوفی رضی اللہ عنہ کوفہ میں' سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ مدینہ میں' اور ابو طفیل رضی اللہ عنہ مکہ میں موجود تھے۔ آپ نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی روایت نہیں لی۔[1] جب آپ کا توسن ذوق تحصیل علم کے صحرا میں دوڑنے لگا تو اس وقت تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ کو پیارے ہو چکے تھے' اس لئے آپ کا علم تابعین رحمہم اللہ کا رہون منت ہے۔ آپ نے فقہ کا علم حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے حاصل کیا اور حدیث عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ' ابو اسحاق رحمہ اللہ' محمد بن منکدر رحمہ اللہ' ہشام بن عروہ رحمہ اللہ' نافع مولا ابن عمر وغیرہم سے سماعت کی' امام مالک رحمہ اللہ سے بھی آپ کی سماعت حدیث ثابت ہے۔

آپ کی طبیعت کی صفائی' پاکیزگی اور ذہن کی رسائی مشہور تھی' دماغ بڑا موزوں' حافظہ بلا کا اور قوت استدلال بہت زبردست تھی۔۔۔ تائید ایزدی سے آپ علم کی معراج کو پہنچ گئے۔ آپ کے ہمعصر لاینحل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ علم کی خوبیوں اور بلندیوں کے سبب آپ امام اعظم کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے علم کی دولت پائی۔ آپ کے شاگرد امامت علم کے مرتبوں کو پہنچ گئے' جن میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ' امام محمد رحمہ اللہ اور امام زفر رحمہ اللہ بہت مشہور ہیں۔
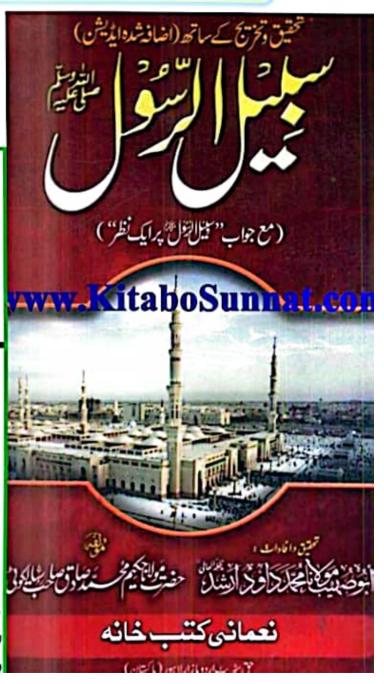
پیارے بھائی!

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ **مجتہد تھے**

اور مجتہد کا غیر مقلد ہونا عیب نہیں ہے

بلکہ غیر مجتہد کا غیر مقلد ہونا **عیب** ہے

غیر مقلد اسے کہتے ہیں کہ

جو نہ خود اجتہاد کی صلاحیت رکھتا ہو

اور نہ کسی **مجتہد کی تقلید** کرتا ہو

اور مجالس حکیم الامت میں

ایسی **کوئی بات** موجود نہیں ہے کہ

معاذ اللہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نہ اجتہاد

جانتے تھے نہ **کسی کی تقلید** کرتے تھے

کو طوالت سے بیان کیا ہے۔

(٦٠) بَابُ الْغَزْوِ عَلَى الْحَمِيرِ

باب:60- گدھے پر بیٹھ کر جہاد کے لیے جانا

وضاحت: اس عنوان کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے کسی حدیث کا اندراج نہیں فرمایا۔ ممکن ہے کہ مشہور حدیث معاذ کا حوالہ دینا چاہتے ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے حضرت معاذ ؓ ایک گدھے پر سوار تھے۔ لیکن کسی وجہ سے اسے نہ لکھ سکے۔

(٦١) بَابُ بَغْلَةِ النَّبِيِّ ﷺ الْبَيْضَاءِ

باب:61- نبی ﷺ کے سفید خچر کا بیان

قَالَهُ أَنَسٌ. وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ بَغْلَةً بَيْضَاءَ.

اس سلسلے میں حضرت انس ؓ کا اثر مروی ہے، نیز ابوحمید نے کہا کہ ایلہ کے بادشاہ نے نبی ﷺ کو سفید خچر تحفہ پیش کیا تھا۔

٢٨٧٣ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً. [راجع: ٢٧٣٩]

[2873] حضرت عمرو بن حارث ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (وفات کے وقت) صرف اپنا سفید خچر، اپنے ہتھیار اور وہ زمین چھوڑی تھی جسے آپ نے صدقہ کر دیا تھا۔

٢٨٧٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا عُمَارَةَ! وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ، قَالَ: لَا، وَاللهِ مَا وَلَّى النَّبِيُّ ﷺ وَلَكِنْ وَلَّى سَرَعَانُ النَّاسِ فَلَقِيَهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ». [راجع: ٢٨٦٤]

[2874] حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے، ان سے ایک آدمی نے پوچھا: اے ابوعمارہ! کیا تم نے غزوۂ حنین کے موقع پر پیٹھ پھیر لی تھی؟ انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! نبی ﷺ میدان جنگ سے پیچھے نہیں ہٹے تھے، البتہ جلد باز قسم کے لوگ بھاگ پڑے تھے جب قبیلۂ ہوازن نے تیروں سے ان کا مقابلہ کیا تھا۔ اس وقت نبی ﷺ سفید خچر پر سوار تھے اور حضرت ابوسفیان بن حارث ؓ اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ ان حالات میں نبی ﷺ فرما رہے تھے: ''میں نبی برحق ہوں اس میں جھوٹ کو کوئی دخل نہیں۔

احادیث: 2560—3775

كتاب المكاتب — كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ

صحیح بُخاری (اُردو)

3

تالیف

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ

تقلید مطلق کا جواز

اس کتاب میں جہاں جہاں بھی تقلید کی تر[دید]
کی گئی ہے وہ کورانہ ، اندھی ۔ تقلید جامد

نہ جب کسی امتی کے قول و قیاس کو دینی اور شرعی حیثیت سے مانا جائے تو اس کا
مطلب یہ ہے کہ وہ بات یا مسئلہ خدا کے ذمہ لگایا گیا ہے کیونکہ دین اور شریعت صرف
قال اللہ اور قال الرسول کا نام ہے ۔

تردید ہے کہ مقلد تازیست ایک ہی امام کا پٹا گلے میں ڈال کر یہ اعتقاد
کرے کہ اس کے امام کا ہر بے دلیل قول اس کے لئے شریعت کا حکم
ہے ۔ یہاں تک کہ اگر اس کو قولِ امام کے خلاف صحیح صریح حدیث مل
جائے تو پھر بھی وہ اس قول سے چمٹا رہے اور حدیث نہ لے ۔ تو یہ
تقلید سراسر مذموم اور حرام ہے ۔

اور تقلید مطلق باعثِ نزاع نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی
انجان اور بے علم اپنی لاعلمی کے وقت اس شرط پر امام یا عالم سے
مسئلہ پوچھ کر عمل کرے کہ اگر وہ حدیث کے خلاف ہوا تو اسے
چھوڑ دیگا اور حدیث پر عمل کریگا ، یہ جائز ہے ۔ ایسی شرطی تقلید کا
کوئی بھی مخالف نہیں ! پس کتاب و سنت کی روشنی میں حضرت امام
ابو حنیفہ کے مسلک پر چلنے والے حق پر ہیں !

NOMANI KUTAB KHANA

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا

قرآنی شمعیں

حضرت مولانا حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی

نعمانی کتب خانہ ۔ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

جعفر بن ربیع کا قول ہے، میں چند سال تک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
پاس ٹھہرا۔ وہ بہت کم گو اور سکوت پسند تھے۔ ابراہیم بن عکرمہ کہتے ہیں۔ میں نے
ابو حنیفہؒ جیسا اور فقیہہ کوئی نہیں دیکھا۔ امام سفیان بن عیینہ کہتے ہیں، میں نے مکہ میں
ابو حنیفہؒ سے زیادہ نفل پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ امام وکیع کہتے ہیں۔ ابو حنیفہؒ عظیم
الامانۃ تھے اور راہ خدا میں ہر چیز کے ایثار پر تیار ہو جاتے تھے۔ حق کے مقابلہ میں
تلواروں کا نشانہ بن جانا ان کو آسان تھا۔

عبداللہ مبارک نے ایک روز فرمایا کہ ابو حنیفہؒ تو آیت (نشان) تھے۔ ایک
شخص بولا، نیکی یا بدی میں؟ ابن المبارک نے فرمایا، چپ رہو۔ لفظ آیت کا استعمال خیر
میں کیا جاتا ہے اور لفظ غائت کا استعمال شر میں ہوتا ہے۔ تجھے یہ آیت قرآنی بھی یاد
نہیں۔ و جعلنا ابن مریم وامه اية۔ مسعر بن کدام کہتے ہیں۔ مجھے کوفہ کے
صرف دو شخصوں پر حسد آتا ہے۔ فقہ میں ابو حنیفہؒ پر اور زہد میں حسن بن صالح پر۔

ابو نعیم کہتے ہیں: ابو حنیفہؒ خوب رو، خوش لباس، پاکیزہ تمت، کثیر الکرام
اور ہمدرد انسان تھے۔ قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں۔ ابو حنیفہؒ نہ بہت لانبے تھے، نہ ناٹے
تھے۔ ان کا قد درمیانہ تھا۔ وہ خوش گو اور شیریں سخن تھے۔

روح بن عبادہ کہتے ہیں میں ابن جریج کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جب امام ابو حنیفہؒ
کے انتقال کی خبر ان کو ملی، سنتے ہی انا للہ پڑھا اور غمناک ہو گئے۔ اور پھر فرمایا آہ کیا
علم اٹھ گیا؟ ابو بکر عیاشؒ کہتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ کا بھائی مر گیا۔ ابو حنیفہؒ تعزیت کے
لئے آئے۔ سفیان نے آگے بڑھ کر ان کا اکرام کیا اور خود ان کے سامنے ہو کر بیٹھے۔ جب
ابو حنیفہؒ چلے گئے تو لوگوں نے کہا آج تو آپ نے عجیب حرکت کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ
شخص علم کے اونچے درجے پر ہے۔ اچھا اگر میں ان کا اکرام بوجہ علم نہ کرتا تو بوجہ سن تو
ضرور کرتا۔ اور اگر

بہر حال ملت اسلامیہ کے جملہ اکابران بے خبر جاہلوں اور شوریدہ سر احمقوں کی لعن طعن سے محفوظ ہیں، یہ بزرگان ملت چاہے ائمہ اربعہ مجتہدین ہوں، یا محدثین کا گروہ، صالح متصوفین کی جماعت، یا دوسرے متقدمین کا طبقہ ہو۔

ائمہ اربعہ

اکابر ملت جو ہم سے صدیوں پہلے جلوہ گر تھے، اور زمانہ خیر القرون کا تھوڑا یا زیادہ حصہ پائے تھے ان میں ائمہ اربعہ کو نمایاں مقام حاصل ہے، پھر ان میں امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمہ اللہ اول مجتہد ہیں، دوسرے امام دار الہجرۃ مالک بن انس، تیسرے امام شافعی اور چوتھے امام احمد ہیں، یہ چاروں بزرگوار قرون مشہود لہا بالخیر کے تیسرے قرن میں تھے، کیونکہ امام اعظم کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی تھی، امام مالک کی وفات ۱۷۹ھ میں واقع ہوئی تھی، امام شافعی کی ولادت امام اعظم کے سال وفات (۱۵۰ھ) سے متفق ہوئی، اور امام احمد ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے (☆)، جیسا کہ علامہ فلانی نے ایقاظ الھمم میں ذکر کیا ہے۔

حدیث عمران بن حصین میں ہے کہ:

"قال رسول الله ﷺ: خير أمتي قرني، ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم" الحديث. (۷۳) (میری امت کے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں، پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں)

امام اعظم

اس حدیث میں لفظ "قرنی" کو اگر حیات نبوت کے زمانے کے ساتھ مخصوص رکھیں، جیسا کہ بعض بڑے علماء کا مسلک ہے، تو صحابہ و تابعین کے دو زمانے باقی رہتے ہیں، (یعنی تابعین تک خیر القرون محدود ہوگا) اور جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ امام اعظم کے

کا اردو ترجمہ

ائمہ اربعہ کا دفاع
اور
سنت کی اتباع

تالیف

نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمہ اللہ
۱۲۴۸ھ - ۱۳۰۷ھ

ترجمہ وتحقیق

مولانا محمد اعظمی
سابق شیخ الجامعہ جامعہ عالیہ عربیہ مئوناتھ بھنجن یوپی

مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا لفظ غیر مقلدین کے گھر سے

صحیح ہے"

اِس اصول کو سامنے رکھ کر برادران حنفیہ امام اعظم ابو حنیفہ کا فتویٰ اِس بارے میں سنیں، صاحب ردّ المحتار لکھتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یَکْرَہُ اَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ (ای القبر) بِنَاءٌ مِنْ بَیْتٍ اَوْ قُبَّۃٍ اَوْ نَحْوِ ذٰلِکَ لِمَا رُوِیَ جَابِرٌ نَّہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ تَجْصِیْصِ الْقُبُوْرِ وَاَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْہَا وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ (مسلم) (شامی مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۶۲۲ باب صلوٰۃ الجنائز)۔

یعنی امام ابو حنیفہ مکروہ جانتے تھے، قبر پر کسی قسم کا مکان یا قبہ بنانا۔ کیونکہ جابرؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے قبروں کو چونہ سے پختہ بنانے اور اُن پر کچھ لکھنے اور عمارت بنانے سے۔

اسی روائیت کی بنا پر امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

رَاَیْتُ الْاَئِمَّۃَ بِمَکَّۃَ یَاْمُرُوْنَ بِھَدْمِ مَا یُبْنٰی (نووی شرح مسلم جلد اول صفحہ ۳۱۲)

یعنی امام شافعی کہتے ہیں میں نے مکہ شریف میں دیکھا ہے کہ قبروں پر جو کچھ بنایا جاتا تھا ائمہ یعنی حکام اُس کے گرانے کا حکم دیتے تھے،

حدیث میں جو لفظ آیا ہے جو قبر بلند ہو اُسے گرا دو یہ اس فعل کی تائید کرتا ہے مقلدین خصوصاً حنفیہ کرام میں امام ابو حنیفہ کے قول کی تردید کی نہ سکت ہے نہ اُس کی تائید کی حاجت، کیونکہ وہ ان کے نزدیک ایک حجت شرعیہ ہے جس سے انحراف کرنے اور تردید کرنے والوں کے حق میں ایک شعر پڑھا جاتا ہے، جو عموماً پختہ مقلدین، غیر مقلدین کو سنا کر پڑھا کرتے ہیں آج ہم ان کو سناتے

صلوٰۃ الرسول ﷺ

تالیف

حضرت مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ
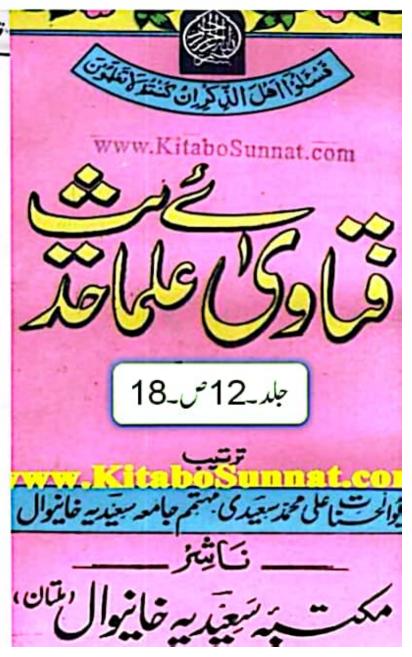
SALAAT AR-RASOOL

e Most Popular book in the Indian Sub-Continent o

the Description of the Prayer as per the Sunnah

Moulana Muhammed Saadiq Sialkoti

(Rahimahullah)

ناشر

لجنة القارة الهندية - جمعية إحياء التراث الإسلامي

(قبہ، گنبد، مقبرہ وغیرہ) بنانے سے منع کیا اور آپ ﷺ نے قبر پر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا۔ (قبر پر بیٹھنے کی نہی سے قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا یا قبر پر چلہ کرنے بیٹھنا، یا یوں ہی قبر پر بیٹھنا، سب صورتیں منع ہوگئیں)"

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

"رُوِيَ عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَّهُ قَالَ لَا يُجَصَّصُ الْقَبْرُ وَلَا يُطَيَّنُ وَلَا يُرْفَعُ عَلَيْهِ بِنَاءٌ وَسَقْطًا" (فتاویٰ قاضی خان)

"امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ قبر نہ تو پختہ بنائی جائے اور نہ مٹی سے لیپی جائے۔ اور قبر پر نہ تو کوئی عمارت (گنبد، قبہ، مقبرہ وغیرہ) کھڑی کی جائے اور نہ خیمہ۔"

قبروں کی زیارت

مردوں کو قبروں کی زیارت کرنا سنت ہے۔ اس لئے کہ قبروں کو دیکھنے سے آخرت کی یاد آتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔ (بلوغ المرام)

زیارت قبور کی دعائیں

جو شخص قبروں کی زیارت کرنے جائے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی فرمائی ہوئی یہ دعا پڑھے۔ ہاتھ اٹھانے کا کوئی حکم نہیں۔

"اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ"

"سلام ہو مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والوں پر اور رحم کرے اللہ ہم سے پہل کرنے والوں پر اور پیچھے رہنے والوں پر۔ اور ہم بھی اگر خدا نے چاہا تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔" (رواہ مسلم)

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ امام عالم عابد بڑی شان والے تھے

اتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم

الحمد للہ

رسالہ

معقولاتِ حنفیہ

جس میں

ہفت مسائل فقہ مذکور ہیں۔ جن کے ضمن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے رسالہ الحیلۃ الناجزۃ پر بھی تبصرہ کیا گیا ہے۔

مصنفہ

مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری

النور اکیڈمی مکتبہ ثنائیہ

جامع مسجد اہل حدیث بلاک نمبر ۱۹ سرگودھا

وجہ تالیف

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ہمارا وہی اعتقاد ہے جو حافظ ذہبی (محدث) نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔

کان (ابوحنیفہ) اماما، عالما، متعبدا، کبیر الشان لا یقبل جوائز السلطان بل یتجر ویکتسب (تذکرہ جلد اول ص۱۵۱)

یعنی امام ابوحنیفہ امام عالم عابد بڑی شان والے تھے حکومت کے وظائف قبول نہ کرتے بلکہ (اپنے گذارہ کیلئے) تجارت اور کسب کرتے تھے۔

چونکہ عصمت فی الاحکام خاصہ نبوت ہے اس لئے کسی امام کے کسی مسئلے کی جانچ کرنا یا اس کی دلیل نہ ملنے سے اُسے واجب العمل نہ جاننا خصوصاً ان کے اتباع کے اقوال کو جو انہوں نے اپنے فہم سے داخل مذہب کر رکھے ہیں بمقابلہ مدلل بات کے ترک کر دینا سوء ظنی کا محل نہیں سلف سے خلف تک ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے جس کی نظائر ہم نے اپنے رسالہ "تقلید شخصی اور سلفی" میں دی ہوئی ہیں۔
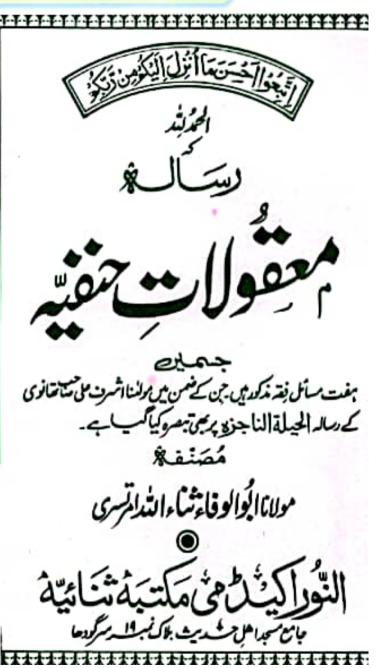
١٦٣ ١٠/٥ س ـ ابو حنيفة الامام الاعظم

فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التيمي مولاهم الكوفي مولده سنة ثمانين رأى انس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة رواه ابن سعد عن سيف بن جابر انه سمع اباحنيفة يقوله وحدث عن عطاء و نافع و عبد الرحمن بن هرمز الاعرج و عدى بن ثابت و سلمة بن كهيل و ابي جعفر محمد بن علي و قتادة و عمرو بن دينار و ابي اسحاق و خلق كثير، تفقه به زفر بن الهذيل و داود الطائي و القاضي ابو يوسف و محمد بن الحسن واسد بن عمرو و الحسن بن زياد اللؤلؤى و نوح الجامع و ابو مطيع البلخي و عدة . وكان قد تفقه بحماد بن ابي سليمان و غيره وحدث عنه وكيع و يزيد بن هارون و سعد بن الصلت و ابو عاصم و عبد الرزاق و عبيد الله بن موسى و ابو نعيم و ابو عبد الرحمن المقرى و بشر كثير . و كان اماما و رعا عالما عاملا متعبدا كبيرالشأن لايقبل جوائز السلطان بل يتجر و يتكسب .

قال ضرار بن صرد سئل يزيد بن هارون ايما افقه الثورى او ابو حنيفة ؟ فقال : ابو حنيفة افقه و سفيان احفظ للحديث . و قال ابن المبارك : ابوحنيفة افقه الناس . و قال الشافعي : الناس في الفقه عيال على ابي حنيفة . و قال يزيد ما رأيت احدا اورع و لا اعقل من ابي حنيفة . و روى احمد بن محمد بن القاسم بن محرز عن يحيى بن معين قال: لا بأس به لم يكن يتهم . ولقد ضربه يزيد بن عمر بن هبيرة على القضاء فابى ان يكون .

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طریق الجنۃ

المعروف

جنت کا راستہ

مصنف ۔ زبیر علیزئی

اس کتاب میں صرف آیاتِ قرآنیہ، صحیح اور حسن لذاتہ احادیث اور اجماع سے استدلال کیا گیا ہے ۔
کسی ضعیف یا حسن لغیرہ حدیث سے اصول بلکہ شواہد میں بھی حجت نہیں پکڑی گئی۔ مختصراً عرض ہے کہ اس کتاب میں ہر وہ حدیث جسے بطور استدلال پیش کیا گیا ہے ۔ بالکل صحیح اور حجت ہے ۔ وما علینا الا البلاغ

شائع کردہ :۔ جماعۃ اہل الحدیث
حضرو ضلع اٹک

اکٹھی نہیں ہو سکتی الخ ۔ لہٰذا ہم اجماعِ امت کو بھی حجت مانتے ہیں ۔ یاد رہے کہ صحیح حدیث کے خلاف اجماع ہوتا ہی نہیں ۔ ہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو عدول اور اپنا محبوب مانتے ہیں ۔ تمام صحابہ کو حزب اللہ اور اولیاء اللہ سمجھتے ہیں ۔ ان کے ساتھ محبت کو جزوِ ایمان سمجھتے ہیں ۔ جو ان سے بغض کرتا ہے ہم اس سے بغض کرتے ہیں ۔ ہم تمام ثقہ تابعین اور آئمہ مسلمین مثلاً امام ابو حنیفہؒ ، امام مالکؒ ، امام شافعیؒ ، امام احمد بن حنبلؒ ، امام بخاریؒ ، امام مسلمؒ ، امام نسائیؒ ، امام ترمذیؒ ، امام ابوداؤدؒ امام ابن ماجہؒ وغیرہم سے محبت اور پیار کرتے ہیں ۔ اور جو شخص ان سے بغض کرے ہم اس سے بغض کرتے ہیں ۔

توحید ، رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، تقدیر پر ہمارا کامل ایمان ہے ۔ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء و رسل کی نبوتوں اور رسالتوں کا اقرار کرتے ہیں ۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھتے ہیں ۔ قرآن مجید مخلوق نہیں ہے ۔ ہم ایمان میں کمی بیشی کے بھی قائل ہیں ۔ اہل سنت کے جو عقائد ہمارے علماء سلف نے بیان کیے ہیں ہمارا ان پر ایمان اور یقین ہے ۔ مثلاً امام ابن خزیمہؒ ، امام عثمان بن سعید الدارمیؒ ، امام بیہقیؒ ، امام ابن ابی عاصمؒ ، امام ابن قیمؒ ، امام آجریؒ ، امام لالکائیؒ وغیرہم ۔ رحمہم اللہ اجمعین ۔

چند ضروری اصطلاحات بترتیب حروف تہجی۔

(1)	اجتہاد	شرعی احکام کے علم کی تلاش میں ایک مجتہد کا استنباط احکام کے طریقے سے اپنی بھرپور ذہنی کوشش کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔
(2)	اجماع	اجماع سے مراد نبی ﷺ کی وفات کے بعد کسی خاص دور میں (امت مسلمہ کے) تمام مجتہدین کا کسی دلیل کے ساتھ کسی شرعی حکم پر متفق ہو جانا ہے۔
(3)	استحسان	قرآن سنت یا اجماع کی کسی قوی دلیل کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دینا۔ اس کے علاوہ بھی اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔
(4)	استصحاب	شرعی دلیل نہ ملنے پر مجتہد کا اصل کو پکڑ لینا استصحاب کہلاتا ہے۔ واضح رہے کہ تمام نفع بخش اشیاء میں اصل اباحت ہے اور تمام ضرر رساں اشیاء میں اصل حرمت ہے۔
(5)	اصل	اصول کا واحد ہے علماء اس کے پانچ معانی ہیں۔ (1) دلیل (2) قاعدہ (3) بنیاد (4) راجح بات (5) حالت مستصحبہ۔
(6)	امام	کسی بھی فن کا معروف عالم جیسے فن حدیث میں امام بخاری اور فن فقہ میں امام ابو حنیفہ۔
(7)	آحاد	خبر واحد کی جمع ہے۔ اس سے مراد ایسی حدیث ہے جس کے راویوں کی تعداد متواتر حدیث کے راویوں سے کم ہو۔
(8)	آثار	ایسے اقوال اور افعال جو صحابہ کرام اور تابعین کی طرف منقول ہوں۔
(9)	اطراف	وہ کتاب جس میں ہر حدیث کا ایسا حصہ لکھا گیا ہو جو باقی حدیث پر دلالت کرتا ہو مثلاً تحفۃ الاشراف از امام مزی وغیرہ۔
(10)	اجزاء	اجزاء جزء کی جمع ہے۔ اور جزء اس چھوٹی کتاب کو کہتے ہیں جس میں ایک خاص موضوع سے متعلق بالاستیعاب احادیث جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہو مثلاً جزء رفع الیدین از امام بخاری وغیرہ۔
(11)	اربعین	حدیث کی وہ کتاب جس میں کسی بھی موضوع سے متعلقہ یا [illegible] احادیث ہوں۔
(12)	باب	کتاب کا وہ حصہ جس میں ایک ہی نوع سے متعلقہ مسائل بیان کیے گئے ہوں۔
(13)	تعارض	ایک ہی مسئلے میں دو مخالف احادیث کا جمع ہو جانا تعارض کہلاتا ہے۔
(14)	ترجیح	باہم مخالف دلائل میں سے کسی ایک کو عمل کے لیے زیادہ مناسب قرار دے دینا ترجیح کہلاتا ہے۔
(15)	جائز	ایسا شرعی حکم جس کے کرنے اور چھوڑنے میں اختیار ہو۔ مباح اور حلال بھی اسی کو کہتے ہیں۔

یکایک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا گویا ظلمت بعضھا فوق بعض کا نظارہ ہو گیا معاً خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ

فیض ربانی: ہر چند کہ میں سخت گنہگار ہوں- لیکن یہ ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابو عبداللہ عبیداللہ غلام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی اور جناب مولانا حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم محدث وزیر آبادی کی صحبت و تلقین سے یہ بات یقین کے رتبے تک پہنچ چکی ہے کہ بزرگان دین خصوصاً حضرات ائمہ متبوعین سے حسن عقیدت نزول برکات کا ذریعہ ہے- اس لئے بعض اوقات خدا تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے کوئی فیض اس ذرہ بے مقدار پر نازل کر دیتا ہے- اس مقام پر اس کی صورت یوں ہے کہ جب میں نے اس مسئلہ کے لئے کتب متعلقہ الماری سے نکالیں- اور حضرت امام صاحبؒ کے متعلق تحقیقات شروع کی تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر غبار آ گیا- جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا- یکایک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا گویا ظلمت بعضھا فوق بعض کا نظارہ ہو گیا معاً خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحبؒ سے بدظنی کا

نتیجہ ہے اس سے استغفار کرو- میں نے کلمات استغفار دہرانے شروع کئے- وہ اندھیرے فوراً کافور ہو گئے اور ان کی بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا- اس وقت سے میری حضرت امام صاحبؒ سے حسن عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی- اور میں ان شخصوں سے جن کو حضرت امام صاحب سے حسن عقیدت نہیں ہے کہا کرتا ہوں کہ میری اور تمہاری مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ منکرین معارج قدسیہ آنحضرت ﷺ سے خطاب کر کے فرماتا ہے افتمارونہ علی مایری- میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے- ھذا واللہ ولی الھدایۃ-

خاتمۃ الکلام: اب میں اس مضمون کو ان کلمات پر ختم کرتا ہوں اور اب ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگان دین سے خصوصاً ائمہ متبوعینؒ سے حسن ظن رکھیں- اور گستاخی اور شوخی اور بے ادبی سے پرہیز کریں- کیونکہ اس کا نتیجہ ہر دو جہاں میں موجب خسران و نقصان ہے- نسئل اللہ الکریم حسن الظن والتادب مع الصالحین ونعوذ باللہ العظیم من سوء الظن بھم والوقیعۃ فیھم فانہ عرق الرفض[1] والخروج وعلامۃ المارقین ولنعم ماقیل

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم شد از لطف رب

خاک پائے علماء متقدمین و متاخرین حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

---

[1] مولانا ثناء اللہ مرحوم امرتسری نے مجھ سے بیان کیا کہ جن ایام میں میں کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب کانپوری سے علم منطق کی تحصیل کرتا تھا- اختلاف مذاق و مشرب کے سبب احناف سے میری گفتگو رہتی تھی- ان لوگوں نے مجھ پر یہ الزام تھوپا کہ تم اہل حدیث لوگ ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرتے ہو- میں نے اس کے متعلق حضرت میاں صاحب مرحوم دہلوی یعنی شیخ الکل حضرت سید نذیر حسین صاحب مرحوم سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں کہا کہ ہم ایسے شخص کو جو ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرے چھوٹا رافضی جانتے ہیں- علاوہ بریں میاں صاحب مرحوم معیار الحق میں حضرت امام صاحب کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں اما منا وسیدنا ابو حنیفہ النعمان افاض اللہ علیہ شآبیب العفو والغفران(۲) نیز فرماتے ہیں کہ مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیزگار ہونا کافی ہے ان کے فضائل میں اور آیہ کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم زینت بخش مراتب ان کے لئے ہے" (ص ۵)

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے گستاخ کا خاتمہ دین حق پر نہ ہوگا

اس بارے میں زیادہ بدنام ہے۔ اس لیے مثالی طور پر حضرت شیخ الہند کو خواب میں سمجھایا گیا۔ اور ہمارے مدرسہ کا حال سُنیئے۔ ایک روز حضرت والد بزرگوار مولانا عبد الجبار غزنویؒ کے درس بخاری میں ایک طالب علم نے کہہ دیا کہ امام ابو حنیفہؒ کو پندرہ حدیثیں یاد تھیں۔ مجھے ان سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں۔ والد صاحب کا چہرۂ مُبارک غصّہ سے سُرخ ہوگیا۔ اس کو حلقۂ درس سے نکال دیا اور مدرسہ سے بھی خارج کر دیا اور بفحوائے " اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله " فرمایا کہ اس شخص کا خاتمہ دین حق پر نہیں ہوگا۔ ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ معلوم ہوا کہ وہ طالب علم مُرتد ہو گیا ہے۔ اعاذنا الله من سوء الخاتمہ۔

یہ ہے جو آپ سے کہہ رہا ہوں کہ جس طرح ایک حنفی عالم یا حنفی درس گاہ اگر امام شافعیؒ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرے تو اس کو احناف کا من حیث الجماعت مسلک نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی اہل حدیث امام ابو حنیفہؒ کے حق میں کوئی ناشائستہ لفظ استعمال کرتا ہے یا دل میں سوء ظن رکھتا ہے تو یہ اہلِ حدیث کا مسلک نہیں کہلائے گا۔"

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو حاسد اور کچھ جاہل ہیں

خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجرؒ اور امام ابو حنیفہؒ: حافظ ذہبیؒ کے بعد خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجرؒ کو بھی دیکھئے۔ علوم حدیثیہ و تاریخیہ میں ان کے تجرو فضل و کمال اور احوال رجال سے پوری آگاہی کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ آپ تہذیب التہذیب میں جو اصل میں امام ذہبیؒ کی کتاب تہذیب کی تہذیب ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے ترجمہ میں آپ کی دینداری اور نیک اعتقادی اور صلاحیت عمل میں کوئی بھی خرابی اور کسر بیان نہیں کرتے۔ بلکہ بزرگان دین سے ان کی از حد تعریف نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں الناس فی ابی حنیفۃ حاسد و جاہل یعنی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے متعلق (بری رائے رکھنے والے) لوگ کچھ تو حاسد ہیں اور کچھ جاہل ہیں سبحان اللہ کیسے اختصار سے دو حرفوں

لے حضرت سعید بن جبیرؒ کے یہ حالات تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۶۶ میں ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ تقریب میں فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیرؒ ۹۵ھ میں فوت ہوئے۔

میں معاملہ صاف کر دیا۔

نیز حافظ صاحب ممدوح لکھتے ہیں کہ قاضی احمد بن عبدہ قاضیؒ نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ ہم ابن عائشہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اس نے امام ابو حنیفہؒ کی ایک حدیث بیان کر کے کہا کہ تم لوگ اگر آپ کو دیکھ پاتے تو ضرور آپ کو چاہنے لگتے۔ پس تمہاری اور ان کی مثال ویسی ہے جیسے یہ شعر کہا گیا ہے

قال المؤلف : باب الاول

بیچ فضائل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے

اقول ہر چند کہ فضائل سے امام صاحب کے ہم کو عین عزت اور فخر ہے اس لئے کہ وہ ہمارے پیشوا ہیں۔ اور ا
ان کے امر حق میں پیرو ہیں لیکن ان فضائل سے جو فی الواقع بھی ہوں اور ساتھ اسناد صحیح کے ثابت ہوں نہیں تو جھو
تعریف شعبہ رفض کا ہے کیونکہ وہ لوگ اسی مرض سے ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور رافضی ٹھہرائے گئے ہیں۔ اس لئے ہم
ضرور ہوا کہ اس بات کی بھی تحقیق لکھیں کیونکہ کچی کچی باتیں کہ جو پایۂ تحقیق سے نزدیک علماء محققین ثقات کے دور ہیں
بھر رہی ہیں اور اس میں امام صاحب کے تابعی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور واسطے اثبات اس دعویٰ کے احادیث موضو
اور معلقہ اور قصے وابیات وارد کیے گئے ہیں۔ اور اس میں کچھ امام صاحب کی کسر شان اور مذمت نہیں ہے۔ اس لئے
کہ ان کی فضیلت تابعی ہونے پر موقوف نہیں ان کا مجتہد ہونا، اور متبع سنت اور متقی اور پرہیز گار ہونا کافی ہے ان
فضائل میں اور آیہ کریمہ: ﴿ان اکرمکم عنداللہ اتقکم﴾ ②

(بحث تابعیت امام صاحب)

زینت بخش مراتب ان کی کے ہے اور اکثر ائمہ نقل امام صاحب کے تابعی ہونے کے قائل نہیں چنانچہ آگے بیا
اس کا آئے گا۔

قال اور "اعلام الاخبار" میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں نقل کی ہیں:

اول حدیث: **"طلب العلم فریضة علی کلم مسلم "**

دوم حدیث: **"ان الله یحب اغاثة اللهفان "**

تیسری حدیث: **لو وثق العبد بالله تعالیٰ ثقة الطیر لرزقه کما یرزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا کما فی الطحطاوی.** ③

دوسرے عبداللہ بن ابی اوفیٰ بن علقمہ ہیں کہ انہوں نے کوفے میں سن چھیاسی یا ستاسی میں سب اصحاب کے بع
رحلت فرمائی۔ اس وقت امام صاحب چھ یا سات برس کے تھے اور امام صاحب نے ان سے یہ حدیث نقل کی ہے:

"من بنی لله مسجدا ولو کمفحص قطاة بنی الله له بیتا فی الجنة کذا فی الطحطاوی" ④.

اور مختصر میں ابن حجر نے لکھا ہے کہ پانچ برس کی عمر سماع حدیث میں معتبر ہے جیسا کہ محمد بن اسماعیل البخاری۔

الجواب: صورت مندرجہ سوال میں جو سائلہ نے مسئلہ درج کیا ہے، یہ
مسئلہ ائمہ دین اعلی اللہ درجاتہم فی اعلی علیین میں مختلف فیہا ہے، امامنا وامام [illegible]
امام المغارب الشیخ المفخم ابو حنیفہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسی صورت میں
عورت کو حق فسخ نکاح حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے
نزدیک عورت کو حق فسخ نکاح حاصل ہو جاتا ہے، درمختار فقہ حنفی باب النفقہ صفحہ ۱۰۷۹
میں لکھا ہے۔ وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وتضررها بغیبتہ وقال فی فتح القدیر
باب النفقۃ صفحہ ۳۶۹ جلد ۲ قال القاضی ابو الطیب من الشافعیۃ اذا تعذرت
النفقۃ علیها بالغیبۃ ثبت لها الفسخ۔ نیل المآرب شرح دلیل الطالب فقہ حنبلی
مطبوعہ مصریہ میں صفحہ ۹۴ باب النفقہ میں لکھا ہے۔ اذا غاب الموسر عن زوجتہ
وتعذرت علیها النفقۃ بان لم یترک لها ما تنفقہ علی نفسها ولم تقدر لہ علی مال
ولا امکنها علی تحصیل نفقۃ ولا استدانۃ علیہ ولا غیرها اخذ لها الفسخ فی الحال ومتراخیا

امامنا وامام المشارق وامام المغارب الشیخ المفخم ابو حنیفہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تعظیم کے ساتھ نام

الجواب: صورت مندرجہ سوال میں جو سائل نے مسئلہ درج کیا ہے، یہ مسئلہ ائمہ دین اعلی اللہ درجاتہم فی اعلے علیین میں مختلف فیہا ہے، امامنا وامام المشارق وامام المغارب الشیخ المفخم ابو حنیفہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسی صورت میں عورت کو حق فسخ نکاح حاصل نہیں ہوتا، لیکن امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک عورت کو حق فسخ نکاح حاصل ہو جاتا ہے، درمختار فقہ حنفی باب النفقہ صفحہ ۱۰۶۹ میں لکھا ہے۔ وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وتضررھا بغیبتہ وقال فی فتح القدیر باب النفقۃ صفحہ ۳۶۹ جلد ۲ قال القاضی ابو الطیب من الشافعیۃ اذا تعذرت النفقۃ علیہا لغیبتہ ثبت لہا الفسخ۔ نیل المآرب شرح دلیل الطالب فقہ حنبلی مطبوعہ مصریہ میں صفحہ ۹۴ باب النفقہ میں لکھا ہے۔ اذا غاب الموسر عن زوجتہ وتعذرت علیہا النفقۃ بان لم یترک لہا ما تنفقہ علی نفسہا ولم تقدر لہ علی مال ولا امکنہا علی تحصیل نفقتہا باستدانۃ علیہ ولا غیرھا فلہا الفسخ فورا ومتراخیا لیکن جب ہمارے حنفیہ کو اس مسئلہ کی بار بار اشد ضرورتیں پیش آئیں، اور علمائے حنفیہ نے ملاحظہ فرمایا کہ عوام الناس اکثر مرتکب اس امر قبیح کے ہوتے ہیں کہ نکاح کرکے نان ونفقہ نہیں دیتے، یا کہیں چلے جاتے ہیں، اور ان کی عورتیں متواتر فاقہ کشی کی مصیبت میں تنگ آکر علمائے حنفیہ سے اپنی دفع مصیبت کی تدبیریں اور فتوے پوچھتی ہیں، پس جب علمائے حنفیہ کے سامنے صدہا سوالات اس قسم کے آئے، تو علمائے کبار نے ایسی مصیبت زدوں کی رہائی اور مخلصی لازم سمجھی، اس لئے اپنے مذہب کے معتبر فتاووں میں اپنے قلم سے یہ بات تحریر کردی، کہ ضرورت کے وقت

امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایات نقل نہیں کی ہیں

١٥٢١[٢٥٤٢ت] - جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ (١)[م،عو] بْنِ عَلِيِّ بْنِ الحُسَيْنِ الهَاشِمِيُّ، أبو عبدا

= الكبير: ٢/ ١٩٧، الجرح والتعديل: ٢/ ١٩٧٣، الثقات: ٤/ ١٠٥.

(١) المغني: ١/ ١٣٣، الجرح والتعديل: ٢/ ٤٨٥، الضعفاء والمتروكين: ١/ ١٧٢.

(٢) ينظر المغني: ١/ ١٣٣.

(٣) تنقيح المقال: ١/١٨٣٣، معجم المؤلفين: ٣/ ١٤٣، تاريخ بغداد: ٧/ ١٦٢، دائرة معارف الأعلمي ١٤/ ٣١٧.

(٤) في أ: اليزيدي.

(٥) ينظر المغني: ١/ ١٣٣، الضعفاء والمتروكين: ١/ ١٧٢، الجرح والتعديل: ٢/ ٤٨٧.

(٦) ينظر: تهذيب الكمال: ١/ ١٩٩، تهذيب التهذيب: ٢/ ١٠٣، تقريب التهذيب: ١/ ١٣٢، خلاصة تهذيب الكمال: ١/ ١٦٨، الكاشف: ١/١٨٦، تاريخ البخاري الكبير: ٢/ ١٩٨، تاريخ البخاري الصغير ٢/ ٧٣، ٩١، الجرح والتعديل: ٢/ ١٩٨٧، الثقات: ٦/ ١٣١، تاريخ خليفة: ٤٢٤، طبقات خليفة

أحد الأئمة الأعلام، بَرٌّ صادق كبير الشأن. لم يحتجّ به البخاري.

قال يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ: مجالد أحبُّ إليّ منه، في نفسي منه شيء. وقال مصعب، عن الدَّرَاوردي قال: لم يَرْوِ مالك عن جعفر حتى ظهر أَمْرُ بني العباس. قال مصعب بن عبدالله كان مالك لا يروي عن جعفر حتى يضمه إلى أحد.

وقال أَحْمَدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ: سمعتُ يحيى يقول: كنت لا أسألُ يحيى بن سَعِيد عن جعفر بن محمد، فقال لي: لم لا تسألني عن حديث جعفر؟ قلت: لا أريده. فقال لي: إن كا يحفظ فحديثُ أبيه المسنَد(١).

وقال ابنُ مَعِينٍ: هو ثقة، ثم قال: خرج حَفْص بن غِيَاث إلى عبادان، وهو موضع رباط، فاجتمع إليه البصريون، فقالوا: لا تحدّثنا عن ثلاثة: أشعث بن عبد الملك، وعَمْرو بن عبيد، وجعفر بن محمد. فقال: أما أشعث فهو لكم وأنا أتركه لكم. وأما عَمْرو فأنتم أعلم وأما جعفر فلو كنتم بـ «الكوفة» لأخذَتْكُم النّعَالُ المطرقة.

وروى عَبَّاسٌ عن يَحْيَىٰ قال: جعفر ثقة مأمون.

وقال أَبُو حَاتِمٍ: ثقة لا يُسألُ عن مِثْلِه.

مِيزَانُ الاعْتِدَال فِي نَقْدِ الرِّجَال

تأليف

الإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هـ

ويليه

ذيل ميزان الاعتدال

للإمام أبي الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي

المتوفى سنة ٨٠٦ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ علي محمد معوض — الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة

خبير التحقيق بمجمع البحوث الإسلامية وعضو المجلس الأعلى للشئون الإسلامية

الجزء الثاني

المحتوى:

بانام - خيران

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

جو لوگ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرتے ہیں وہ جہالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں

پس کسی کے لئے جائز نہیں کہ امام ابو حنیفہ کو مطعون قرار دیا جائے وہ لوگ جہالت کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں جو ان کے خلاف زبان طعن دراز کرتے ہیں چونکہ امام ابو حنیفہ ان ائمہ سے ہیں جنہوں نے دین اسلام کی حفاظت کیلئے کوششیں فرمائیں اور ان کے ذریعہ دین کے فروغ سے ہمیں آگاہی حاصل ہوئی اس لئے ان کا ادب واحترام ضروری ہے اور اگر انہوں نے قیاس کیا ہے تو وہ بہر حال عند اللہ اجر وثواب کے مستحق ہیں خواہ ان کا قیاس صحیح تھا یا ان سے قیاس میں غلطی ہوئی البتہ وہ لوگ جو ان کے اقوال کو نہیں چھوڑتے ہیں جو احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں وہ درحقیقت ان کی تعظیم نہیں کر رہے ہیں اور نہ انکے مذہب کی موافقت کر رہے ہیں ان کے مذہب کے بارے میں نصوص موجود ہیں کہ صحیح حدیث میرا مذہب ہے پس نہ تو وہ لوگ راہ ثواب پر ہیں جو امام صاحب کے خلاف بے ادبی کے الفاظ نکالتے ہیں اور نہ ہی وہ لوگ جو انکی اندھی تقلید میں مستغرق ہیں اور ان کے اقوال کی حمایت میں حد اعتدال سے متجاوز ہیں حق پرست وہ لوگ ہیں جو اعتدال

الميزان :١/٦٢ البقرة:٢٨٦

کی راہ اختیار کئے ہوئے ہیں، ارشاد ربانی ہے: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ "اے ہمارے پروردگار ہمیں اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے"

نمازِ نبوی

احادیث صحیحہ کی روشنی میں

تالیف

علامہ محمد ناصر الدین البانی

ترجمہ تہذیب

مولانا محمد صادق خلیل

ناشر

ادارۃ الترجمہ والتالیف

اکثر بلکہ تمام جرحیں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مردود ہیں پس اس کے وثوق اور عدل کی تعدیل کے مقابلہ میں قبول نہیں کی جائیں گی خصوصاتب کہ جب عدل کرنے والوں نے جرح کرنے والوں کی جرح کے اسباب اور ان کی جرح کا جواب بھی دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ جرحیں حسد کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں حقیقت میں یہ جرحیں کچھ بھی (جرحیں) نہیں ہیں

قال علي القاري في شرح النخبة : « حاصله إن الجرح إما مفسر أو غيره ، وعلى الشقين : إما من عارف بالأسباب أو غيره ، (والثاني) مردود مطلقاً أي مفسراً أو غيره صدر فيمن ثبتت عدالته أو غيره ، (والأول) مقبول فيمن لم يثبت عدالته ، وأما فيمن ثبتت عدالته فمقبول أيضاً إن كان مفسراً ولم ينفه المعدل بطريق معتبر ، ومردود ان كان غير مفسر ، أو كان مفسراً وقد نفاه المعدل بطريق معتبر ، كما صدر من النسائي في كتاب المتروكين : نعمان بن ثابت أبوحنيفة ليس بالقوي في الحديث !!

إن الجرح في أبي حنيفة أكثرها بل كلها مبهمة ، فلا تقبل بإزاء تعديل من عدله ووثقه ، لاسيما وقد ذكر المعدلون الأسباب التي جرحه بها الجارحون ، وردوا عليهم ، وبينوا كونها ناشئة من الحسد ،

و أنها – في الحقيقة – ليست من الجرح في شيء .

قال ابن عبدالبر « الذين تكلموا في من أهل الحديث أكثر ماعابوا عليه : الإغراق في الرأي والقياس ، وقد مر أن ذلك ليس بعيب .

وقال يحيى بن معين : « أصحابنا يفرطون في أبي حنيفة وأصحابه » .

وقال ابن أبي داود عن نصر بن علي : سمعت ابن داود – يعني الخريبي ، يقول : « الناس في أبي حنيفة حاسد وجاهل . كذا في تهذيب التهذيب (١٠ – ٤٥١) .

وروى الخطيب عن أحمد بن عبدة القاضي ، قال : كنا عند ابن أبي عائشة ، فذكر حديثاً لأبي حنيفة ، فقال بعض من حضر : لانريده ، فقال لهم : أما إنكم لو رأيتموه لأردتموه ، وما أعرف له ولكم مثلاً إلا ماقال الشاعر :

أقلوا عليهم ويلكم لا أبا لكم   من اللوم ، أو سدوا المكان الذي سدّوا

وفحوى القول ، فقد وثقه الحفاظ الكبار والأئمة المعدلون ، فذكره الذهبي في تذكرة الحفاظ ، ووثقه ابن معين ، وشعبة ، وعلي بن المديني (شيخ البخاري) ، وإسرائيل بن يونس ، ويحيى بن آدم ، وابن داود الخريبي ، والحسن بن صالح ، وقالوا فيه .. على الترتيب :

شعبة : « كان والله حسن الفهم جيد الحفظ » .

ابن معين : « كان أبوحنيفة ثقة ، لايحدث إلا بما يحفظ » .

إسرائيل : « نعم الرجل النعمان ماكان أحفظه لكل حديث فيه فقه وأشد فحصاً عنه » .

يحيى بن آدم : « جمع أبوحنيفة حديث بلده كله ، ونظر فيه إلى آخر ماقبض عليه النبي ﷺ » .

وذكر الخريبي حفظه على أهل الإسلام : السنن والفقه .

وقال الحسن بن صالح : « كان متثبتاً » .

وهؤلاء كلهم معاصرون لأبي حنيفة ، وقريبو العهد به ، وهم أعلم الناس به من النسائي ، وابن عدي وأمثالهما من المتأخرين عنه بكثير ، فقولهم أحرى بالقبول ، وقول المتأخر زماناً أجدر بالرمي في حضيض الخمول .
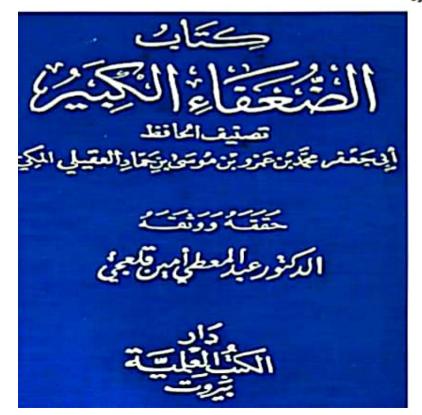
حضرت تھانوی نے فرمایا اب جاہل لوگ یا معمولی عربی جاننے والے اپنے آپ کو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر قیاس کر کے تقلید نہ کریں تو یہ ان کی غلطی ہے

۲۲۴

تقلید و اجتہاد پر ایک حکیمانہ منصفانہ تقریر فرمایا کہ ایک عالم غیر مقلد مگر غیر متعصب یہاں آئے تھے۔ میں نے اُن سے کہا کہ تقلید کا مدار حسن ظن پر ہے۔ جس شخص کے متعلق یہ گمان غالب ہو کہ یہ دین کے معاملہ میں کوئی بات بے دلیل شرعی کے نہیں کہتے اسکا اتباع کر لیا جاتا ہے اگرچہ وہ کوئی دلیل بھی مسئلہ کی بیان نہ کرے۔ اسیکا نام تقلید ہے۔ اور جس شخص کے متعلق یہ اعتقاد نہیں ہوتا وہ دلیل بھی بیان کرے تو شبہ رہتا ہے دیکھئے حافظ ابن تیمیہؒ اپنے فتاویٰ میں اور بعض رسائل مثلاً رسالہ مظالم میں محض احکام لکھتے ہیں کوئی دلیل نہیں لکھتے مگر غیر مقلد حضرات چونکہ انکے معتقد ہیں کہ وہ بے دلیل بات نہیں کرتے اسلئے انکی بات کو مانتے ہیں۔ تو حنفیہ کو بھی یہ حق ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے بیان کئے ہوئے مسائل پر بلا دلیل اعتقاد عمل کرلیں کہ وہ کوئی بات بے دلیل نہیں فرمایا کرتے۔

۲۲۵

پھر فرمایا کہ یہاں تک بات مساوات کی تھی کہ جس طرح غیر مقلد حضرت ابن تیمیہؒ کی بات بے دلیل بھی مان لیتے ہیں۔ حنفیہ کو بھی یہی حق کیوں حاصل نہ ہو کہ وہ ابو حنیفہ کی بات بغیر دلیل کے محض حسن ظن کی بنا پر مان لیں۔ مگر اب میں آگے بڑھتا ہوں اور ایک مثال سے یہ واضح کرتا ہوں کہ ابن تیمیہؒ کے اجتہاد اور

پھر فرمایا کہ بعض غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہمیں ان سے نفرت ہے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ہم خود ایک غیر مقلد کے معتقد اور مقلد ہیں۔ کیونکہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے۔ پھر فرمایا کہ مگر انکی تقلید بوجہ خود مجتہد عالم ہونے کے جائز تھی۔ اب جاہل لوگ یا معمولی عربی جاننے والے اپنے کو

۲۲۶

ابو حنیفہ پر قیاس کر کے تقلید نہ کریں تو یہ ان کی غلطی ہے۔

مجالس حکیم الامت

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

دار الاشاعت

میرا اس باب میں وہ مسلک ہے جو امام المحتاطین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے

وال :۔ اولی اجنحۃ مثنیٰ وثلاث وربٰع کا ترجمہ تفسیر ثنائی میں لکھا ہے۔ دو دو تین
ن چار چار پروں والے فرشتے۔ اس سے حقیقی مراد کیا ہے۔ کیا فرشتوں کی خلقت واقعی
اطیر ہے۔

(شیخ قاسم علی)

واب :۔ جب تک حقیقت محال نہ ہو۔ حقیقت ہی مراد ہوا کرتی ہے۔ (۴ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ)

وال :۔ زید اور بکر میں نزاع ہے۔ زید کہتا ہے سیاست مذہب کا جزو ہے بغیر اس کے
یب ناممکل ہے۔ بکر مخالف ہے۔ دونوں میں سے صحت پر کون ہے۔ (۴ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ)

واب :۔ مکمل دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا ہے۔ رسول اللہ نے زندگی میں
یاست بھی کی ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کی اپنی زندگی میں سیاست جزو دین ہے۔ چاہے
نحت پر ہو یا تختہ پر۔ یعنی عمل ہو یا نیت۔ عمل جیسا حدیث شریف میں ہے۔ جو آدمی نہ جہاد
رے نہ جہاد کی نیت رکھے۔ تو وہ نفاق پر مرے گا۔

(اہلحدیث۔ ۳۱ رمضان ۱۳۵۱ھ)

خاص مولوی ثناء اللہ صاحب سے سوال

کیا آپ مقلدین مذاہب اربعہ کو عموماً اور حنفیہ کو خصوصاً کافر کہتے ہیں اور
دائرہ اسلام سے خارج جانتے ہیں اور کیا ان کے کفر کے متعلق آپ نے اپنی کوئی تحریر بھی
شائع کی ہے۔ اخبار اہلحدیث میں یا کسی کتاب میں۔ الخ

(محمد سجاد حسین)

الجواب :۔ مجھے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کہ یہ سوال مجھ جیسے شخص سے
کیوں پوچھا گیا۔ جس نے کبھی کسی فتویٰ کفر پر دستخط نہیں کئے۔ کیونکہ میرا اس باب میں
وہی مسلک ہے۔ جو امام المحتاطین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کا ہے۔ لا نکفر احدا من اهل القبلة

(اہلحدیث ۱۷ ستمبر ۱۹۱۷ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری

فتاویٰ ثنائیہ

مرتبہ

مولانا محمد داؤد صاحب راز

ادارہ "ترجمان السنہ"

لاہور

مفتی اعظم کا لفظ

ان کا ایک مستقل رسالہ بھی جس کا نام ہے "نصيحة الأمة في جواب عشرة أسئلة مهمة" ہے اس موضوع پر سوالات کے جوابات والا یہ انتہائی مفید رسالہ ہے۔ ❶

منصبِ مفتیٔ اعظم اور فتویٰ نویسی:

سماحۃ الشیخ رحمہ اللہ سعودی عرب کے مفتیٔ اعظم کے منصب پر عرصہ سے فائز چلے آرہے تھے، یہ وہ منصب ہے جس کی رفعتِ شان کا اندازہ اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ سب سے پہلے تو خود اللہ تعالیٰ نے اس منصب کو اپنی طرف منسوب کرکے اسے شرف یاب کیا ہے، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ... الخ﴾

"یہ لوگ آپ سے عورتوں کے مسائل کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں، ان سے کہہ دیں کہ ان کے بارے میں تمہیں اللہ تعالیٰ فتویٰ دے رہا ہے...." [النساء: ١٢٧]

دوسری جگہ فرمایا ہے:

﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ... الخ﴾

"لوگ آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے کہ لا ولد کے لیے تمہیں اللہ فتویٰ دے رہا ہے...." [النساء: ١٧٦]
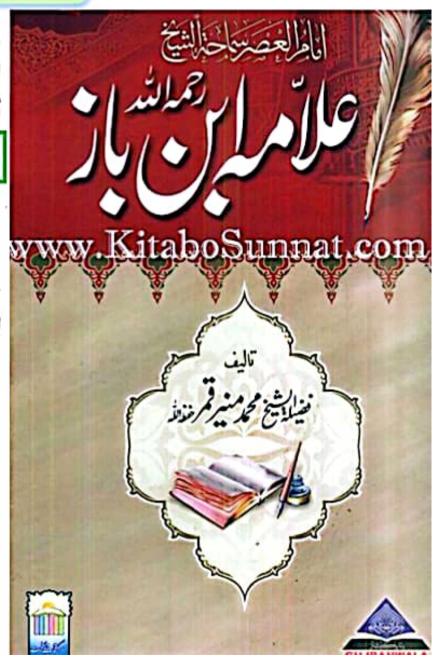
حالانکہ یہ سب مجتہدین تھے ان میں سے ایک بھی مقلد نہیں تھا

ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ امام شافعی کو طبقات مالکیہ (الدیباج المذہب ص ۲۲۷) او
طبقات حنابلہ لابی الحسین (ج ۱ ص ۲۸۰) پر، امام احمد کو طبقات شافعیہ للسبکی (ج ۱ ص ۹۹
اور داود ظاہری کو طبقات الشافعیہ (ج ۲ ص ۴۲) میں ذکر کیا گیا ہے۔ دیکھئے تنقید سدید
(ص ۳۶) لشیخنا الامام ابی محمد بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ۔

حالانکہ یہ سب مجتہدین تھے اُن میں سے ایک بھی مقلد نہیں تھا۔ یاد رہے کہ "طبقات المقلدین" کے نام سے کسی مستند محدث کی کوئی کتاب دنیا میں موجود نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس الامام المجتہد الحافظ عالم الأندلس ابو محمد القاسم بن محمد بن القاسم بن محمد بن سیا القرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) کی کتاب "الایضاح فی الرد علی المقلدین" ضرور لکھی گئی ہے۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج ۱۳ ص ۳۲۹)

۲۔ حافظ ابوالفضل العراقی، ولادت ۷۲۵ھ وفات ۸۰۶ھ۔

آپ الالفیہ فی مصطلح الحدیث، التقیید والایضاح شرح مقدمہ ابن الصلاح او المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار وغیرہ مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔

حافظ ابن فہد نے کہا:

"الإمام الأوحد العلامة الحجة الحبر الناقد، عمدة الأنام، حافظ الإسلام، فريد دهره، وحيد عصره، من فاق بالحفظ والإتقان في زمانه......" [لحظ الالحاظ ص ۲۲۰]

۳۔ حافظ نورالدین الہیثمی رحمہ اللہ، ولادت ۷۳۵ھ وفات ۸۰۷ھ

آپ مجمع الزوائد، موارد الظمآن اور کشف الاستار وغیرہ مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان کے بارے میں فرمایا:

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایات نقل نہیں کی ہیں

۱۵۲۱-جعفر بن محمد (م،عو) بن علی بن حسین ہاشمی،

یہ ابو عبداللہ (امام جعفر صادق) ہیں جو جلیل القدر ائمہ میں سے ایک ہیں۔ انتہائی نیک، سچے اور بلند شان کے مالک تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایات نقل نہیں کی ہیں۔

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: مجالد نامی راوی میرے نزدیک ان سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس کے بارے میں میرے ذہن میں کچھ الجھن ہے۔

مصعب نے دراوردی کا یہ قول نقل کیا ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس وقت تک روایات نقل نہیں کیں جب تک بنو عباس کی حکومت ختم نہیں ہوگئی۔

مصعب بن عبداللہ کہتے ہیں: امام مالک، امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایات اس وقت تک نقل نہیں کرتے جب تک دوسرا راوی ساتھ نہیں ملا لیتے۔

میزان الاعتدال (اردو) جلد دوم ۱۸۶

احمد بن سعد کہتے ہیں: میں نے یحییٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا میں نے کبھی بھی یحییٰ بن سعید سے امام جعفر صادق کے بارے میں دریافت نہیں کیا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: تم نے امام جعفر صادق کی روایات کے بارے میں مجھ سے کیوں نہیں پوچھا؟ میں نے کہا میں ان کے بارے میں نہیں پوچھنا چاہتا تو یحییٰ بن سعید نے مجھ سے کہا اگر وہ حافظ الحدیث ہوں تو پھر ان کے والد کی نقل کردہ روایت سب سے بہترین ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ "ثقہ" ہیں پھر یحییٰ کا کہنا ہے: حفص بن غیاث، عبادان کے پاس گئے وہ اس وقت رباط نامی جگہ پر تھے وہاں بصرہ کے رہنے والے لوگ اکٹھے ہو کر ان کے پاس آئے اور بولے آپ تین افراد کے حوالے سے ہمیں حدیث نہ سنائیے گا۔ اشعث بن مالک، عمرو بن عبید اور امام جعفر صادق۔ تو حفص بن غیاث بولے جہاں تک اشعث کا تعلق ہے وہ ویسے ہی تمہارا راوی ہے اس لیے تمہارے لیے میں اسے ترک کر دیتا ہوں جہاں تک عمرو بن عبید کا تعلق ہے تو تم لوگ زیادہ بہتر جانتے ہو اور باقی رہ گئی بات امام جعفر صادق کی تو اگر تم لوگ کوفہ میں ہوتے تو میں چمڑے کے جوتوں کے ساتھ تمہاری پٹائی کرتا۔

عباس دوری نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے امام جعفر صادق "ثقہ" اور "مامون" ہیں۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "ثقہ" ہیں ان جیسی شخصیت کے بارے میں دریافت نہیں کیا جاسکتا۔
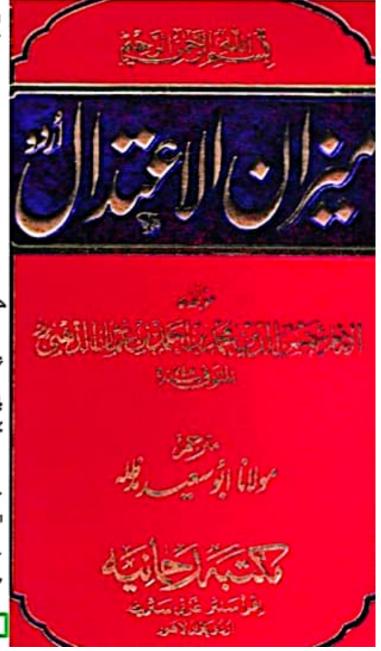
امام ابو حنیفہؒ: حدیث کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں ائمہ متبوعین میں سے امام مالک رحمہ اللہ کے بعد امام ابو حنیفہؒ کا نام قابل ذکر ہے۔ آپ ۸۰ھ میں پیدا اور ۱۵۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ آپ ان ائمہ مجتہدین میں سے تھے' جو کتاب و سنت اور مطالب و معانی سے بخوبی آگاہ تھے۔ محمد بن محمود خوارزمی المتوفی ۶۶۵ھ نے مسند ابی حنیفہ مرتب کی ہے۔ یہ مسند ان پندرہ مسانید سے ماخوذ ہے' جن کو جید علماء نے "مسند امام ابو حنیفہ" کے نام سے تالیف کیا تھا۔ خوارزمی نے اس مسند کو فقہی ابواب کی ترتیب کے مطابق مرتب کیا ہے مگر آپ نے بذات خود کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ عصر حاضر کے فقیہ شہیر ابو زہرہ نے حیات ابو حنیفہ

میں بعد از تحقیق بسیار یہی نتیجہ ظاہر کیا ہے۔ آپ پر حدیث میں قلیل الروایت ہونے کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔

محدث الذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ آپ استنباط مسائل میں مشغول رہا کرتے تھے۔ جس طرح امام مالک و شافعی رحمہما اللہ سے بھی کم احادیث روایت کی گئی ہیں' حالانکہ دونوں عظیم حافظ حدیث تھے۔ اس کی وجہ بھی ان کی فقہی مسائل میں مشغولیت ہے۔ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کبار صحابہ میں سے تھے مگر ان سے دوسرے صحابہ کی نسبت کم احادیث منقول ہیں۔ اس کی وجہ ان کی سیاسی و انتظامی معروفیات ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی)

ابن خلدون نے اپنے مقدمہ تاریخ میں لکھا ہے کہ "تشدد فی الروایۃ" کی بنا پر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک صرف سترہ احادیث صحیح ہیں۔
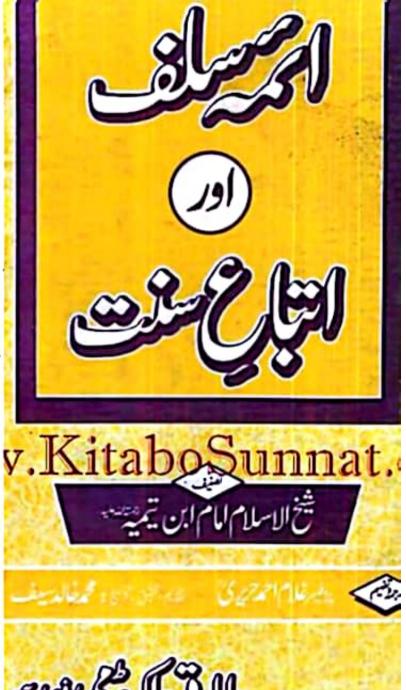
بعض امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور بعض امام بخاری رحمہ اللہ کو برا کہتے ہیں، فریقین کے معتدل اصحاب ان کو رافضیوں کی طرح خیال کرتے ہیں

کیا اہل حدیث ائمہ اربعہ کو برا مانتے ہیں؟

وجہ چہارم: چوتھی دلیل اہلحدیث کے ناری ہونے کی یہ دی ہے کہ موجودہ غیر مقلد ائمہ اربعہ کو جانتے ہیں۔ ایک جھوٹی حکایت "أخبار الفقيه" سے نقل کر ڈالی، جس کا جواب اس زمانے میں ہو چکا تھا کہ یہ بالکل غلط ہے، اور حدیث میں ہے:

"كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع"[1]

آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ جو بات سنے (بلا تحقیق) بیان کردے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہر دو فریق میں غالی افراد موجود ہیں، جو ائمہ دین کے حق میں گستاخانہ کلمات کہتے ہیں، جیسے بعض امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور بعض امام بخاری رحمہ اللہ کو برا کہتے ہیں، فریقین کے معتدل اصحاب ان کو بنظر استحسان نہیں دیکھتے بلکہ ان کو رافضیوں کی طرح خیال کرتے ہیں، اس قسم کے لوگ امت کے اتحاد کے لیے سم قاتل ہیں، بعض افراد کی غلطی دیکھ کر تمام افراد کو برا کہنا تحقیق کے خلاف ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی ہندو بعض مدعیان اسلام کی بعض حرکات کو دیکھ کر اسلام پر اعتراض کرے۔

مؤلف "جواز فاتحہ علی الطعام (ص: ۱۰)" نے بعنوان "کید وہابی" لکھا ہے:

"یہ لوگ جب جواب شافی پاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ امام شافعی کے نزدیک یوں اور امام مالک کے نزدیک یوں ہے، سو اس کا جواب چند طور سے دینا چاہیے:

۱۔ یہ تحقیق ہو رہی ہے، اب قول غیر شارع، ائمہ و مجتہدین کا پیش کرنا سند نہیں۔

۲۔ ہم امام شافعی کے مذہب کو صواب سمجھتے ہیں، اگر تمھارے بعض عقائد کسی امام سے متحد ہو جائیں، تو تمھاری نجات نہ ہوگی، اگر تم تقلید تمام مسائل میں کر لو تو اس صورت میں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

۳۔ غیر مجتہد، مجتہد مطلق پر ہرگز اعتراض کا حق نہیں رکھتا، مگر آپ جیسے پر کر سکتا ہے اور تقلید

حضرت وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والے اور اچھا نماز پڑھنے والے سے نہیں ملا

للامام العلامة الفقيه الحافظ

أبي ذكريا محي الدين بن شرف النووى

(المتوفى سنة ٦٧٦ هجرية)

الجزء الثاني من القسم الأول

قوبل على غير نسخة

عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه ومقابلة أصوله شركة العلماء بمساعدة

ادارة الطباعة المنيرية

يطلب من

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان
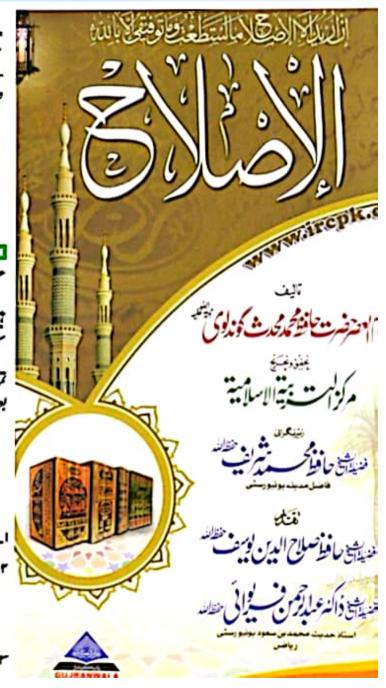
الثورى فاجتمع الناس اليه لعزائه فجاء ابو حنيفة فقام اليه سفيان واكرمه واقعده مكانه وقعد بين يديه ولما تفرق الناس قال اصحاب سفيان رأيناك فعلت شيئاً عجيبا قال هذا رجل من العلم بمكان فان لم اقم لعلمه قمت لسنه وان لم اقم لسنه قمت لفقهه وان لم اقم لفقهه قمت لورعه • وعن ابن المبارك قال ما رأيت فى الفقه مثل ابى حنيفة وعن ابن المبارك قال رأيت مسعرا فى حلقة ابى حنيفة جالسا بين يديه يسأله ويستفيد منه وما رأيت أحدا قط تكلم في الفقه أحسن من أبى حنيفة وعن أبى نعيم قال كان أبو حنيفة صاحب غوص فى المسائل وعن وكيع قال ما لقيت أفقه من أبى حنيفة ولا أحسن صلاة منه وعن النضر بن شميل قال كان الناس نياما عن الفقه حتى ايقظهم أبو حنيفة بما فتقه وبينه ولخصه وعن الشافعى قال الناس عيال على أبى حنيفة فى الفقه وعن جعفر بن الربيع قال اقمت على أبى حنيفة خمس سنين فما رأيت أطول صمتا منه فاذا سئل عن الشىء من الفقه يفتح ويسال كالوادى وعن ابراهيم بن عكرمة قال ما رأيت أورع ولا أفقه من أبى حنيفة وعن سفيان بن عيينة قال ما قدم مكة فى وقتنا رجل اكثر صلاة من أبى حنيفة وعن يحيي بن أيوب الزاهد قال كان أبو حنيفة لا ينام الليل وعن أبى عاصم النبيل قال كان أبو حنيفة يسمى الوتد لكثرة صلاته وعن زافر بن سليمان قال كان أبو حنيفة يحيي الليل بركعة يقرأ فيها القرآن وعن اسد بن عمرو قال صلى أبو حنيفة صلاة الفجر بوضوء العشاء أربعين سنة وكان عامة الليل يقرأ القرآن فى ركعة وكان يسمع بكاؤه حتى ترحمه جيرانه وحفظ عليه انه ختم القرآن فى الموضع الذى توفى فيه سبعة الاف مرة وعن الحسن بن عمارة أنه غسل أبا حنيفة حين توفى وقال غفر الله لك لم تفطر منذ ثلاثين سنة ولم تتوسد يمينك

17۔ حکومت اور علمائے ربانی

اس کتاب میں حضرت مصنف نے چند علمائے سلف کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سرفہرست حضرت سفیان ثوری ہیں جو مشہور محدث تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے ان کو خط لکھا تو انھوں نے جواب میں خلیفہ کو ایک ناصحانہ خط تحریر فرمایا۔

دوسرے عالم ربانی ابو حازم سلمہ بن دینار ہیں، جن کا اموی خلیفہ سلیمان سے مکالمہ ہوا

تو انھوں نے نہایت بے خوفی سے ان کو جواب دیا۔

تیسرے عالم مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جنھوں نے حجاج بن یوسف کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا اور اس کے نتیجے میں انھیں شہید کر دیا گیا۔ یہ 95ھ کا واقعہ ہے۔ اس وقت حضرت سعید بن جبیر کی عمر 49 برس کی تھی۔

چوتھے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پھر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جنھیں حکام وقت کی طرف سے مبتلائے اذیت کیا گیا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ **مجتہد بلاریب** تھے۔ غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر دہلوی صاحب

نوٹ: مجتہد لاریب کہتے ہی اس کو ہیں جو قرآن وسنت کے علوم پر پوری گہرائی اور بصیرت رکھتا ہو۔ **الموافقات للشاطبی** جلد 4 ص 72

ہم آن مسئلہ را بدلیل دانستی تقلید ضائع شد۔ تمام ہوئی عبارت تفسیر عزیزی اور اسی طرح امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں، تم بھی تفسیر عزیزی اور تفسیر کبیر کو بچشم خود دیکھنا کہ تم کو یقین ہو جائے۔ ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ

تم لوگ ادنیٰ دنیا کے مقدمہ کے لئے تو لندن پہنچتے ہو، اور مقدمہ دین متین سے سراسر غافل نہاد ہو سے غم دین خور کہ غم، غم دین است

اور مضمون اس آیت کریمہ ماذا اجبتم المرسلین سے تم سے قیامت میں پرسش ہوگی، الحمد للہ کہ درین ولایت ہمین ترجمہ کا قرآن شریف عجب کہا، اور قیمت اس کی تین روپے یا چار روپے ہے، اور خداوند کریم سورہ قمر میں فرماتا ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر کا آیۃ ترجمہ اردو دیکھو اس کے معنی سے واقف ہو جاؤ اور ہم ایسے مقلد مثل شتر بے مہار کے نہیں ہیں، کہ ہر کسی کی بات بلا دلیل مان لیں ہم تو رعیت اور محکوم خدا و رسول کے ہیں، چنانچہ سورہ حشر میں فرماتا ہے۔ وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا ؎

خیالات نادان خلوت نشین ہم بر کند عاقبت کفر و دین

علامہ محب اللہ بہاری اپنی کتاب اصول مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں۔ کا دا نجب الا ما اوجبہ اللہ تعالیٰ لہ ولم یوجب علی احد ان یتمذھب بمذھب رجل من الائمۃ فا یجابہ تشریع جدید انتہی ما فی مسلم الثبوت وشرحہ لمولانا

بحر العلوم اللکھنوی۔ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ مجتہد مطلق بلا ریب ہیں لیکن یہ بھی ان کے ساتھ دامن گیر ہے، کہ المجتہد یصیب و یخطی اسی بنا پر یہ مصرع موزون ہے ع

تاریخ بغداد میں خطیب صاحب نے لکھا ہے تیس یا چالیس برس تک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ایک وضو سے نماز عشاء اور صبح کی پڑھی ہے

تو ائمہ اربعہ میں سے حضرت کو دوسرے پر تفضیل کلی نہیں سب حضرات انصار الدین اور مقتدائے شرع متین تھے اس لئے میزان الشعرانی میں کہا ہے: الائمة كلهم على هدى من ربهم ⑥
اور کسی صاحب میں کچھ فضل تھا اور کسی میں کوئی فضیلت تھی مصرع:

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

تنبیہ اس قول کی ایسے انداز پرداز پر لکھی گئی ہے کہ اس میں باقی بعض اقوال سے بھی جواب ہو گیا ہے جو شخص ادنی بھی فہم رکھتا ہوگا اس رد کو اس کے باقی کلام پر منطبق کرے گا۔

قال اور امام کا قول ہے کہ فرمودہ حضرت ﷺ کا اور صحابہ کا سر آنکھوں ہماری پر۔ اور قول تابعین کا ہمارے قول کے برابر ہے یعنی ان کا قول ہم پر حجت نہیں ہے ⑥ اس قول سے بھی تابعی ہونا ثابت ہے۔

اقول اگر عدم تسلیم سے امام کے قول کو تابعین کے امام صاحب کا تابعی ہونا ثابت ہو تو چاہیے کہ کرخی کو اور دبوسی کو اور شافعی کو اور ایک جماعت عظیمہ کو علمائے اصول سے صحابی کہہ دیں کیونکہ شافعی سے بنا بر قول جدید اور ان تمام سے جن کا نام گزرا ہے یہ مروی ہے کہ قول صحابی کا کہ جس میں رائے کو دخل ہو ہم پر حجت نہیں۔ جیسا کہ "مختصر" وغیرہ میں لکھا ہے" حالانکہ ان لوگوں کو کوئی شخص صحابی نہیں کہتا تو چاہیے کہ امام کو بھی تابعی نہ کہو بہ سبب انکار ان کے تسلیم سے قول تابعی کے۔" فافهم

قال پھر ایک روز لڑکوں نے امام صاحب کو دیکھ کر کہا یہ شخص ہزار رکعت ہر شب میں پڑھتا ہے اور تمام شب بیدار رہتا ہے اور اس روز سے آپ ہزار رکعت پڑھتے تھے اور تمام شب جاگتے تھے۔ طحطاوی میں نقل ہے کہ جس مقام پر امام صاحب نے وفات پائی ہے وہاں ستر ہزار ختم کیے تھے۔ تاریخ بغداد میں خطیب صاحب نے لکھا ہے تیس: چالیس برس تک امام صاحب نے ایک ہی وضو سے نماز عشاء اور صبح کی پڑھی ہے ⑥

اقول یہ سب واہیات ہیں اور موجب ذم کا ہے نہ یہ کہ مدح کا باعث ہو اور جناب حضرت امام کی تو یہ شان نہیں ہے کہ ایسی تکلیف شاق اور بدعات کو انکی طرف منسوب کیا جائے اور دلیل بدعت ہونی اس عبادت کی یہ ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ عمر بھر میں کبھی شب کو تیرہ رکعت سے زیادہ نوافل نہیں پڑھے اور نہ کبھی تمام شب جاگے بلکہ ایک ثلث جاگتے اور دو ثلث سوتے اور اس پر زیادتی کرنے والے کو فرماتے کہ یہ شخص میری سنت سے نفرت کرتا ہے اور یہ ہم میں سے نہیں اور ایسا ہی ختم کرنا قرآن کا بھی سات دن کے ورے درست نہیں رکھتے اور فرماتے کہ تین دن سے کم مدت پڑھنے والا قرآن کو سمجھتا؟ نہیں۔ چنانچہ روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے:
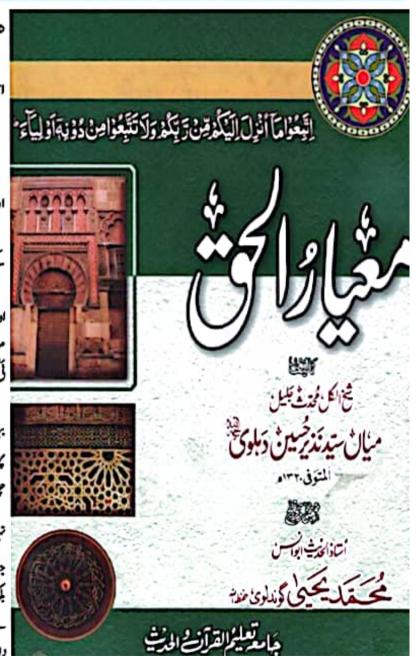
میرے ابا روزانہ دن رات میں تین سو (300) نوافل پڑھتے تھے

نظر آتے۔ وہ بازاروں میں چلنا ناپسند کرتے تھے۔ (مناقب احمد ص ۲۸۰ وسندہ صحیح)

۶۔ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں:

"جب میرے ابا بڑی عمر کے اور بوڑھے ہوگئے تو قراءتِ قرآن اور ظہر وعصر کے درمیان کثرتِ نوافل میں (اور زیادہ) مصروف ہوگئے۔ میں جب اُن کے پاس جاتا تو نماز سے رُکتے، کبھی بات کرتے اور کبھی خاموش رہتے۔ یہ دیکھ کر جب میں باہر جاتا تو دوبارہ نماز شروع کردیتے تھے۔ میں دیکھتا کہ وہ کثرت سے خفیہ طور پر قراءتِ قرآن میں لگے رہتے تھے۔"

(مناقب الامام احمد ص ۲۸۸ وسندہ صحیح)

۷۔ ابوبکر المروذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"میں تقریباً چار مہینے ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) کے ساتھ معسکر (جہادی چھاؤنی) میں رہا ہوں۔ آپ رات کا قیام اور دن کی قراءت کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔ آپ ختمِ قرآن کب کرتے تھے مجھے اس کا پتا نہیں چلتا تھا کیونکہ آپ اسے خفیہ رکھتے تھے۔"

(مناقب احمد ص ۱۹۸ وسندہ صحیح)

۸۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"میرے ابا روزانہ دن رات میں تین سو (۳۰۰) نوافل پڑھتے تھے۔ جب کوڑے لگنے کے بعد بیمار ہوکر کمزور ہوگئے تو روزانہ دن رات میں ایک سو پچاس رکعتیں پڑھتے۔ آپ اَسی (سال کی عمر) کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آپ روزانہ قرآن مجید کا ساتواں حصہ تلاوت فرماتے، ہر ساتویں دن تکمیلِ قرآن کرتے۔ ہر ہفتے آپ کا ایک ختم مکمل ہوجاتا تھا۔ آپ عشاء کی نماز کے بعد تھوڑا سا سوتے پھر صبح تک نماز اور دعا میں مصروف رہتے۔" (مناقب احمد ص ۲۸۶ وسندہ صحیح)

آپ بچپن سے ہی شب بیدار تھے۔ دیکھئے کلمات توثیق: ۹۲

مسند أبي عوانة

للإمام الجليل أبي عوانة يعقوب بن إسحاق الأسفراييني المتوفى ٣١٦هـ رضي الله عنه

تحقيق

أيمن بن عارف الدمشقي

الجزء الثالث

دار المعرفة
بيروت . لبنان

الزهري ، عن الربيع بن سبرة ، عن أبيه : أن النبي ﷺ نهى عن متعة النساء في حجة الوداع .

[٤٠٦٨] حدثنا محمد بن إشكاب : أنبا (الأشعثي) يعني سعيد[1] بن عمرو ثنا عَبْثَر : ثنا سفيان عن إسماعيل بن أمية بمثله : عن متعة النساء .

[٤٠٦٩] حدثنا محمد بن عبد الله بن يزيد المنادي وأبو أمية قالا : ثنا يونس ابن محمد : ثنا عبد الواحد بن زياد : ثنا أبو عميس عن إياس بن سلمة ، عن أبيه قال : رخص لنا رسول الله ﷺ في المتعة عام أوطاس[2] ثلاثًا ثم نهى عنه[3] .

١٢- باب بيان الرد على ابن عباس في إباحة نكاح المتعة ، وأن النبي ﷺ نهى عنها يوم خيبر

[٤٠٧٠] حدثنا سليمان بن سيف : ثنا علي بن المديني : ثنا سفيان بن عيينة قال : سمعت الزهري يقول : أخبرني الحسن بن محمد وعبد الله[4] بن محمد - وكان الحسن أوثق في أنفسنا وكان عبد الله يتبع حديث السبابة يعني الروافض - عن أبيهما عن علي : أن النبي ﷺ نهى عن نكاح المتعة ، وعن لحوم الحمر الأهلية[5] .

[٤٠٧١] حدثنا محمد بن إسماعيل الصائغ بمكة : ثنا سليمان بن داود الهاشمي : ثنا سفيان بن عيينة عن الزهري ، عن الحسن وعبد الله ابني محمد ، عن أبيهما عن علي رضي الله عنه قال : نهى رسول الله ﷺ عن متعة النساء يوم خيبر ، وعن أكل لحوم الحمر الأهلية .

[٤٠٧٢] حدثنا محمد بن مهل ومحمد بن إسحاق والدبري رحمهم الله

---

(١) كتب في هامش الأصل شعب وكتب فوقها « صح » . وهو خطأ .
وما في الأصل هو الصواب ، وانظر ترجمة سعيد بن عمرو الأشعثي في « تهذيب الكمال » (١١ / ٢١).

(٢) هو عام فتح مكة نفسه .

(٣) مسلم (١٤٠٥ / ١٨) من طريق يونس بن محمد .

(٤) بالأصل « عبيد الله » والتصويب من كتب الرجال ، وسيأتي على الصواب .

(٥) مسلم (١٤٠٧ / ٣٠) من طريق سفيان بن عيينة .

حضرت وائل بن حجر ﷜ کے پوتے امام حجر بن عبد الجبار ؒ فرماتے ہیں کہ قاسم بن معن ؒ (حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ کے پوتے) سے کہا گیا کہ
آپ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ کی اولاد میں سے ہیں تو آپ اس بات پر کیسے راضی ہو جاتے ہیں کہ آپ کا شمار امام ابو حنیفہ ؒ کے شاگردوں میں ہو؟
تو انھوں نے فرمایا کہ لوگ کسی بھی ایسے شخص کے ساتھ نہیں بیٹھتے ہوں گے کہ جس کی محفل امام ابو حنیفہ ؒ سے زیادہ نفع بخش ہو
پھر قاسم بن معن ؒ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ان کے پاس چلنا وہ شخص گیا اور امام ابو حنیفہ ؒ کے پاس بیٹھا تو پھر وہ امام ابو حنیفہ ؒ کے ساتھ رہنے
لگا اور اس نے کہا کہ میں نے ان (امام ابو حنیفہ ؒ) جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ اور سلیمان ؒ نے کہا کہ امام ابو حنیفہ ؒ بردبار، پرہیزگار، سخی تھے۔
امام حجر بن عبد الجبار ؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے امام ابو حنیفہ ؒ کی محفل سے زیادہ معزز محفل اور کسی کی نہیں دیکھی ہوگی
اور نہ ہی انھوں نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہوگا کہ جو اپنے شاگردوں کی امام ابو حنیفہ ؒ سے زیادہ عزت افزائی کرتا ہو

[١٣٤]

١٧ ـ / القاسم بن مَعْن[١]

نا عبد الوارث بن سفيان، نا قاسم بن أصبغ، نا أحمد بن زهير، نا سليمان بن أبي شيخ، قال: نا حُجْر بن عبد الجبار، قال: قيل للقاسم بن معن: أنت ابنُ عبد الله بن مسعود، تَرضى أن تكون من غِلمان أبي حنيفة؟ فقال: ما جَلَس الناسُ إلى أحدٍ أنفعَ مجالسةً من أبي حنيفة، وقال له القاسم: تعالَ معي إليه، فجاء فلمّا جَلَسَ إليه لَزِمَه وقال: ما رأيتُ مثلَ هذا، قال سليمان: وكان أبو حنيفة حليماً وَرِعاً سخياً.

١٨ ـ حُجْر بن عبد الجبار[٢]

وذكر الدُّولابي أبو بِشْر محمد بن أحمد بن حماد الأنصاري ثم الدُّولابي: ني أبو الحسن أحمد بن القاسم[٣]، قال: نا سليمان بن أبي شيخ، قال: ني حُجْرُ بن عبد الجبار الحضرمي، قال: ما رأى الناسُ أحداً أكرمَ مُجالسةً من أبي حنيفة، ولا أشدَّ إكراماً لأصحابه منه.

أئمہ فقہ و حدیث میں صرف امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

Nafees Hanfi

ا۔ امام یافعیؒ کی تصریح

امام ابو محمد عبداللہ بن أسعد یافعیؒ (۷۶۸ھ) امامِ اعظم کے بارے لکھتے ہیں:

مولده سنة ثمانين، رأى أنسا.

”آپ کی ۸۰ھ میں ولادت ہوئی اور آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔“

یافعی، مرآة الجنان وعبرة اليقظان، ۱: ۲۱۰

ائمہ فقہ و حدیث میں صرف امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

Nafees Hanfi

۱۴۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کی تصریح

حافظِ حدیث امام ابنِ حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ)، امامِ اعظم کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تیمی الکوفی بنو تیم اللہ بن ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ کہا گیا ہے کہ آپ ابناءِ فارس میں سے ہیں اور آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا۔'' (۱)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی شافعیؒ، امامِ اعظم کی تابعیت کے بارے میں پوچھے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

''ابنِ سعد نے قابلِ قبول سند سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے جبکہ اِن دو (عبداللہ بن ابی اوفٰی اور انس بن مالک) کے علاوہ کئی اور شہروں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باحیات تھے۔......

''بعض صحابہ کی زیارت کرنے پر آپ کے بارے میں قابلِ اعتماد وہی بات ہے جو ابھی بیان ہو چکی ہے جسے ابنِ سعد نے ''الطبقات'' میں روایت کیا۔ لہٰذا امام ابوحنیفہ اس اعتبار سے طبقہ تابعین میں سے ہیں۔ یہ فضیلت آپ کے معاصرین مثلاً شام میں امام اَوزاعی، بصرہ میں ہر دو حماد (حماد بن زید اور حماد بن سلمہ)، کوفہ میں ثوری، مدینہ میں مالک، مکہ میں مسلم بن خالد زنجی اور مصر میں لیث بن سعد جیسے ائمہ میں سے کسی کے لئے بھی ثابت نہیں، واللہ أعلم۔'' (۲)

(۱) عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۱۰: ۴۰۱

(۲) سیوطی، تبییض الصحیفۃ بمناقب أبی حنیفۃ: ۳۴

ائمہ فقہ و حدیث میں صرف امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

Nafees Hanfi

۱۴۔ امام زین الدین عراقیؒ کی تصریح

حافظ زین الدین عراقیؒ (۸۰۶ھ) نے اپنی کتاب ''التقیید والإیضاح'' میں تابعی کی تبع تابعی سے روایت کرنے پر بحث کرتے ہوئے امامِ اعظم کا شمار اُن تابعین میں کیا ہے جنہوں نے امام عمرو بن شعیب تبع تابعی سے روایت کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

الأمر الثالث أنه قد روى عنه جماعة كثيرون من التابعين غير هؤلاء وهم: ثابت بن عجلان، وحسان بن عطية، وعبد الله بن عبد الرحمن بن يعلى الطائفي، وعبد الملك بن عبد العزيز بن جريج، والعلاء بن الحرث الشامي، ومحمد بن إسحاق بن يسار، ومحمد بن جحادة، ومحمد بن عجلان، وأبوحنيفة النعمان بن ثابت......وغيرهم.

''تیسرا امر یہ ہے کہ ان محدّثین کے علاوہ تابعین کی ایک کثیر جماعت نے بھی (تبع تابعی) عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے، وہ (تابعین) یہ ہیں: ثابت بن عجلان، حسان بن عطیہ، عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن یعلیٰ الطائفی، عبد الملک بن عبد العزیز بن جُریج، علاء بن الحرث الشامی، محمد بن اسحاق ابنِ یسار، محمد بن جحادہ، محمد بن عجلان اور ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر تابعین کرام۔''

زین الدین عراقی، التقیید والایضاح: ۳۳۲

أئمہ فقہ و حدیث میں صرف امامِ اعظم ﷺ ہی تابعی ہیں

Nafees Hanfi

۶۔ امام ذہبیؒ کی تصریح

نقاد محدث امام ذہبیؒ (۷۴۸ھ) امام ابو حنیفہ ﷺ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں

رای أنس بن مالک لما قدم علیھم الکوفۃ. (۱)

"جب حضرت انس بن مالک ﷺ اہلِ کوفہ کے پاس تشریف لائے تو امام صاحب نے اُن کی زیارت کی تھی۔"

اسی لئے امام ذہبیؒ نے ہی امامِ اعظم کو صراحتاً تابعی بھی لکھا ہے:

وکان من التّابعین لھم إن شاء اللہ بإحسان، فإنہ صحّ أنہ رأی أنس بن مالک إذ قدمھا أنس ﷺ. (۲)

"آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے إن شاء اللہ تابعین میں سے ہیں، کیونکہ یہ بات صحیح ہے کہ جب حضرت انس بن مالک ﷺ کوفہ تشریف لائے تو آپ نے ان کی زیارت کی۔"

أئمہ فقہ وحدیث میں صرف امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

۸۔ قاضی ابنِ خلکانؒ کی تصریح

قاضی ابنِ خلکان شافعیؒ (۶۸۱ھ) لکھتے ہیں:

وذكر الخطيب في تاريخ بغداد أنه رأى أنس بن مالك.

''خطیب بغدادی نے تاریخِ بغداد میں ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔''

ابن خلکان، وفیات الأعیان، ۵: ۴۰۶

۴۔ امام دار قطنیؒ کی تصریح

امام دار قطنیؒ (۳۸۵ھ) امامِ اعظم کے بارے میں فرماتے ہیں:

إنما رأى أنس بن مالك بعينه.[1]

”بے شک آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔“

(۱) ۱۔ ابن جوزی، العلل المتناهية، ۱: ۱۳۶

۲۔ سیوطی، تبییض الصحیفة بمناقب أبي حنيفة: ۳۴

أئمہ فقہ و حدیث میں صرف امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

Nafees Hanfi

۷۔ علامہ ابنِ جوزیؒ کی تصریح

علامہ ابنِ جوزیؒ (۵۷۹ھ) امامِ اعظم کے تذکرہ میں رقم طراز ہیں:

ولد سنة ثمانين، رأى أنس بن مالک.

''آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔''

ابن جوزی، المنتظم فی تاریخ الملوک والأمم، ۸: ۱۲۹

٦۔ امام سمعانیؒ کی تصریح

امام ابو سعید عبدالکریم بن محمد سمعانیؒ (۵٦۲ھ)، امامِ اعظم کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

رأى أنس بن مالك.[1]

”آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔“

(۱) سمعانی، الأنساب، ۳: ۳۷

۵۔ خطیب بغدادیؒ کی تصریح

خطیب بغدادیؒ (۴۶۳ھ) نے امامِ اعظم کے تذکرہ میں لکھا ہے:

رأى أنس بن مالك.(۱)

”آپ نے حضرت انس بن مالک ﷺ کی زیارت کی ہے۔“

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۴

أئمہ فقہ و حدیث میں صرف امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

۱۰۔ علامہ صفدیؒ کی تصریح

علامہ صلاح الدین الصفدیؒ (۷۶۴ھ)، امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

رأى أنس بن مالك غير مرّة بالكوفة.

”آپ نے کوفہ میں کئی بار حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔“

صفدي، الوافي بالوفيات، ۲۷: ۸۹

ائمہ فقہ وحدیث میں صرف امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

Nafees Hanfi

١٦۔ امام سخاویؒ کی تصریح

امام شمس الدین سخاویؒ (٩٠٢ھ) فرماتے ہیں:

(وفي الخمسين ومائة) من السنين الإمام المقلّد أحد من عُدّ في التابعين (أبو حنيفة) النعمان بن ثابت الكوفي (قضى) أي مات.

''١٥٠ھ میں وہ امام جن کی تقلید کی جاتی ہے اور جنہیں تابعین میں شمار کیا جاتا ہے یعنی ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کی وفات ہوئی۔''

سخاوي، فتح المغيث شرح ألفية الحديث للعراقي، ٣: ٣٤٧

ائمہ فقہ و حدیث میں صرف امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

Nafees Hanfi

۲۰۔ امام ابنِ حجر مکیؒ کی تصریح

امام ابنِ حجر ہیتمی مکی شافعیؒ (۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

صحّ كما قاله الذهبي: أنه رأى أنس بن مالك وهو صغير، وفي رواية: رأيته مرارًا وكان يخضب بالحمرة.

''یہ صحیح ہے جیسا کہ امام ذہبی نے کہا ہے: امام ابوحنیفہ نے بچپن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، اور ایک روایت میں (آپ سے مروی) ہے کہ میں نے انہیں کئی مرتبہ دیکھا ہے اور وہ سرخ خضاب لگاتے تھے۔''

ابن حجر مكي، الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: ۳۲

ائمہ فقہ و حدیث نیں صرف
امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

Nafees Hanfi

۱۵۔ امام بدرالدین عینیؒ کی تصریح

امام بدر الدین عینیؒ (۸۵۵ھ)، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے امامِ اعظم کا اُن کی زیارت کرنے کو درج ذیل الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

عبدالله بن أبي أوفى واسم أبي أوفى علقمة الأسلمي، له ولأبيه صحبة، وهو آخر من مات بالكوفة من الصحابة وهو من جملة من رآه أبو حنيفة من الصحابة.

''حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ، ابو اَوفیٰ کا نام علقمہ اسلمی ہے۔ حضرت ابنِ ابی اوفیٰ اور آپ کے والدِ گرامی کو صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ آپ وہ آخری صحابی ہیں جنہوں نے کوفہ میں وصال فرمایا اور آپ کا شمار اُن جملہ صحابہ میں ہوتا ہے جن کی امام ابوحنیفہ نے زیارت کی ہے۔''

بدر الدین عینی، عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ما یکره من الحلف فی البیع، ۱۱: ۲۰۶

أئمہ فقہ وحدیث میں صرف
امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

Nafees Hanfi

۱۹۔ قاضی حسین بن محمد دیار بکریؒ کی تصریح

قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکیؒ (۹۶۶ھ)، امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے تعارف میں بیان کرتے ہیں:

في تذنيب الرافعي يقال: إنه أدرک أنس بن مالک حين نزل الكوفة.

''امام رافعی کی کتاب تذنیب میں ہے کہ کہا جاتا ہے: جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے تو امام ابوحنیفہ کا اُن سے سامنا ہوا۔''

دیار بکری، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، ۲: ۳۲۶

ائمہ فقہ و حدیث میں صرف

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

Nafees Hanfi

۱۷۔ امام جلال الدین سیوطیؒ کی تصریح

امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) ''طبقات الحفاظ'' میں امام صاحب کا یوں تعارف کراتے ہیں:

أبو حنيفة النعمان بن ثابت التيمي الكوفي، فقيه أهل العراق وإمام أصحاب الرأي، وقيل: إنه من أبناء فارس رأى أنساً.

''ابو حنیفہ نعمان بن ثابت التیمی الکوفی، اہلِ عراق کے فقیہ اور اصحاب الرائے کے امام، کہا گیا ہے کہ آپ اہلِ فارس میں سے ہیں، آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔''

سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۸۰، رقم: ۱۵۶

ائمہ فقہ و حدیث میں صرف

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

Nafees Hanfi

۱۸۔ امام قسطلانیؒ کی تصریح

امام شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی شافعیؒ (۹۲۳ھ) لکھتے ہیں:

''(ابن ابی اوفی) عبد اللہ جو صحابی ابنِ صحابی رضی اللہ عنہ ہیں، آپ ۸۷ھ میں کوفہ میں وصال فرمانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے آخری ہیں۔ وصال سے قبل آپ نابینا ہو گئے تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے سات سال کی عمر میں آپ کی زیارت کی تھی۔'' (۱)

امام قسطلانیؒ ہی کسی مسئلہ پر ائمہ کرام کا مؤقف بیان کرتے ہوئے امامِ اعظم کو تابعین میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ جمہور کا مذہب ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابنِ عباس، حضرت علی، حضرت معاویہ، حضرت انس بن مالک، حضرت خالد بن ولید، حضرت ابو ہریرہ، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت امِ ھانی رضی اللہ عنہم۔ اور تابعین میں سے امام حسن بصری، امام ابنِ سیرین، امام شعبی، امام ابنِ مسیب، امام عطاء اور امام ابوحنیفہ جبکہ فقہاء میں سے امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی، امام مالک، یہی مذہب ایک روایت کے مطابق امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ کا بھی ہے۔'' (۲)

(۱) قسطلانی، إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين

(۲) قسطلانی، إرشاد الساری لشرح صحيح البخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی الثوب الواحد، ۱: ۳۹۰

۳۔ امام ابنِ ندیمؒ کی تصریح

امام ابنِ ندیمؒ (۳۸۵ھ)، امامِ اعظم کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

وكان من التابعين، ولقي عدّة من الصحابة، وكان من الورعين الزاهدين.(۱)

"امام ابو حنیفہ تابعین میں سے تھے، آپ نے متعدد صحابہ کرام سے ملاقات کی، آپ زاہدوں اور متقیوں میں سے تھے۔"

(۱) ابن ندیم، الفہرست: ۲۵۵

۱۲۔ حافظ ابنِ کثیرؒ کی تصریح

حافظ ابنِ کثیرؒ (۷۷۴ھ) امامِ اعظم کا تعارف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

أحد الأئمة الأربعة أصحاب المذاهب المتبوعة، وهو أقدمهم وفاة لأنه أدرک عصر الصحابة ورأى أنس بن مالک. قيل: وغيره.

''(امام ابو حنیفہ) اُن چار ائمہ میں سے ایک ہیں جن کے مذاہب کی اتباع کی جاتی ہے اور آپ وفات کے اعتبار سے ان سب سے مقدم ہیں کیونکہ آپ نے صحابہ کرام ﷡ کا زمانہ پایا ہے اور حضرت انس بن مالک ﷛ کو دیکھا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے اِن کے علاوہ اور صحابہ کرام ﷡ کی بھی زیارت کی۔''

ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۱۰: ۱۰۷

أئمہ فقہ و حدیث میں صرف
امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

Nafees Hanfi

۲۱۔ امام ابنِ عماد حنبلیؒ کی تصریح

امام عبدالحی بن احمد عکری دمشقی المعروف ابنِ عماد حنبلیؒ (۱۰۸۹ھ)، سن ۱۵۰ھ کے واقعات قلمبند کرتے ہوئے امامِ اعظم کے تعارف میں لکھتے ہیں:

مولده سنة ثمانين رأى أنسًا وغيره.

''آپ کا سنِ ولادت ۸۰ھ ہے، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور اِن کے علاوہ کئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے۔''

ابن عماد، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ۱: ۲۲۷

أئمہ فقہ و حدیث میں صرف امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

۲۔ امام ابنِ سعدؒ کی تصریح

معروف مؤرخ امام ابنِ سعدؒ (۲۳۰ھ) نے فرمایا:

أنّ أبا حنيفة رأى أنس بن مالک وعبد الله بن الحارث بن جزء.(۱)

''یقیناً امام ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک اور عبد اللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے۔''

Nafees Hanfi

(۱) ابن عبد البر، جامع بیان العلم وفضلہ، ۱: ۱۰۱

أئمہ فقہ و حدیث میں صرف امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی تابعی ہیں

۱۔ خود امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تصریح

۱۔ خود امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۰ھ) نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کرنے کے بارے میں فرمایا:

رأيت أنس بن مالک قائما يصلي.(۱)

''میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے ہوئے اس حال میں دیکھا کہ وہ حالتِ قیام میں تھے۔''

۲۔ ایک اور روایت میں امام صاحب نے فرمایا:

قدم أنس بن مالک الكوفة ونزل النخع رأيته مرارًا.(۲)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے اور مقامِ نخع پر اترے، میں نے انہیں کئی بار دیکھا۔''

(۱) ۱۔ ابو نعیم اصبہانی، مسند الإمام أبي حنيفة: ۱۷۶
۲۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۲۵

(۲) ۱۔ قزوینی، التدوين فی أخبار قزوين، ۳: ۱۵۳
۲۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۱۶۸

= ولايكون فرط في الاحتياط نفسه أ.هـ .

وقيل له لم تركت رأي أصحابك وأخذت برأيه (أي أبي حنيفة) قال أصحبه فأتوا بأصح منه لأرغب عنه إليه أ.هـ كما في الخيرات الحسان (ص ٣٥) .

ونقل بعض العلماء عن قلائد ابن حجر قال سفيان الثوري كنا بين يدي أبي حنيفة كالعصافير بين يدي البازي وإن أبا حنيفة سيد العلماء ومن تاريخ ابن خلكان ونحوه من قول يحيى بن معين القراءة عندي قراءة حمزة والفقه فقه أبي حنيفة وعلى هذا أدركت الناس كما في تنسيق النظام مقدمة مسند الإمام (ص ٩١٨) .

وذكره السيوطي أيضا في الصحيفة (ص ٣١) وبهذا يظهر كون ابن معين مثنياً أو مطرياً للنعمان أبي حنيفة أ.هـ ص (١١ - ١٩) .

وقد تقرر في الأصول أن العدالة تثبت بالاستفاضة والشهرة أيضاً ، فمن اشتهرت عدالته بين أهل العلم ، من أهل الحديث أو غيرهم ، وشاع الثناء عليه بها ، كفى فيها ولا يحتاج مع ذلك إلى معدل ينص عليها ، وأبوحنيفة قد استفاضت إمامته ، واشتهرت عدالته ، كالشمس في كبد السماء ، ونورها في كل ناحية ، وكل مكان صقعاً ، إذ مذهبه منذ ألف وثلاثمائة سنة منتشر في عامة بلاد الإسلام .

وقد قال السبكي : أن الجارح لايقبل منه الجرح في حق من غلبت طاعاته على معاصيه ، ومادحوه على ذامه ، ومزكوه على جارحيه ، وقد قال ابن عبدالبر : « الذين رووا عن أبي حنيفة ووثقوه ، وأثنوا عليه ، أكثر من الذين تكلموا فيه » .

ومعلوم أيضاً أنه إذا اجتمع في الراوي جرح وتعديل فإنه كما سبق يقدم التعديل ، وإن كان الجرح مفسراً ، والتعديل مبهماً ، قدم الجرح ، وإن كان التعديل مفسراً أيضاً بأن يقول المعدل عرفت السبب الذي ذكره الجارح ، ولكنه تاب منه ، أو أن ذلك لايقدح في عدالة الراوي ، أو أن منشأ الجرح عداوة أو حسد يقدم التعديل ، ويكون الجرح مردوداً .

قال علي القاري في شرح النخبة : « محصله إن الجرح إما مفسر أو غيره ، وعلى التقديرين : إما من العارف بالأسباب أو غيره ، (والثاني) مردود مطلقاً أي مفسراً أو غيره صدر فيمن ثبت عدالته أو غيره ، (والأول) مقبول فيمن لم يثبت عدالته ، وأما فيمن ثبت عدالته فمقبول أيضاً إن كان مفسراً ولم يعد للمعدل طريق معتبر ، ومردود إن كان غير مفسر ، أو كان مفسراً وقد عاد المعدل طريق معتبر ، كما صدر من النسائي في كتابه المتروكين : نعمان بن ثابت أبوحنيفة ليس بالقوي في الحديث !!

إن الجرح في أبي حنيفة أكثرها بل كلها مبهمة ، فلا تقابل قول المعدل من عدالته وورعه ، لاسيما وقد ذكر المعدلون الأسباب التي جرحه بها الجارحون ، وردوا عليهم ، وبينوا كونها ناشئة عن حسد ، =

کفایت اللہ سنابلی کے نزدیک شیطان پر بھی سب وشتم جائز نہیں۔

کفایت اللہ سنابلی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "معلوم ہوا اسلام میں کسی پر بھی سب وشتم جائز نہیں حتی کہ انسانیت کے بڑے دشمن شیطان پر بھی سب وشتم کی اجازت نہیں ہے • لہٰذا جب شیطان جیسے "عدو مبین" پر بھی سب وشتم کرنا درست نہیں تو پھر یزید بن معاویہ پر سب وشتم کیسے درست ہو سکتا ہے؟ **جو لوگ بھی ایسا کرتے ہے وہ اللہ کے نبی کے حکم کی سراسر خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اللہ سب کو ہدایت دے۔ آمین**" (یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ، صفحہ ۸۴۳

لیکن شاید غیر مقلدین کو یہی بات امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں یاد نہیں آتی۔ اگر کفایت اللہ سنابلی کی اسی بات میں یزید کی جگہ امام ابو حنیفہ لکھ دیا جائے تو پھر یہ عبارت ایسے ہو گی

معلوم ہوا اسلام میں کسی پر بھی سب وشتم جائز نہیں حتی کہ انسانیت کے بڑے دشمن شیطان پر بھی سب وشتم کی اجازت نہیں ہے • لہٰذا جب شیطان جیسے "عدو مبین" پر بھی سب وشتم کرنا درست نہیں تو پھر **امام ابو حنیفہؒ** پر سب وشتم کیسے درست ہو سکتا ہے؟ **جو لوگ بھی ایسا کرتے ہے وہ اللہ کے نبی کے حکم کی سراسر خلاف ورزی کرتے ہیں۔** اللہ سب کو ہدایت دے۔ آمین

بقول کفایت اللہ سنابلی، امام ابو حنیفہؒ پر سب وشتم اور طعن کرکے نبی کریم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی تو خود غیر مقلدین کرتے ہیں

843

سب سے بڑا گناہ شرک ہے، لیکن اس کے باوجود اسلام میں نہ اہلِ شرک کو گالی دینے کی اجازت ہے نہ انھیں جن کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [الأنعام: ۱۰۸]

"اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں، کیوں کہ پھر وہ براہِ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔ ہم نے اسی طرح ہر طریقے والوں کے لیے ان کا عمل مرغوب بنا رکھا ہے۔ پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے، سو وہ ان کو بتلا دے گا، جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے۔"

غور کریں کہ وہ معبودان، جنھیں اللہ کے بالمقابل کھڑا کیا گیا ہے، جب ان پر سب وشتم کی اجازت اسلام میں نہیں ہے تو بھلا کسی اور پر سب وشتم کی اجازت اسلام کیسے دے سکتا ہے؟

صرف یہی نہیں کہ اسلام نے دوسروں پر سب وشتم سے منع کیا ہے، بلکہ اسلام نے کسی کو یہ بھی اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے آپ پر سب وشتم کرے، حالاں کہ یہ انسان کا اپنا معاملہ ہے، جس میں کسی دوسرے کے لیے ایذا رسانی بھی نہیں ہے، چناں چہ حدیث ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلْ: لَقِسَتْ نَفْسِي»[1]

"اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا، بلکہ یوں کہے کہ میرا نفس سستی و کاہلی کا شکار ہو گیا۔"

معلوم ہوا کہ اسلام میں کسی پر بھی سب وشتم جائز نہیں ہے، حتی کہ انسانیت کے سب سے بڑے دشمن شیطان پر بھی سب وشتم کی اجازت نہیں ہے، لہٰذا جب شیطان جیسے "عدو مبین" پر بھی سب وشتم کرنا درست نہیں تو پھر یزید بن معاویہ پر سب وشتم کیسے درست ہو سکتا ہے؟ جو لوگ بھی ایسا کرتے ہیں، وہ اللہ کے نبی ﷺ کے حکم کی سراسر خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اللہ سب کو ہدایت دے۔ آمین یا رب العالمین۔

ہمارا عقیدہ

ہمارا عقیدہ کتاب وسنت کے مطابق یہ ہے کہ ائمہ اربعہ اور ان جیسے دُوسرے

عالمین اس خیر الامم اُمت کے مجتہد اور مجدد ہیں۔

اور اہل علم آج تک ان کے علم وفضل تقویٰ اور خشیت اللہ زہد واخلاص اور ترک بدعات اور محدث اور ترک تقلید پر متفق ہوتے آئے ہیں۔ بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اور نبی کریم کی بارگاہ میں اور اس اُمت پر اکرم اور افضل ہیں۔ اور یقیناً وہ خیر البریہ افضل العباد ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ عند رب العالمین۔

اور وہ اپنی ذات میں رسول کریم کے سیدھے راستے پہ تھے اور انہوں نے اپنے زمانے کے لوگوں کو بھی اسی راستے پہ چلنے کی ہدایت کی اور تقلید وتمذہب سے باز رہنے کے لئے حکم دیا اور وہ اعتصام میں کتاب وسنت پر زیادہ ہدایت یافتہ تھے۔ جیسا کہ مقلدین کی کتابوں میں بھی ان کی توصیف بیان کی گئی ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ اسلام جیسے عظیم الشان دین کے ائمہ کے لئے یہی کچھ مناسب بھی تھا۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

معاذ اللہ جو شخص بھی ائمہ دین پر زبان طعن دراز کرے وہ اندھا ہے۔ خدا اسے سمجھ دے۔ حالانکہ ائمہ علیہم الرحمہ کا تقویٰ اور دینی بصیرت مسلم ہے اور ان کا تقلید جیسی بدعت سے منع کرنا مشہور ہے۔ خدا انہیں بھی برباد کرے جو ان بزرگانِ دین کو خدا اور رسول کے راستے پہ نہیں سمجھتے اور لوگوں کے اقوال اور مسالک کو اللہ عزوجل اور اس کے رسول کریم کے احکام پر ترجیح دیتے ہیں حالانکہ ان تک قرآن کی آیات اور احادیث نبوی پہنچ گئی ہیں اب جبکہ حقیقت آشکارا ہو گئی ہے۔ اور مقلد کے مسلک کی تردید ہو چکی ہے اس کے بعد بھی کوئی کتاب وسنت کے مقابلے میں کسی کا قول تلاش کرے اور اپنے فرقے کی طرف کھینچا تانی کرے تو اس سے بڑھ کر کونسی خیانت اور کونسی گمراہی ہو سکتی ہے۔

اصل میں بچوں قسم کی آراء وقیاسات اور من گھڑت اجتہادات نے ہی دینِ محمدؐ

کی راہ میں موصوف علیہ الرحمۃ کے مصائب ومشکلات طبقات وتراجم کی کتب میں عام پائے جاتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

مقلدین نصوص کا رد کر رہے ہیں لاریب احترام ائمہ اربعہ ضروری ہے اور واجب ہے۔ ان کی شان بلند ہے اور ان کی فضیلت بڑی ہے اور وہ وسیع علم کے مالک تھے اور حق ان کے ساتھ تھا وہ استمساک بالکتاب وسنت مطہرہ کو لازم جانتے تھے۔ اور کتاب وسنت کے فہم کو ضروری خیال کرتے تھے۔

اور کسی بھی بڑے سے بڑے معین شخص کی دین میں تقلید کو حرام سمجھتے تھے

اور اسلام میں ... مقلدین
کتاب وسنت کو ... آڑ لے رکھی
ہے۔ ان بزرگو ... ات رائج کر
رکھی ہیں۔ حالانکہ ... ہے یہ لوگ
پھر بھی ائمہ علیہ ... سے اپنی خرافات
کی نسبت دیتے ... تے ہیں۔ اور
کہتے ہیں کہ یہ فقہ ... ان کی بزرگ
ہستیوں سے کسی ... کی طرف
منسوب نہیں کی ... بلکہ ان
مسائل پر بھی ان ... سے علی رؤس
الاشہاد کہتے ... یا امام شافعیؒ
یا امام احمدؒ ابن ... صحت کے
ساتھ پیش کی ... نہیں رکھتے

تاریخ اہل حدیث

تعیین الفرقة الناجیة وأنها الطائفة أهل الحدیث

مؤلفہ

الشیخ احمد الدہلوی خادم السنة المطہرة والمسجد النبوی

ترجمہ

ڈاکٹر محمد منیر زہیر الراعی السلفی

www.KitaboSunnat.com

اسلامی اکادمی ناشران کتب اردو بازار لاہور

وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔

اسی لئے باکثرت مکاتب فکر میں: "یہ قول راجح ہے اور یہ مرجوح ہے" کی باتیں عام ہوگئی اور اسی منہج پر علماء کرام تربیت پاتے رہے یہاں تک کہ ملک عبد العزیز (رحمۃ اللہ علیہ) کے دور کی ابتداء میں جب وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے کتاب السنۃ از عبد اللہ بن امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ) شائع کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اس وقت اس کی طباعت کی نگرانی اور مراجع پر شیخ علامہ عبد اللہ بن حسن آل الشیخ (رحمۃ اللہ علیہ) مامور تھے جو اس وقت مکہ مکرمہ کے رئیس القضاۃ (چیف جسٹس) تھے۔ پس آپ نے وہ پوری فصل ہی طباعت سے نکلوا دی (جس میں امام ابو حنیفہ پر کلام تھا)، اسے شرعی حکمت کے تحت نہیں شائع کیا گیا کیونکہ اس قسم کی باتوں کا اپنا وقت تھا جو گزر چکا۔ اس کے علاوہ یہی اجتہاد اور لوگوں کے مصالح کی رعایت کرنے کا تقاضہ تھا کہ اسے حذف کر لیا جائے اور باقی نہ رکھا جائے لہذا یہ امانت میں خیانت نہیں تھی؛ بلکہ امانت تو یہ ہے کہ لوگ ان نقول کی وجہ سے جو اس کتاب میں (امام ابو حنیفہ کے خلاف) منقول تھے عبد اللہ بن امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ) نے جو اپنی کتاب میں سنت و صحیح عقیدہ بیان فرمایا ہے اس کے پڑھنے سے رک جاتے۔ پس یہ کتاب اس پوری فصل کے بغیر شائع ہوئی جو لوگوں میں اور علماء کرام میں عام ہوئی اور یہی عبد اللہ بن امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ) کی کتاب السنۃ سمجھی جاتی رہی۔

آخر میں اب یہ کتاب ایک علمی رسالہ یا علمی ریسرچ میں شائع ہوئی اور اس میں وہ فصل داخل کر دی گئی ہے، اور یہ مخطوطات میں موجود ہے معروف ہے چنانچہ اس فصل کو نئی سرے سے داخل کیا گیا یعنی اس میں واپس لوٹا دی گئی اس دعوے کے ساتھ کہ امانت کا یہی تقاضہ ہے، حالانکہ بلاشبہ یہ بات صحیح نہیں، کیونکہ علماء کرام نے شرعی سیاست کو بروئے کار لاتے ہوئے، اسی طرح کتابوں کی تالیف سے جو علماء کرام کا اصل مقصد ہوتا ہے اسے جانتے ہوئے، زمان و مکان و حال کے اختلاف کا لحاظ رکھتے ہوئے ایسا کیا تھا۔ ساتھ ہی جو آخر میں عقیدہ مقرر ہو چکا ہے اور اہل علم کا اس بارے میں جو کلام ہے سے وہ علماء کرام واقف تھے۔

جب یہ طبع ہوا تو ہم فضیلۃ الشیخ علامہ صالح الفوزان (حفظہ اللہ) کے گھر پر دعوت میں شریک تھے، آپ نے سماحۃ الشیخ عبد العزیز (رحمۃ اللہ علیہ) کو دعوت فرمائی تھی اور ان کے سامنے کتاب السنۃ کی طبع اولی جس میں علماء کرام کی طرف سے وہ فصل شامل نہیں کی گئی تھی جس میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) پر کلام تھا اور آخری طبع بھی پیش کی جو دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے اور اس میں یہ فصل شامل کی گئی ہے، پس شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھ سے شیخ فوزان (حفظہ اللہ) کی مجلس میں فرمایا کہ:

➤ "الذی صنعه المشایخ هو المتعین ومن السیاسة الشرعیة أن یحذف وإیراده لیس مناسبا. وهذا هو الذی علیه نهج العلماء"

(جو کام (فصل کو حذف کرنے کا) مشائخ کرام نے کیا تھا وہی متعین بات تھی اور اسے حذف کرنا شرعی سیاست کے عین مطابق تھا اور اسے واپس سے داخل کر دینا مناسب نہیں، یہی علماء کرام کا منہج ہے)

تو اب معاملہ اور بڑھ گیا اور ایسی تالیفات ہونے لگیں جن میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) پر طعن کیا گیا ہے یہاں تک انہیں ابو جیفۃ تک کہا جانے لگا اور اس جیسی دوسری باتیں، جو بلاشبہ ہمارے منہج میں سے ہے نہ ہی علماء دعوت اور علماء سلف کا یہ منہج تھا۔ کیونکہ ہم تو علماء کرام کا ذکر نہیں کرتے مگر خیر و بھلائی ہی کے ساتھ خصوصاً آئمہ اربعہ کا کیونکہ ان کی ایسی شان اور مقام ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، البتہ اگر وہ غلطی کر جائیں تو ان کی غلطی میں ان کی پیروی نہیں کرتے۔

(شیخ صالح آل الشیخ کے فتاوی پر مبنی ایک ویب سائٹ سے ماخوذ)

اور سوائے ایک بات کے اور کوئی تہمت آپ کے جانب منسوب نہ فرمائی اور وہ یہ ارجاء کا قول وہ بھی ارجاء الفقہاء (نہ کہ غالیوں کی الارجاء)[1]۔ اس کے سوا ان تمام تہمات کا جو سلسلہ چلا آرہا تھا اسے نقل نہیں فرمایا، کیونکہ امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی کتاب بنام "فقہ الاکبر" اور دوسرے رسائل موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ بالجملہ سلف صالحین کے ہی عقیدے و منہج کے تابع تھے سوائے اس مسئلے ارجاء یعنی ایمان کے نام میں عمل کو داخل نہ سمجھنا کے۔

چنانچہ اسی نہج پر علماء کرام گامزن رہے جیسا کہ امام طحاوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا سوائے (جیسا کہ میں نے بیان کیا) جانبین (یعنی امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں غلو کرنے والوں اور دوسری جانب ان کی شان میں تنقیص کرنے والوں) کی طرف سے کچھ باتیں ہوتی رہیں، ایک جانب وہ اہل نظر جو اہلحدیثوں کو حشویہ اور جاہل پکارتے تھے اور دوسری جانب ان کی طرف سے بھی جو اہلحدیث اور اثر کی جانب منسوب تھے انہوں نے امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) پر کلام کیا یا پھر حنفیہ پر بطور ایک فقہی مکتبۂ فکر یا ان کے علماء پر کلام کیا۔ جبکہ اعتدال و وسط پر مبنی نقطۂ نظر یہ وہ ہے جو امام طحاوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان فرمایا اور اسی پر آئمہ سنت قائم تھے[2]۔

پھر جب امام شیخ محمد بن عبدالوہاب (رحمۃ اللہ علیہ) تشریف لائے اسی منہج کو لوگوں میں مزید پختہ فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے کسی امام کا ذکر نہیں فرمایا مگر خیر و بھلائی کے ساتھ اور یہ منہج بیان فرمایا کہ تمام آئمہ کرام کے اقوال کو دیکھا جائے اور جو دلیل کے موافق ہو اسے لے لیا جائے، کسی عالم کی غلطی یا لغزش میں اس کی پیروی نہ کی جائے؛ بلکہ ہم اس طرح کہیں کہ یہ ایک عالم کا کلام ہے اور اس کا اجتہاد ہے لیکن جو دوسرا قول ہے وہ راجح ہے۔

---

[1] ارجاء کا عقیدہ رکھنے والوں کو مرجئہ کہا جاتا ہے۔ جن کے نزدیک ایمان کم زیادہ نہیں ہوتا اور نہ ہی عمل ایمان میں شامل ہیں۔ شیخ صالح الفوزان ﷾ فرماتے ہیں کہ مرجئہ کی چار اقسام ہیں: ۱۔ جہمیہ: جو یہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف معرفت کا نام ہے اگرچہ دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار نہ بھی کیا جائے۔ اور یہ سب سے منحوس قول ہے، اس صورت میں فرعون وابلیس بھی مومن ہوں گے۔ ۲۔ اشاعرہ: جو یہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف دل کی تصدیق کا نام ہے، پھر تو ابوطالب بھی مسلمان شمار ہوگا حالانکہ اس نے زبان سے اقرار نہ کیا۔ ۳۔ کرامیہ: ان کے نزدیک ایمان صرف زبان سے اقرار کا نام ہے اگرچہ دلی تصدیق نہ ہو، پھر تو ان کے نزدیک منافق بھی مومن شمار ہوں گے۔ ۴۔ مرجئۃ الفقہاء: اور یہ مرجئہ کے گروہوں میں سے سب سے خفیف ترین ارجاء میں مبتلا ہیں مگر بہرحال یہ بھی باطل وگمراہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایمان دلی اعتقاد اور زبان سے اقرار کا نام ہے، عمل اس میں داخل نہیں اور نہ ہی اس میں نیک عمل سے اضافہ اور بدعملی سے کمی ہوتی ہے۔ جبکہ ایمان کے متعلق اہل سنت والجماعت کا جو قول حق ہے وہ یہ ہے کہ: ایمان دل کی تصدیق، زبان سے اقرار، اعضاء وجوارح سے عمل کا نام ہے جو نیکی کرنے سے بڑھتا ہے اور نافرمانی کرنے سے گھٹتا ہے۔ (ایمان وکفر سے متعلق اہم سوال وجواب) (مترجم)

[2] جیسا کہ ہمارے برصغیر میں ہوتا ہے امام ابو حنیفہ اور احناف کے خلاف بات کرنے ہی کو اہلحدیثیت کی نشانی سمجھا جاتا ہے اور تمام تر جدوجہد کا محور حنفیوں کا رد کرنا ہوتا ہے۔ واللہ المستعان (مترجم)

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

ہمارا عقیدہ ہے کہ ائمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن

حنبل رحمۃ اللہ علیہ خداوند تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر مہربانی
کی اور انہیں قرآن و حدیث میں تدبر اجتہاد بخشی۔ انہوں نے قرآن و حدیث میں
غور و فکر کیا اور فقہ اسلامی کی بنیاد رکھی۔ اور اپنے اجتہاد اور تفقہ کے بعد بار بار
اعلان کیا کہ اگر تمہیں ہماری رائے، اجتہاد اور قیاس کے مقابلہ میں قرآن و حدیث
اور اقوال صحابہ سے کوئی چیز ملے تو اس کو لے لو اور ہمارے اجتہاد کو چھوڑ دو۔ ہمارا
عقیدہ ہے کہ آنحضرت فداہ ابی و امی روحی و قلبی کے بعد کوئی بھی واجب الاتباع
نہیں۔ آپ کی اطاعت، فرمانبرداری اور پیروی ہم سب پر فرض ہے۔ ہم بوقت
ضرورت بقدر ضرورت ان ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے پورا پورا
فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ فقہ کی تمام باتیں غلط نہیں ہیں۔ بلکہ ان
کتابوں میں اکثر و بیشتر مسائل درست ہیں۔ اور ہمارے علماء اہل حدیث نے
ان کے اجتہاد پر فتاویٰ دیئے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام ائمہ اربعہ برحق
ہیں۔ اور ایک ہی چشمہ کی نہریں ہیں۔ لیکن اپنے لیے صرف ایک ہی کو خاص
کر لینا درست نہیں۔ جب یہ چاروں برحق ہیں تو پھر کیوں نہ ان کی بات کو
جو قرب الی السنۃ ہو قبول کر لیا جائے۔ ہمارے نزدیک اجتہاد ان چار دو
اماموں ہی میں دائر نہیں ہے۔ بلکہ ان کے علاوہ بھی بیسیوں امام مجتہد کا در
رکھتے ہیں آج پوری امت میں ان ائمہ اربعہ کے تقویٰ، ورع، پرہیزگاری
دیانت، امانت، صداقت اور جرأت و شجاعت کی مثال ڈھونڈے سے

نہیں ملتی۔ یہ بزرگ ہم سب کے امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر کروڑ کروڑ رحمتیں
نازل فرمائے آمین۔

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہفتم و ہشتم و نہم معہ جلد نہم

اطلاع

ماہ اقتصادی مسائل اہل حدیث جنکی طرف سے ناظرین کی آنکھیں لگ رہی تھیں وہ نمبر ... کا قصد پورا کرنا ہے جسکی حاجت ... اور اشاعت جو خاص کر ... اہل حدیث کے ... خریداران اشاعۃ السنہ کو اس کا ایک حصہ اشاعۃ السنہ نمبر ... کے ساتھ وصول ہوا باقی بھی عنقریب نمبر ... کے ساتھ وصول ہوگا۔ اس رسالہ کا انگریزی ترجمہ بھی ... لکھا جا چکا ہے اسکے چھپنے میں ... اشاعۃ السنہ اسکی قیمت ... جلد ... ارسال کریں تا ... وہ جلد فروخت کرائیں تو انگریزی ترجمہ کی جلد اشاعت ہو۔

التماس

... ناظرین ... کریں ... حالت ... جلد ...

فائدہ نہیں پہنچا اور گرفتار ... کی طرف وصول مضامین پہنچے پورے اور جلد ... انگریزی میں ہوں۔ ولیکن انگریزی میں ان مضامین کی اشاعت ... اشاعۃ السنہ ... حقیقتہً ... خریداران ... انگریزی ... مین ... ہیں۔

خریداران اشاعۃ السنہ کا یہ حال ہے کہ ... کے جواب ... لادیں۔

پس کیا آپ خریداران اشاعۃ السنہ ... کو وعدہ کریں اور جنکی ... ارسال کریں۔ ... انگریزی کا ... (اور امید بھی نہیں ...) ... اشاعت مضامین انگریزی ... کریں جس ... کام ہو اور اسکی ... دینی ... اشاعۃ السنہ کو اس سے کوئی ...

حدیثیں جمع ہو گئیں تو ان کو زیادہ مطیر آئیں جسکو ہمارے زمانے کے منصف حنفی مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے اپنی کتاب النافع الکبیر کے صفحہ (۱۸) میں نقل و تسلیم کیا ہے اور یہ سب عبارتیں ہمارے ضمیمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲۳ مارچ میں منقول ہیں۔

مگر اس کا دوسرا حصہ محض افترا ہے جسکا منشا ان لوگوں کی بے علمی و نافہمی ہے۔ اس امر کا کوئی اہل عقل قائل نہیں ہو سکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں صحیح پہنچی تھیں۔

ان لوگوں کے اس افترا کا منشا یہ ہے کہ ابن خلدون حضرمی نے اپنی تاریخ العبر میں کہا ہے (جسکو نواب صاحب بھوپال نے اپنے رسالہ حطہ میں بصفحہ ۱۴۳ نقل کیا ہے) کہ امام ابوحنیفہ کی روایت حدیث سترہ تک پہنچی ہے۔

> فابو حنیفة رضي الله تعالى عنه بلغت روايته الى سبعة عشر حديثا او نحوها۔
>
> (تاریخ ابن خلدون حطہ)

جسکے معنے یہ ہیں کہ جو حدیثیں امام ابوحنیفہ نے لوگوں کو سنائیں اور روایت کی ہیں انکی تعداد سترہ ہے۔ اس سے ہمارے بے علم بھائیوں نے یہ سمجھ لیا کہ جو حدیثیں امام ابوحنیفہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی ہیں ان کی تعداد سترہ ہے اور ان بیچاروں نے یہ سوچا کہ ایک شخص کا لوگوں کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو روایت کرنا اور امر ہے اور اس کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حدیث کا پہنچنا دوسرا امر ہے۔ انہوں نے امر اول کو امر دوم سمجھ لیا اور لوگوں میں سنایا اور کہا کہ ابوحنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی تھیں۔ ان کے اس افترا کا جواب خود ابن خلدون کی اسی کلام میں موجود ہے جسکا ایک ٹکڑا یہ حضرات لے بھاگے ہیں کلام سابق کے متصل ہی ابن خلدون نے کہا ہے (چنانچہ حطہ میں بھی

تالیف کیا ہے جسکا نام "جلب المنفعہ فی الذب عن الائمہ المجتہدین الاربعہ" ہے اور اسکا خلاصہ مطالب اشاعۃ السنتہ نمبر ۷ جلد ۹ مین منقول ہو چکا ہے ۔ اسمین آپنے طاعنین ائمہ مجتہدین کو جاہل شوریدہ کہا ہے ۔ اور اس مین یہ بھی لکھا ہے کہ ہم نص کے مقابلہ مین تقلید کو شرک جانتے ہین مگر کسی مقلد پر کفر و شرک کا فتوی نہین لگاتے ۔ جسکا سر وہی ہے جو ہم اشاعۃ السنتہ نمبر (۲) جلد ۹ کے صفحہ (۴۲) و نمبر ۱۱ جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۸ مین بیان کر چکے ہین

اشاعۃ السنتہ سالہا سال سے پکار رہا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ وغیرہ ائمہ مجتہدین کی بدگوئی بیدینی ہے اور مقلدین مذہبی حنفی وغیرہ کو کافر یا مشرک یا بدعتی کہنا جائز نہین دیکھو ضمیمہ سفیر ہند مطبوعہ ۳۱ مارچ ۱۸۷۸ء و ضمیمہ اشاعۃ السنتہ نمبر ۱۱ جلد ۱ و اشاعۃ السنتہ جلد ۷ نمبر ۹ و جلد ۹ نمبر ۲ وغیرہ

ان تصریحات کے ساتھ ہمارے علاقی بھائی حنفیون کو کب مناسب ہے کہ چند جہلاء کی بدگوئی کے سبب کل طائفہ پر بدگوئی کا گمان کرین ۔ اور سب کو برا کہین آئندہ ان کو اختیار ہے ۔ وما علینا الا البلاغ +

"مشاورت کا مشورہ" اس مضمون کو ہم جگہ نہ ہونے کے سبب نہین لکھ سکے ۔ انشاءاللہ آئندہ لکھینگے ۔ بالفعل ہم ایک رسالہ کے ذکر پر اکتفا کرتے ہین جسمین مشاورت کے متعلق ایک مختصر مضمون درج ہے اور علاوہ بران اسمین رسوم مروجہ شادی وغیرہ پر دلچسپ بحث ہے ۔ وہ رسالہ غنچہ مراد ہے جسکے مولف ہمارے دلی دوست مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب ساکن آرہ ضلع شاہ آباد ہین اور وہ بقیمت ۲ ؍ روپیہ بشمول محصول ڈاک مولف سے ملسکتا ہے +

تلخیص رسالہ علم الٰہی عقلی

(جسکا سلسلہ نمبر ۸ جلد ۹ سے شروع ہے)

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے
جماعتِ مصطفیٰ
حضرت مولانا محمد صادق سیالکوٹیؒ
اعتقاد پبلشنگ ہاؤس
۱۵۶۱ سوئیوالان نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا دفاع غیر مقلد نواب صدیق حسن خان صاحب کے قلم سے

جلب المنفعة في الذب عن الأئمة المجتهدين الأربعة

اردو ترجمہ

ائمہ اربعہ کا دفاع اور سنت کی اتباع

تالیف

شیخ الاسلام نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمہ اللہ

مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن

ان میں کے تیسرے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ
موصوف علم سنت میں جماعت اسلام کے امام تھے، ان کا
اگر قرون خیر کو تین قرنوں تک محدود مانا جائے جو یقینی
شامل ہے، چوتھے قرن میں پہنچنے کا سوال ہی نہیں ہے، از
یہ چاروں مجتہد امام زمانۂ خیر کے لوگوں میں
ومناقب سے متصف تھے، اور ان میں سے ہر ایک ا
میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا، یہاں تک کہ ان کے مقلد
میں بہت سی کتابیں بنائی سنواری ہیں۔

مناقب امام ابوحنیفہ

حنفی مقلدین نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب میں سولہ مستقل کتابیں تالیف کی ہیں، ان کے نام کتاب اتحاف النبلاء میں مذکور ہیں، اور قریب اٹھائیس علماء نے امام صاحب کا ذکر شریف اپنی کتابوں میں کیا ہے، جن لوگوں نے ان کے ترجمہ میں ان کے قلت علم نحو یا حدیث میں ان کے ضعف کی بات لکھی ہے، ان کا مقصود ان عبارتوں سے طعن وجرح کا اظہار نہیں ہے، بلکہ واقع اور حقیقت کا بیان ہے، کیونکہ ان کے علم وفضل کے میدان میں طعنوں کا گذر نہیں ہے، ایسے بزرگوں کی جرح اگر نفسانیت اور تعصب کی راہ سے آئے تو یہ اللہ کے ساتھ محاربہ ہوگا، کیونکہ اللہ کے اولیاء کی دشمنی اس کی ناراضی کا سبب ہے، اور وہ ایسے شخص سے انتقام لیتا ہے، جو استخفاف یا کراہیت یا بدظنی یا بے ادبی کی نظر سے ان کی یا ان کے جیسوں کی طرف دیکھتا ہے۔

یہ تسلیم ہے کہ امام اعظم قلیل النحو یا قلیل الحدیث تھے، لیکن یہ معنی ان کے دیگر علوم وفضائل کو جن پر اہل اسلام کی جماعت کا اتفاق ہے، محو نہیں کر سکتا ہے، وہ کون شخص ہے جس میں کسی طرح کا خلل یا نقص نہیں رہا ہے، صحابہ کرام جو باجماع امت افضل امت ہیں، ان میں بھی بعض ایسے لوگ گذرے ہیں جو قلیل العلم تھے، اور بہت سی حدیثوں سے بے خبر تھے،

پس اگر امام اعظم نے انہیں اصحاب کے رنگ میں جن سے دو تین یا چند حدیثوں کے سوا مروی نہیں ہے، حدیث کم روایت کیا تو کون سی قباحت ہے۔

رہا علم نحو تو یہ مرتضوی ایجادات میں سے ہے، تمام صحابہ نے اس ایجاد کردہ طریقہ پر عمل نحو کی مزاولت نہیں کی ہے، بلکہ خود ان لوگوں کو اس علم کے نام ونشان سے واقفیت بھی حاصل نہیں رہی، جو شخص ان امور جیسی باتوں کو آں امام مقبول کی تحقیر پر محمول کرتا ہے، وہ سخت نامعقول ہے، اس نے خیر القرون کی کوئی قدر نہیں پہچانی، اور غائب کو حاضر پر قیاس کرنے کی غلطی کی۔

واضح رہے کہ امام صاحب یا دوسرے ائمہ کی تقلید کا رد کرنا، بالخصوص سنت صحیحہ کے معارض اور حدیث محکم کے مخالف ان کے قول کا انکار کرنا دوسری بات ہے، اور عالی قدر ائمہ کا نقص بیان کرنا امر دیگر ہے، پہلا حق صریح ہے، اور دوسرا باطل وقبیح، باایں ہمہ ان ائمہ اور دوسرے ائمہ مجتہدین کی طرف سے بہت سے صحیح عذر شروع کتاب میں شیخ الاسلام کی زبان سے بیان ہو چکے ہیں، ان تمام عذروں کے باوجود ان بزرگان دین کے فضل کبیر میں اب کون سی تقصیر کی گنجائش باقی ہے؟

اس میں شک نہیں ہے کہ بعض مقلدین حنفیہ اس باب میں ایسا زعم کرتے ہیں کہ ان ائمہ کی تقلید کا منکر ان کی تحقیر کرنے والا ہے، حالانکہ ایسی بات نہیں ہے اور لازم مذہب مذہب نہیں ہوگا، اگر کسی جاہل نے جو حضرت امام ہمام کے فضائل سے غافل اور زیور نصاف سے عاری ہے، ایسا کیا ہے تو اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اپنے نامۂ عمال کو سیاہ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کیا ہے۔

واذا أتتك مذمتي من ناقص
فهي الشهادة لي بأني كامل

(جب کوئی ناقص شخص تم سے میری برائی بیان کرے تو یہ میرے کامل ہونے کی دلیل ہے)

ظاہر بات یہ ہے کہ اس باب میں عام شور وشغب کا باعث یہی مقلدین حضرات

اسی طرح ہمارے دل بعض سنت کی اتباع کے لئے نرم ہو جائیں اور حسب خواہشات وعادات بعض احادیث قبول کرنے سے گریز اور نفرت کریں، کیونکہ یہ روش راہ راست سے خروج اور مغضوب علیہم اور الضالین کی راہ کی طرف رجوع کے ہم معنی ہے، اللہ تعالی ہمیں بخیر وعافیت اپنے محبوب وپسندیدہ قول وعمل کی توفیق بخشے ، یہ دعا ہمارے لئے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لئے ہے۔

خلاصۂ کلام

یہ سب باتیں رفع الملام عن الائمۃ الأعلام میں مذکور ہیں، اور خلاصہ کلام اس جگہ یہ ہے کہ ائمہ اسلام کے حق میں جاہلوں کی لعن طعن خواہ محدثین کے بارے میں مقلدین کی طرف سے ہو، یا مجتہدین کے بارے میں متبعین کی جانب سے ہو، اس کی دو وجہیں وصورتیں ہیں، ایک ترک تقلید ائمہ، اس ترک کو امام کے حق میں تارک کی بدگمانی کا سبب سمجھتے ہیں، اور اسی کے مثل مقلدین پر غیر مقلدین کا طعن ہے کہ وہ صحیح حدیث پر عمل اس لئے ترک کردیے کہ وہ ائمہ مجتہدین کے قول کے مخالف ہے، اور اس کو بھی اپنے ائمہ کی طرف منسوب جانتے ہیں، اس بنا پر اپنے مخالفوں کو گالی گلوج سے نوازتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض ایسے افعال کرنے کے بارے میں لعن طعن ہوتی ہے جن پر وعید آئی ہے، اور بعض ائمہ سے ان کا صادر ہونا معلوم ہے۔

پہلے امر کا جواب وہی عذروں ومجبوریوں کے اسباب ہیں جو مذکور ہو چکے ہیں، عذروں کے موجود ہوتے ہوئے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ بزرگان دین کو طعن وتشنیع کے شکنجہ میں کسے، کیونکہ ان لوگوں نے حدیث پر ترک عمل ہرگز نفسانیت اور جاہلی حمیت وعصبیت کی راہ سے نہیں کیا ہے، جیسا کہ ان کے بعد والے لوگ صحیح عذروں اور جائز سببوں کے وجود کے بغیر کرتے ہیں۔

دوسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ ان ائمہ کو وعید لاحق نہیں ہوتی ہے، اس کے وجوہ واسباب اس کتاب میں بالتفصیل پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

بہر حال ملت اسلامیہ کے جملہ اکابران بے خبر جاہلوں اور شوریدہ سر احمقوں کی لعن طعن سے محفوظ ہیں، یہ بزرگان ملت چاہے ائمہ اربعہ مجتہدین ہوں، یا محدثین کا گروہ، یا صالح متصوفین کی جماعت، یا دوسرے متقدمین کا طبقہ ہو۔

ائمہ اربعہ

اکابر ملت جو ہم سے صد ... ون کا تھوڑا یا زیادہ حصہ پائے تھے ان میں ائمہ ار ... امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمہ اللہ اول مجتہد ہیں، دو ... رے امام شافعی اور چوتھے امام احمد ہیں، یہ چاروں ... رن میں تھے، کیونکہ امام اعظم کی وفات ۱۵۰ھ میں ... واقع ہوئی تھی، امام شافعی کی ولادت امام اعظم کے ... ، اور امام احمد ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے (☆)، جیسا ک ... یا ہے۔

حدیث عمران بن حصین :

"قال رسول اللہ ﷺ ... یلونهم ثم الذین یلونهم" الحدیث. (۷۳) (میری امت کے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں، پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں)

جلب المنفعة فی الذب عن الائمة المجتهدین الأربعة

اردو ترجمہ

ائمہ اربعہ کا دفاع اور سنت کی اتباع

تالیف

امام اعظم

اس حدیث میں لفظ "قرنی" کو اگر حیات نبوت کے زمانے کے ساتھ مخصوص رکھیں، جیسا کہ بعض بڑے علماء کا مسلک ہے، تو صحابہ وتابعین کے دو زمانے باقی رہتے ہیں، (یعنی تابعین تک خیر القرون محدود ہوگا) اور جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ امام اعظم کے

(☆) اصل کتاب میں لکھا ہے: "وفات امام اعظم در سنہ پنجاہ وشش بود، وفات امام مالک در سنہ ہفتاد ونہ، وامام احمد در سنہ شصت وچہار متولد گشتہ" عبارت میں دو خطا ہوئی ہے، اول یہ کہ تینوں جگہ سنین میں لفظ "یک صد" فروگذاشت ہوا ہے، دوسرے یہ کہ امام اعظم کے سن وفات میں پنجاہ کے بعد "شش" غلط ہے، یعنی ان کا سن وفات ۱۵۰ھ ہے۔ (اصل کتاب ص: ۵۸) مترجم۔

(۷۳) بخاری فضائل: ۳۶۵۰، مسلم فضائل ۲۵۳۵۔

غیر مقلدین نواب صدیق حسن خان کے نزدیک رافضی ہیں

غیر مقلدین کے پیشوا نواب صدیق حسن خان کے بیٹے سید علی خان اپنے والد کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

اس زمانہ کے آفات میں سے ایک آفت یہ بھی ہے کہ تقلید کے ردو قدح میں حضرات ائمہ عظام تک طعن و تشنیع کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور یہ ایک بد بختی او صریح گمراہی ہے۔ چند بدنام لوگ سلفِ صالحین کے رسوا کرنے میں اپنے منہ کو اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کرتے ہیں۔ (ونعوذ باللہ من الخذلان) اگر کوئی متبع کسی امام یا عالم پر باتعیین طعن و قدح کرتا ہے تو وہ مغتاب ہے اور غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔ جب احاد امت کی غیبت کرنا حرام ہے تو پھر جو ائمہ و علماء آخرت ہیں جو شخص ان کی غیبت کرتا ہے تو اس کا لعن و طعن اسی مغتاب پر عود کرتا ہے۔ یہ (یعنی ائمہ کے خلاف زبان درازی کرنا۔ از راقم) مذہب رفض کا شیوہ ہے نہ مذہب اہل سنت

(مآثر صدیقی حصہ چہارم ص 22,23)

احتیاط کرتا ہوں اگر کسی مسئلہ میں مجکو تصریح شارع نہیں ملتی تو میں اسپر عمل کرنے سے متوقف ہوجاتا ہوں۔ اقدام نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ کوئی نص یا اجماع اور قیاس جلی مجکو اسپر مجانے الرائے فی الدین تحریف و فی القضاء مکرمت بلکہ جو شخص عالم اور عابر کتاب و سنت کا ہوتا ہو وہ اجماع و قیاس جلی کا بھی محتاج نہیں ہوتا وہ خود کلیات و عمومیات اوس سے مسئلہ کا حکم استنباط کرلیتا ہے اسپر اجتہاد غیر لازم نہیں آتا۔

ردو قدح و طعن و تشنیع و مناظرہ و مکابرہ

والا جاہ لکھتے ہیں کہ از آفات آخر این زمان ست کہ این مثلاً در رد تقلید بے رد و طعن تا ائمہ می رسد و ذلک ہو الضلال المبین۔ یعنی اس زمانہ کے آفات میں سے ایک یہ آفت بھی ہے کہ تقلید کے رد و قدح میں حضرات ائمہ عظام تک طعن و تشنیع کا دروازہ کھولدیا جاتا ہے۔ اور یہ ایک بدبختی اور صریح گمراہی ہے۔

چند بدنام لوگ سلف صالحین کے رسوا کرنے میں اپنے منہ کو اپنے نامۂ اعمال کی طرح سیاہ کرتے ہیں۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔ اگر کوئی متبع کسی امام یا عالم پر باتعیین طعن و قدح کرتا ہے۔ تو وہ مغتاب ہے اور غیبت

جلب النقد صفحہ ۵ ، اتقار المنن صفحہ ۶۵

زنا سے بھی بدتر ہے جب احاد امت کی غیبت کرنا حرام ہے تو پھر جو ائمہ و علماء آخرت ہیں جو شخص انکی غیبت کرتا ہے تو اسکا لعن و طعن اسی مغتاب پر عود کرتا ہے۔ یہ مذہب رفض کا شیوہ ہے نہ مذہب اہل سنت کا۔

مسلمان طالب آخرت کو اسقدر کافی ہے کہ وہ علم حق حاصل کرسکے ...

بہرحال جو شخص علم محض خدا اور آخرت کے لیے حاصل کرتا ہے وہ ہرگز

شمول امام اعظم رحمہ اللہ آئمہ اربعہ کی توہین، دشمنی، گستاخی کسی مسلمان کا کام نہیں ہے بلکہ بے دینی ہے

امام اعظم ابو حنیفہؒ کو گمراہ اور مشرک ثابت کرنیوالے غیر مقلدین جاہل اور نادان ہیں! غیر مقلدین کا اپنا فتوی

غیر مقلدین کے محدث فتاوی کمیٹی کے نزدیک جو لوگ امام ابو حنیفہؒ کو کافر اور مشرک کہتے ہیں اور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ لوگ جاہل ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کے مناقب سے ناواقف ہیں
عجیب بات یہ ہے کہ اسی محدث کمیٹی کے محدث فورم میں امام صاحبؒ کو گمراہ اور مشرک ثابت کیا جاتا ہے۔ تو محدث فورم کے غیر مقلد ممبران اپنی ہی محدث کمیٹی کے نزدیک جاہل ثابت ہوئے
محدث فورم کے غیر مقلدین کے ساتھ ساتھ فیس بک کے جاہل غیر مقلدین جو امام صاحبؒ کو گمراہ اور مشرک کہتے ہیں وہ بھی ان کے اپنے محدث کمیٹی کے فتوی سے ہی جاہل ثابت ہوئے۔

www.urdufatwa.com/index.php?/Knowledgebase/Article/View/6977/0/

امام ابو حنیفہ کے فضائل و مناقب

شروع از عبد الوحید ساجد بتاریخ: 26 September 2013 09:58 AM

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

آج کل فیس بک پر کچھ لوگ امام ابو حنیفہ کو کافر اور مشرک ثابت کرنے کی سر توڑ کر رہے ہیں اور نامعلوم حوالہ جات دینے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

ایسے لوگ جاہل اور امام ابو حنیفہ کے مناقب سے ناواقف ہیں، ان سے اجتہادی اختلاف تو ہو سکتا ہے، مگر اتنے شدید فتوے لگانا نادانی اور جہالت کی علامت ہے۔ آپ کی خدمات بڑی معروف اور شاندار ہیں۔ آپ ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ۔ امام مالک۔ امام شافعی امام احمد بن حنبل) میں ایک خاص ممتاز اور منفرد حیثیت کے حامل ہیں۔

معروف سیرت نگار علامہ ذہبیؒ (748ھ) اپنی کتاب "تذکرۃ الحفاظ" میں (جو ہزاروں بلکہ لاکھوں حدیثوں کے ماہر و حافظ اماموں (محدثین) کے ذکر میں ہے) آپ کی جلالت شان، امامت و فقاہت، اور فضل و کمال کو بڑے بڑے اساطین علم و فضل اور کبار فقہاء و محدثین کی شہادت سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"كان اماماً ورعاً عالماً عاملاً متعبدا كبيرالشان."

آپ امام، متورع، عالم، عامل، متقی اور کبیر الشان انسان تھے۔

امام ابو حنیفہ کے مناقب و فضائل پر متعدد کتب لکھی جا چکی ہیں، جن کو یہاں بیان کرنے کا موقع نہیں ہے۔ اور جو لوگ ان کی شان میں یہ جسارت کر رہے ہیں، وہ نادانی اور جہالت کے سبب ہے۔ اللہ انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔

هذا ما عندی والله اعلم بالصواب

محدث فتوی

فتوی کمیٹی

زمرہ جات

امام بخاریؒ کا حوالہ اور امام ابو حنیفہؒ پہ اعتراض کا جواب غیر مقلدین کے گھر سے

غیر مقلدین نے امام بخاریؒ کا حوالہ دیا کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کو مرجئہ فرقہ میں شمار کرتے ہیں لیکن اسی کتاب کے حاشیہ میں حاشیہ نگار نے اس کا جواب دے دیا ہے کہ " نعیم بن حمادؒ امام ابو حنیفہؒ پہ طعن کرتے تھے اور ان کی امام ابو حنیفہؒ کے خلاف جتنی بھی روایات ہیں وہ سب جھوٹ ہیں، امام یحیٰ بن معین کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ حدیث میں ثقہ تھے "(تاریخ الکبیر، حاشیہ صفحہ 81، جلد 8)تو حاشیہ نگار نے امام بخاریؒ کے اعتراض کی مکمل وضاحت کر دی۔اس کے علاوہ غیر مقلدین کے مشہور عالم ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ "امام ابو حنیفہؒ کو مرجی کہنا ان پہ بہتان ہے اور امام بخاریؒ کے اعتراض کے بارے میں لکھتے ہیں کہ نعیم بن حمادؒ سنت کی تقویت میں حدیثیں بنا لیتے تھے اور امام ابو حنیفہؒ کی عیب گوئی میں جھوٹی حکایات بناتے تھے جو کہ سب جھوٹی ہیں، نعیم بن حمادؒ کی شخصیت ایسی نہیں کہ ان کی روایات کی بناء پہ امام ابو حنیفہؒ جیسے بزرگ کی بد گوئی کی جائے۔"(تاریخ اہلحدیث، صفحہ 64،63،62)۔تو امام بخاریؒ کے اعتراض کا جواب خود غیر مقلدین کے عالم نے دے دیا۔

التاریخ الکبیر ٨١ قسم ٢ – ج ٤

٢٢٥٣ – نعمان بن ثابت ابو حنیفة الكوفى مولى لبنى تيم الله بن ثعلبة روى عنه عباد بن العوام وابن المبارك وهشيم ووكيع ومسلم بن خالد وابو معاوية والمقرى كان مرجئا سكتوا (عنه و – ١) عن رأيه وعن حديثه ، قال ابو نعيم مات ابو حنيفة سنة خمسين ومائة (٢) .

باب نافع

٢٢٥٤ – نافع بن عتبة بن ابى وقاص القرشى الزهرى ابن اخى سعد ، قال موسى بن اسمعيل نا ابو عوانة نا عبد الملك بن عمير

(١) من قط (٢) ذكر فى التاريخ الصغير ص ١٧٤ اثرا من طريق نعيم بن حماد فيه طعن شنيع على الامام ابى حنيفة رحمه الله تعالى ونعيم بن حماد معروف بالميل الشديد على اهل الرأى واما سهم رحمه الله حتى انهم يوضع حكايات فى ذلك كما فى ترجمة نعيم من التهذيب (١٠ – ٤٦٢) ولفظه « وقال غيره » كان يضع الحديث فى تقوية السنة وحكايات فى ثلب ابى حنيفة كلها كذب » وليس لذلك الاثر ذكر فى التاريخ الكبير واما ما ذكره الامام البخارى رحمه الله هنا فهذا قوله وقد اثنى كثير من ائمة الحديث واثقه على الامام ابى حنيفة رحمه الله تعالى قال ابن معين « كان ابو حنيفة ثقة فى الحديث » وعنه قال « كان ابو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث الا بما يحفظه ولا يحدث بما لا يحفظ » وعن ابن المبارك « افقه الناس ابو حنيفة ما رأيت فى الفقه مثله » وعن يحيى القطان قال « لا نكذب الله ما سمعنا احسن من رأى ابى حنيفة وقد اخذنا باكثر اقواله » وقال الامام الشافعى « الناس عيال فى الفقه على ابى حنيفة » وراجع تهذيب التهذيب (١٠ – ٤٥٠) وختم الحافظ ابن حجر رحمه الله الترجمة بقوله « ومناقب الامام ابى حنيفة كثيرة جدا فرضى الله عنه واسكنه الجنة آمين » . اليمانى .

تاریخ اہلحدیث ۹۴

(۵) ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ربما اخطأ و وھم یعنے ابن حبان نے اس کو ثقات میں لکھا ہے اور باوجود اس کے، کہا وہ خطا بھی کرتا تھا اور وہم بھی۔

(۶) اسی طرح امام ابو داؤدؒ کہتے ہیں نعیم کی بیس احادیث ہیں جن کی کوئی اصل نہیں۔ خلاصۃ الکلام یہ کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بنا پر حضرت امام ابو حنیفہؒ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں جن کو حافظ شمس الدین ذہبیؒ جیسے ناقد رجال امام اعظم کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ البدایہ میں آپ کی نہایت تعریف کرتے ہیں اور آپ کے حق میں لکھتے ہیں۔ احد ائمۃ الاسلام والسادۃ الاعلام واحد ارکان العلماء واحد الائمۃ الاربعۃ اصحاب المذاہب المتبوعۃ۔ نیز امام یحییٰ بن معینؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپ (امام ابو حنیفہ) ثقہ تھے۔ اہل الصدق سے تھے۔ کذب سے متہم نہ تھے۔ نیز عبد اللہ بن داؤد حریبی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نماز میں امام ابو حنیفہؒ کے لئے دعا کیا کریں۔ کیونکہ انہوں نے ان پر فقہ اور سنن نبویہ کو محفوظ رکھا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۰)

ایمان میں کمی بیشی

تاریخ اہلحدیث

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

الکتاب انٹرنیشنل

غیر مقلدین کے مشہور عالم ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ "امام ابو حنیفہؒ کو مرجی کہنا ان پہ بہتان ہے اور امام بخاریؒ کے اعتراض کے بارے میں لکھتے ہیں کہ نعیم بن حمادؒ سنت کی تقویت میں حدیثیں بنا لیتے تھے اور امام ابو حنیفہؒ کی عیب گوئی میں جھوٹی حکایات بناتے تھے جو کہ سب جھوٹی (ہیں)" (تاریخ اہلحدیث، صفحہ 63،62)

فارسی میں نماز پڑھنا، امام ابو حنیفہؒ پہ الزام کا جواب غیر مقلدین کے گھر سے

غیر مقلد حضرات امام ابو حنیفہؒ پہ الزام لگاتے ہیں کہ ان کے نزدیک فارسی میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس بات کا جواب غیر مقلدین کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی نے اپنے فتاوی میں تفصیل سے دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

اس مسئلہ میں امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف ہے مگر صاحبین کا قول عند الحنفیہ مفتی بہ اور قابل اعتماد کے ہے اور امام اعظم کا قول غیر مفتی بہ اور لائق اعتماد کے نہیں ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ امام ممدوح کے نزدیک فارسی وغیرہ زبان میں قرآن پڑھنا نماز میں لاچاری اور غیر لاچاری دونوں حالت میں درست ہے اور صاحبین کے نزدیک فارسی وغیرہ زبان میں قرآن پڑھنا نماز میں جائز نہیں ہاں لاچاری کے وقت درست ہے مگر پڑھنے والا اس صورت میں گنہگار ہوگا لمخالفۃ المتوارثہ اور امام صاحب نے اپنے اس قول سے رجوع کر کے صاحبین کے قول کو اختیار کیا ہے پس اب ائمہ ثلثہ میں سے کسی کے نزدیک غیر لاچاری کی حالت میں نماز کے اندر فارسی وغیرہ زبان میں قرآن پڑھنا درست نہیں۔ (فتاوی نذیریہ، جلد 1 صفحہ 529،530،531)

غیر مقلدو! اگر تمہارے نزدیک امام اعظمؒ نے اپنے موقف سے رجوع نہیں کیا تو پھر تسلیم کرو کہ تمہارا شیخ الکل نذیر حسین دہلوی جھوٹا تھا جس کے نزدیک امام صاحبؒ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا۔

امام ابو حنیفہؒ کو مرجئیہ کہنا بہتان ہے، غیر مقلد عالم ابراہیم سیالکوٹیؒ کا اعلان حق

غیر مقلد حضرات امام ابو حنیفہؒ پہ مرجئیہ ہونے کا الزام لگاتے ہیں لیکن غیر مقلدین کے مشہور عالم ابراہیم میر سیالکوٹیؒ امام ابو حنیفہؒ کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "بعض مصنفین نے امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کو رجال مرجئیہ میں شمار کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔ علماء نے اس کا جواب کئی طریقے سے دیا ہے، اول یہ کہ یہ آپؒ پہ بہتان ہے، آپؒ مخصوص فرقہ مرجئیہ سے نہیں ہوسکتے" (تاریخ اہلحدیث، صفحہ 57،56،58)

یہ ہے قرار بالصفات اور انکار بالصفات کے متعلق مختصر تشریح جو ہم نے بہت سی کتب کلامیہ کی ورق گردانی اور ان میں غور و خوض کرنے سے سمجھی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

رجوع بمطلب اس نزاع نے ایک دوسرے کی تکفیر تک نوبت پہنچائی۔ حتی کہ فتنہ کی آگ میں ہیزم کشی کا کام دیا۔ جس کی تفصیل مختصراً حسب ذیل ہے۔

تتمہ فرقہ مرجئیہ تاریخی سلسلہ کے ضمن میں فرقہ مرجئیہ کی ابتدا اور اس کے باقی اور اس کے مختلف مسائل کی نسبت کہ ارجاء کا اطلاق بحسب لغت کس کس مسئلہ پر ہو سکتا ہے۔ مختصراً ذکر ہو چکا ہے اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ اس کی بعض صورتیں ائمہ اہل سنت کے نزدیک قابل اعتراض نہیں ہیں۔ البتہ مرجیہ خالصہ کا یہ قول کہ ایمان کے ہوتے معاصی و کبیرہ گناہ مضر نہیں ہیں۔ سراسر باطل اور قابل اعتراض ہے۔

اس موقع پر اس شبہ کا حل بھی نہایت ضروری ہے کہ بعض مصنفین نے سیدنا امام ابو حنیفہؒ کو بھی رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ آپ اہل سنت کے بزرگ امام ہیں۔ اور آپ کی زندگی اعلیٰ درجہ کے تقویٰ اور تورع پر گذری۔ جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔

ارجاء اور امام ابو حنیفہؒ بے شک بعض مصنفین نے خدا ان پر رحم کرے امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے شاگردوں امام ابو یوسف امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد رحمہم اللہ کو رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے۔ جس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اور حضرت امام صاحب ممدوح کی طرز زندگی پر نظر رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے اسے خوب اچھالا ہے۔ لیکن حقیقت رس علماء نے اس کا جواب کئی طریق پر دیا ہے۔

اول۔ یہ کہ آپ پر یہ بہتان ہے۔ آپ مخصوص فرقہ مرجیہ میں سے نہیں ہو سکتے جو آپ سے تقویٰ و طہارت پر زندگی بسر کرتے۔ حوالجات ذیل ملاحظہ ہوں۔

(۱) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ منہاج السنۃ میں فرماتے ہیں۔

کما ان ابا حنیفۃ وان کان الناس ... جس طرح کہ گو بہت لوگوں نے کئی مسائل میں

اَبو حنیفہ۔۔ مرجی تھا

امام ابو اسحاق الفزاری نے کہا ابو حنیفہ مرجی تھا اور مسلمانوں کا قتل جائز سمجھتا تھا۔ (یعنی خارجی تھا) (کتاب الضعفاء للعقیلی ۴/۱۴۱۰)

کتاب الضعفاء

غیر مقلد عالم ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب نے اپنی کتاب تاریخ اہلحدیث میں تفصیل سے امام ابو حنیفہؒ پہ لگائے جانے والے تمام الزامات کا دفاع کیا ہے اور آخر میں یہ تسلیم کیا ہے کہ "ائمہ کرام کی بے ادبی اور توہین کرنا دنیا اور آخرت دونوں جہاں کے نقصان کا باعث ہے۔ (تاریخ اہلحدیث، صفحہ 72) ان مشہور غیر مقلد عالم کا امام ابو حنیفہ کا دفاع کرنا موجودہ دور کے ان تمام غیر مقلدین کے منہ پر طمانچہ ہے جو امام ابو حنیفہؒ کی توہین اور بے ادبی کرتے ہیں اور ان پہ کفر اور شرک کے جھوٹے فتوے لگاتے ہیں۔

کیاامام ابوحنیفہؒ کے نزدیک خنزیر حلال ہے؟ غیر مقلدین کے اعتراض کا جواب غیر مقلدین کے گھر سے

غیر مقلدین اکثر امام بخاریؒ کی کتاب جزء القرآۃ سے ایک حوالہ پیش کر کے امام ابو حنیفہؒ پہ اعتراض کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بری خنزیر حلال ہے۔ حالانکہ وہاں امام بخاریؒ نے امام ابو حنیفہؒ کا نام نہیں لکھا اور نہ ہی خنزیر کو حلال کہنے والے کا نام موجود ہے۔ غیر مقلدین کے مشہور محدث زبیر علی زئی نے جزء القرآۃ کی تحقیق میں لکھا ہے کہ "خنزیر کو حلال قرار دینے والے کا نام موجود نہیں ہے۔ اس سے مراد امام ابو حنیفہؒ نہیں ہیں کیونکہ یہ مروی ہے کہ وہ خنزیر بری کو حرام سمجھتے تھے بلکہ خنزیر بحری (ڈولفن مچھلی) بھی ان کے نزدیک بقول دمیری حرام ہے۔ خنزیر بری کو حلال سمجھنے والا کوئی مجہول شخص ہے۔" (نصر الباری، صفحہ 199) تو زبیر علی زئی کے اس حوالے سے ثابت ہو گیا کہ خنزیر کو حلال کہنے والے امام ابو حنیفہؒ نہیں بلکہ کوئی مجہول شخص ہے۔ دوسری طرف غیر مقلدین کے نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ " خنزیر کے حرام ہونے سے اس کا ناپاک ہونا ثابت نہیں جیسا کہ ماں حرام ہے مگر ناپاک نہیں۔" (بدور الاہلہ، صفحہ 16) اس کے علاوہ غیر مقلدین کے معتمد امام شوکانی ایک حدیث کی تحقیق میں کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ حدیث بحری خنزیر اور کتا کے بھی حلال ہونے کی دلیل ہے۔" (نیل الاوطار، جلد 1 صفحہ 27) تو غیر مقلدین کے امام ابو حنیفہؒ پہ اس اعتراض کا جواب غیر مقلد عالم سے ہی مل گیا اور اس کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین سے گزارش ہے کہ نواب صدیق حسن خان اور امام شوکانی کے ان حوالوں پہ بھی نظر کرم فرمائیں جن کے نزدیک بحری خنزیر اور کتا حلال ہے اور خنزیر ماں کی طرح پاک ہے۔ غلام خاتم النبیین ﷺ محسن اقبال

199 جزء القراءة

قِفَـافٌ وَالَّذِيْ يَحْتَجُّ عَلَى قَوْلِ الرَّسُوْلِ ﷺ وَهُوَ اَنْ لَا صَلَاةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

جو شخص رضاعت پوری کرانا چاہتا ہو تو (اس کی مطلقہ بیوی) دو سال دودھ پلائے اور یہ شخص خنزیر کو حلال سمجھتا ہے اور مسلمانوں کے قتل عام کے جواز کا قائل ہے اور یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ اللہ کا حکم (امر) پہلے اور بعد میں (سب) مخلوق ہے۔ یہ شخص نماز کو دین نہیں سمجھتا۔۔۔۔ تم لوگوں نے اس اور اس جیسے لوگوں کی بات کو اتفاق بنا دیا ہے اور ۔۔۔ قول رسول ﷺ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

(۱۵۰) ((حسن)) مکحول اور حرام بن حکیم کی روایت گزر چکی ہے۔ دیکھئے ح ۶۸۔

تحقیق: خنزیر کو حلال قرار دینے والے کا نام معلوم نہیں ہے۔ اس سے مراد امام ابوحنیفہ نہیں ہیں کیونکہ یہ مروی ہے کہ وہ خنزیر بری کو حرام سمجھتے تھے بلکہ خنزیر بحری (ڈولفن مچھلی) بھی ان کے نزدیک بقول دمیری (متوفی ۸۰۸ھ) حرام ہے۔ [دیکھئے حیاۃ الحیوان ۱/۳۳۹]

امام شافعی ڈولفن مچھلی کو حلال سمجھتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خنزیر بری کو حلال سمجھنے والا کوئی مجہول شخص ہے۔ تاہم یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ امام ابوحنیفہ مسلمانوں کے خلاف خروج کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ دیکھئے کتاب السنہ لعبداللہ بن احمد (۲۳۳ وسندہ صحیح) حنفیوں کے معتمد علیہ ۔۔۔ کہتے ہیں:

"أَوَّلُ مَنْ قَالَ الْقُرْآنُ مَخْلُوْقٌ أَبُوْ حَنِيْفَةَ، يُرِيْدُ بِالْكُوْفَةِ" کوفہ میں سب سے پہلے قرآن کو مخلوق ابوحنیفہ نے کہا ہے۔ (المجروحین لابن حبان: ۳/۶۳، ۶۵ وسندہ صحیح إلی أبي یوسف ورواہ عبداللہ بن احمد في السنۃ: ۲۳۶) (والخطیب في تاریخ بغداد: ۱۳/۳۸۵ مِنْ طُرُقٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِي يُوْسُفَ بِهِ وَانْظُرِ الْأَسَانِيْدَ

ابوحنیفہ کے نزدیک بری خنزیر حلال ہے

۱۶

الغنية لطالبي طريق الحق

(فصل) وأما قيام جميع الليل، فعمل الأولياء الذين سبقت لهم منه العناية، وأفيضت لهم الرعاية، وأحيط على قلوبهم بالتوفيق ونور الجلال ثم الجمال، فجعل القيام بالليل لهم مرغبة ونهمة، فلم يسأمه منهم مولاهم عز وجل حتى اللقاء. وقد روي عن عثمان بن عفان رضي الله عنه أنه كان يحيي الليل بركعة واحدة يختم فيها القرآن وقدمنا ذكره، وذكر عن أربعين رجلاً من التابعين أنهم كانوا يحيون الليل كله، ويصلون صلاة الغداة بوضوء العشاء الآخرة أربعين سنة، صبغ الليل عليهم والنهار، منهم سعيد بن جبير، وصفوان بن سليم، وأبو حازم ومحمد بن المنكدر من أهل المدينة، وفضيل بن عياض، ووهب بن الورد من أهل مكة، وطاوس ووهب بن منبه من أهل اليمن، والربيع بن خيثم، والحكم من أهل الكوفة، وأبو سليمان الداراني، وعلي بن بكار من أهل الشام، وأبو عبد الله الخواص، وأبو عاصم من أهل عبادان، وحبيب أبو محمد وأبو جابر

السلماني من أهل فارس، ومالك بن دينار، وسليمان التيمي، ويزيد الرقاشي، وحبيب بن أبي ثابت، ويحيى البكاء من أهل البصرة، وغيرهم ممن يطول ذكرهم، رحمة الله عليهم ورضوانه.

امام ابو حنیفہؒ پہ حدیث کی مخالفت کے الزام کا جواب غیر مقلد عالم محمد گوندلوی کی زبان سے

غیر مقلدین اکثر امام ابو حنیفہؒ پہ الزام لگاتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ احادیث کو رد کرتے تھے یا حدیث کی مخالفت کرتے تھے۔ غیر مقلدین کے اس الزام کا جواب غیر مقلدین کے عالم محمد گوندلوی نے اپنی کتاب "دوام حدیث" میں تفصیل سے دیا ہے۔ محمد گوندلوی اپنی کتاب میں "امام ابو حنیفہؒ اور حدیث کے متعلق ان کے اقوال" کا عنوان دے کر لکھتے ہیں کہ " امام ابو حنیفہؒ حدیث کو اسی طرح مانتے تھے جس طرح دوسرے ائمہ مانتے ہیں۔۔۔ بعض جگہ امام ابو حنیفہؒ سے بعض احادیث کے متعلق الفاظ مروی ہیں کہ یہ حدیث "رجز" یا "ہذیان" ہے یہ سراسر غلط ہے۔۔۔ ان کی سندیں صحیح نہیں۔ اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "امام بخاریؒ نے امام ابو حنیفہؒ کو جو "ضعفاء" میں شمار کیا ہے اس کی وجہ یہ نہیں کہ امام صاحب حدیث کو رد کر دیتے تھے بلکہ اس لئے ضعیف کہا ہے کہ محدثین کو جس قسم کے حافظہ کی ضرورت ہوتی ہے ان کے خیال میں وہ اس معیار پہ پوری نہیں اترتے۔ حافظ ابن حجرؒ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو ثقہ کہنے والے جرح کرنے والوں سے زیادہ ہیں"۔ (دوام حدیث، جلد 1 صفحہ 329 تا 339) تو محمد گوندلوی کے ان حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ امام ابو حنیفہؒ پہ حدیث کی مخالفت اور حدیث کو رد کرنے کا الزام لگانا غلط ہے۔ محمد گوندلوی کا یہ حوالہ غیر مقلدین کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ غلام خاتم النبیین ﷺ، محسن اقبال

امام ابو حنیفہ اور حدیث کے متعلق ان کے اقوال

امام ابو حنیفہ حدیث کو اسی طرح مانتے تھے، جس طرح دوسرے ائمہ مگر منکرین حدیث ان کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش میں ہیں۔ وہ اقوال جو آپ سے بعض احادیث کے خلاف صادر ہوئے ہیں، ان سے سند لکھواتے ہیں، اور ان کی اس روش کو بھول جاتے ہیں، جو انھوں نے احادیث پر عمل کرنے میں اختیار فرمائی ہے۔

پہلا قول

بعض جگہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بعض احادیث کے متعلق اس قسم کے الفاظ مروی ہیں کہ یہ حدیث "رجز" یعنی شعر ہے یا یہ حدیث "ھذیان" (بکواس) ہے۔● ان کو اپنی بات کی سند میں پیش کرتے ہیں۔ اور یہ بات سراسر غلط ہے، کیونکہ جن روایات میں یہ لفظ وارد ہوتے ہیں، ان کی سندیں صحیح نہیں، پھر ان کا یہ مطلب نہیں کہ حدیث تو صحیح ہے، مگر حدیث چونکہ سند نہیں، سند صرف قرآن ہے، اس لیے یہ بکواس ہے، بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں، کیونکہ یہ فلاں حدیث کے خلاف ہے، جو صحیح ہے، اور اس حدیث کو صحیح نہ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ آپ اس حدیث کی اس سند کو نہیں جانتے جو بالکل صحیح ہے، یہ ایک اجتہادی غلطی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ مسلک نہیں کہ حدیث کو رائے پر مقدم کرنا چاہیے، بہت جگہ فقہ میں یہ آتا ہے کہ یہ حدیث رائے کے خلاف ہے۔ اس لیے اپنے مورد پر بند رہے گی● یہ کہنا کہ "حدیث تو صحیح ہے، مگر میری رائے کے خلاف ہے اس لیے میں نہیں مانتا"

● المجروحین لابن حبان: ۳/۰۷۰۳، تاریخ بغداد: ۱۳/۰۳۸۱۳
● دیکھیں: كشف في شرح المكتاب: ۱/۱۰۸، بدائع الصنائع: ۱/۶۳۱، ہدایۃ: ۱/۲۶۲، حاشیۃ الطحاوی: ۲/۱۷۸۔

ساتواں قول

اسی طرح جو آپ سے مروی ہے کہ آپ نے کسی حدیث کو "حدیث خرافہ" کہا ہے● اس سے آپ کی غرض یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

امام بخاری نے جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو "ضعفاء" میں شمار کیا ہے، اس کی یہ وجہ نہیں کہ امام صاحب حدیث کو رد کر دیتے تھے، بلکہ اس لیے ضعیف کہا ہے کہ محدثین کو جس قسم کے حافظہ کی ضرورت ہے، ان کے خیال میں اس معیار پر وہ پورے نہیں اترے، حافظ ابن حجر نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ثقہ کہنے والے جرح کرنے والوں سے زیادہ ہیں،● زیادہ سے زیادہ ان میں یہی نقص نکالا گیا ہے

● الأسئلة لعبد الله بن أحمد: ۱/۲۰۷، (۳۳۲)، ۱/۲۲۹، (۳۶۹)، تاریخ بغداد: ۱۳/۳۹۸، ۴۰۰-۴۰۰۳۔ اس واقعہ کی سند "صحیح" ہے۔
● امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی امانت و دیانت مشہور ہے لیکن راوی حدیث کی حیثیت سے محدثین نے ان کو "ضعیف" قرار دیا ہے۔ جرح و تعدیل میں کسی راوی کے ثقہ یا ضعیف ہونے میں جارحین و معدلین کی کثرت کی بجائے اسباب جرح پر زیادہ نگاہ رکھی جاتی ہے لیکن اس حقیقت سے انکار بھی مشکل ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو بحیثیت راوی حدیث "ضعیف" کہنے والے محدثین کی تعداد "ثقہ" کہنے والوں سے کہیں زیادہ ہے۔ اور جن آئمہ سے توثیق مروی ہے، ان آئمہ تک زیادہ تر یہ اقوال صحیح سند سے ثابت نہیں ہیں۔ جب ہم کتب رجال میں دیکھتے ہیں تو کبار محدثین سے ان کی تضعیف ہی مروی ہے۔ جیسے امام شافعی، احمد بن حنبل، امام بخاری، مسلم، سفیان ثوری، ابن حبان، ابن عدی، امام احمد حاکم النیسابوری، عبد اللہ بن مبارک، یحییٰ بن معین، ابن عبد البر، نسائی اور دیگر ایسے کئی اساطین علم ہیں، جن سے جرح مفسر مروی ہے۔ جو توثیق کے مقابلہ میں راجح ہے۔ علامہ مقبل بن ہادی الوادعی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ کو "ضعیف" کہنے والوں کی تعداد چالیس (۴۰) سے زیادہ لکھی ہے۔ (نشر الصحيفة في ذكر الصحيح من أقوال أئمة الجرح والتعديل في أبي حنيفة) اور حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے جارحین کی تعداد ایک سو بیس (۱۲۰) کے قریب ذکر کی ہے۔ دیکھیں: الأسانيد الصحيحة في أخبار الإمام أبي حنيفة۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اہل حدیث ہونا

غیر مقلدین کے مناظر جماعت اور جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی کے ناظم تعلیمات فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عبدالکریم صاحب مدنی اپنی کتاب

احباب دیوبند کی جماعت اہل حدیث پر کچھ تازہ کرم فرمائیاں
کے صفحہ ۲۸/ پر

اجمالی جواب کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ:

چاروں امام بھی ہماری جماعت کے تھے وہ بھی قرآن و حدیث ہی کو مانتے تھے... (ہم) ان کو اہل حدیث مانتے ہیں۔

اسی طرح غیر مقلدوں کے شیخ العرب والعجم ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی صاحب فرماتے ہیں: ہم کسی بھی امام کو قرآن و حدیث کے خلاف ثابت نہیں کرتے۔ پھر تھوڑا آگے چل کر امام ابو حنیفہ کے قول "إذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ" کو نقل کر کے فرماتے ہیں

کہ: اس قول کے مطابق تو یہ ہمارا
مذہب ہوا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہمارے اہل حدیث ہوئے۔
(حق و باطل عوام کی عدالت میں صفحہ ۲۱ و ۲۲) اور غیر مقلد عالم محمد ابو القاسم سیفی بنارسی اپنی کتاب "مسلک اہل حدیث پر ایک نظر" کے صفحہ ۱۶/ پر لکھتے ہیں: امام اعظم اہل حدیث تھے اور دوسروں کو اہل حدیث بناتے تھے۔

اب علمائے غیر مقلدین سے سوال ہے کہ جب ائمہ اربعہ اہل حدیث اور قرآن و سنت کے متبع تھے
تو ان کے مقلدین کیوں اہل حدیث نہیں؟؟؟؟؟
اور وہ ان کی اتباع اور تقلید کرنے کے باوجود کیسے قرآن و سنت کے مخالف اور دشمن ہو گئے؟؟؟؟؟؟

قارئین کرام! یہی رضاء اللہ عبدالکریم مدنی صاحب اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۸/ پر لکھتے ہیں کہ:
ہم ان سب (اماماں دین، صحابہ کرامؓ اور خلفاء راشدینؓ) کی وہی باتیں مانتے ہیں جو قرآن و حدیث کے مطابق ہوتی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ہر کس و ناکس. ہر عالم و جاہل کو معلوم کیسے ہوتا ہے کہ فلاں مسئلہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے اور فلاں مسئلہ مخالف ہے؟
کیا ہر کس و ناکس جو ابجد ہوز سے بھی ناواقف ہو اور جو کبھی کبھی سلفی کو سالف کی جمع لکھ دیتا ہو
وہ قرآن و حدیث کی موافقت اور مخالفت کو پہچان سکتا ہے؟؟؟؟

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اہل حدیث ہونا

غیر مقلدین کے مناظر جماعت اور جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی کے ناظم تعلیمات فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عبدالکریم صاحب مدنی اپنی کتاب
احباب دیوبند کی جماعت اہل حدیث پر کچھ تازہ کرم فرمائیاں
کے صفحہ ۲۸ / پر
اجمالی جواب کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ:
چاروں امام بھی ہماری جماعت کے تھے وہ بھی قرآن و حدیث ہی کو مانتے تھے... (ہم) ان کو اہل حدیث مانتے ہیں۔
اسی طرح غیر مقلدوں کے شیخ العرب والعجم ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی صاحب فرماتے ہیں: ہم کسی بھی امام کو قرآن و حدیث کے خلاف ثابت نہیں کرتے۔ پھر تھوڑا آگے چل کر امام ابو حنیفہ کے قول "إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي" کو نقل کر کے فرماتے ہیں
کہ: اس قول کے مطابق تو یہ ہمارا
مذہب ہوا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہمارے اہل حدیث ہوئے۔
(حق و باطل عوام کی عدالت میں صفحہ ۲۱ و ۲۲) اور غیر مقلد عالم محمد ابوالقاسم سیفی بنارسی اپنی کتاب "مسلک اہل حدیث پر ایک نظر" کے صفحہ ۱۶ / پر لکھتے ہیں: امام اعظم اہل حدیث تھے اور دوسروں کو اہل حدیث بناتے تھے۔
اب علمائے غیر مقلدین سے سوال ہے کہ جب ائمہ اربعہ اہل حدیث اور قرآن و سنت کے متبع تھے
تو ان کے مقلدین کیوں اہل حدیث نہیں؟؟؟؟؟
اور وہ ان کی اتباع اور تقلید کرنے کے باوجود کیسے قرآن و سنت کے مخالف اور دشمن ہوگئے؟؟؟؟؟؟
قارئین کرام! یہی رضاء اللہ عبدالکریم مدنی صاحب اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ / پر لکھتے ہیں کہ:
ہم ان سب (اماماں دین، صحابہ کرامؓ اور خلفاء راشدینؓ) کی وہی باتیں مانتے ہیں جو قرآن و حدیث کے مطابق ہوتی ہیں۔
سوال یہ ہے کہ ہر کس و ناکس، ہر عالم و جاہل کو معلوم کیسے ہوتا ہے کہ فلاں مسئلہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے اور فلاں مسئلہ مخالف ہے؟
کیا ہر کس و ناکس جو ابجد ہوز سے بھی ناواقف ہو اور جو کبھی کبھی سلفی کو سالف کی جمع لکھ دیتا ہو
وہ قرآن و حدیث کی موافقت اور مخالفت کو پہچان سکتا ہے؟؟؟؟

جواب: اس قسم کی باتیں لوگوں میں اس سے پہلے معروف نہیں تھیں مگر بعض جاہلوں نے دو دن ہوئے فضائی چینلز پر یہ فتنہ بپا کیا ہے، ورنہ لوگ اس کی کھوج ہی نہیں کرتے تھے۔ جی امام عبداللہ بن امام احمد رحمہا اللہ کی کتاب السنۃ میں امام ابو حنیفہ رحمہ
اللہ پر کلام ہے، جو حال میں اس میں داخل کر دیا گیا حالانکہ جو اس سے پہلے مطبوعہ نسخہ تھا اس میں ان میں سے کوئی بھی چیز نہیں تھی، لیکن اب ڈال دی گئی۔ ان سلف کا قصد جنہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر کلام کیا اس پہلو سے بھی تھا کہ آپ قیاس پر اعتماد
کرتے ہیں اور آپ کا غالباً انحصار قیاس پر ہوتا ہے۔ جس نے آپ پر مؤاخذہ کیا ہے تو وہ بس اس بات کا کیا ہے کہ آپ قیاس کو (بہت) لیتے تھے۔ حالانکہ اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ قیاس ایک شرعی دلیل ہے، کیونکہ دلائل کے اصول یہ ہیں
کتاب وسنت، اجماع وقیاس"۔ لیکن آئمہ کرام قیاس کی طرف نہیں جاتے الا یہ کہ اس کی ضرورت ہو یعنی جب کتاب وسنت اور نہ ہی اجماع سے کوئی دلیل ملے تو پھر وہ قیاس کا کہتے ہیں۔ جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ قیاس کے معاملے میں کچھ وسعت اختیار
فرماتے ہیں، اسی چیز پر ان کا مؤاخذہ کیا گیا اور معیوب گردانا گیا کہ وہ قیاس میں کچھ زیادہ ہی وسعت اختیار فرماتے ہیں۔

بعض محققین نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے یہ جواب دیا ہے کہ بلاشبہ آپ عراق میں رہتے تھے اور وہ فتنوں کا وقت تھا، اس دور میں جھوٹ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احادیث وضع کرنا بڑی شدت سے پھیل گیا تھا، اسی لیے آپ
قیاس پر اعتماد کیا ان وضاعین (حدیثیں گھڑنے والوں) اور کذابین (جھوٹوں) کے خوف سے، کیونکہ جھوٹ عراق میں بہت پھیلا ہوا تھا، برخلاف حجاز یعنی مکہ مدینہ کے، کیونکہ یہاں اہل روایت واہل حدیث وماہرین تھے، جبکہ عراق میں جب فرقوں
بہتات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ اور وضع کی بھی کثرت ہوگئی، پس اس صورتحال میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قیاس پر اعتماد فرمایا (اور اسی میں عافیت جانی)۔ یہ تھا وہ سبب جس کی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قیاس میں
وسعت اختیار فرمائی۔ بلاشبہ آپ ایک جلیل القدر امام ہیں، اور آئمہ اربعہ میں سے سب سے پہلے ہیں، آپ نے تابعین عظام رحمہم اللہ سے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم حاصل فرمایا۔ پس بے شک آپ ایک جلیل القدر امام ہیں
اور آپ کے عقیدے اور دین کے تعلق سے کوئی کلام نہیں (کہ وہ غلط تھا)، انہوں نے بس اس قیاس میں وسعت اختیار کرنے ہی پر مؤاخذہ فرمایا ہے، آپ رحمہ اللہ کا مؤاخذہ اس بات پر ہے۔ حالانکہ اس میں بھی آپ معذور تھے جیسا کہ ہم نے ذکر
کیونکہ آپ کے وقت میں جھوٹ اور وضع حدیث بہت افشاء ہو چکا تھا، خصوصاً عراق میں، پس آپ اس بات سے بہت ڈرتے
بہرحال ہم نہیں چاہتے کہ اس قسم کے مسائل پھیلائے جائیں۔ اور ہم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے محبت کرتے ہیں، وہ ہمارے امام ہیں، کیونکہ بلاشبہ وہ اہل سنت والجماعت میں سے ہیں، پس وہ ہمارے امام ہیں اور ہم کبھی بھی ان پر طعن نہیں کرتے

ج/ العلماء لا ... تصحناهم وقلنا
لهم، هذا لا يجوز، ... تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ
أَهْلِهَا ﴾ [النساء: ٥٨]، ... لا تُبلغ للناس
وتُنشر، فنصيحة و... ع عليها الناس،
والمنافقون سيتكلمو... هم سيتكلمون
في العلماء لأن النا... طع ألسنتهم إلا
الأدب الشرعي"[1].

الإجابات الفاضلة
على الشبهات الحاصلة
صالح بن فوزان الفوزان
عوض بن منظان العتيبي

بعض الناس با... ا صحيح؟
ج/ هذا هو ا... ن، أما الحديث
فهو صحيح، صحـ...

الشبهة السابعة والثلاثون

ما موقف طالب العلم مما جاء في بعض كتب الأئمة من الطعن الشديد على الإمام أبي حنيفة رحمه الله، كما يُذكَرُ في كتاب السنة للإمام عبد الله بن الإمام أحمد، وغير ذلك، وما هو الموقف منها؟

(١) قيل لأسامة بن زيد رضي الله عنه: ألا تدخل على عثمان فتكلمه؟ فقال: أترون أني لا أكلمه إلا أسمعكم؟ والله، لقد كلمته فيما بيني وبينه، ما دون أن أفتتح أمرًا لا أحب أن أكون أول من فتحه، ولا أقول لأحد، يكون علي أميرا: إنه خير الناس» رواه مسلم وفي رواية أخرى: «قيل لأسامة: لو أتيت فلانا فكلمته. قال: إنكم لترون أني لا أكلمه إلا أسمعكم؟ إني أكلمه في السر، دون أن أفتح بابا لا أكون من فتحه، ولا أقول لرجل إن كان علي أميرا: إنه خير الناس» رواه البخاري (٧٠٩٨) ومسلم (٢٩٨٩).
(٢) وقد سبق تخريج هذا الحديث: «ستفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة...»، وذكرنا كلام أهل العلم في أنه حديث صحيح.

ج/ هذا الكلام ما كان معروفًا عند الناس، إلا لمّا أثاره بعض الجهلة في بعض المحطات الفضائية من يومين، وإلا فالناس ما بحثوا في هذا، نعم في كتاب «السنة» لعبد الله ابن الإمام أحمد في آخره كلامٌ في أبي حنيفة، أُلحِقَ به أخيرًا، والنسخة المطبوعة سابقًا ليس فيها شيء من هذا، لكن أُلحِقَ هذا به أخيرًا، وقصد السلف الذين تكلموا في أبي حنيفة من ناحية أن أبا حنيفة يعتمد على القياس، فعمدته غالبًا على القياس، هذا مأخذ من أخذ عليه فقط أنه يأخذ بالقياس، والقياس لا شكَّ أنه دليل شرعي؛ لأن أصول الأدلة: هي الكتاب، والسنة، والإجماع، والقياس. لكن الأئمة لا يصيرون إلى القياس إلا عند الضرورة إذا لم يجدوا دليلًا من الكتاب والسنة، ولا من الإجماع، فيقولون: بالقياس، أما أبو حنيفة رحمه الله فإنه توسَّع في القياس. هذا الذي أخذوه عليه، وعابوه عليه أنه يتوسَّع في القياس.

وقد أجاب بعض المحققين عن أبي حنيفة رحمه الله أنه كان يعيش في العراق وقت الفتن، في وقت اشتدَّ الكذب ووضع الأحاديث على الرسول ﷺ، فهو صار يعتمد على القياس خوفًا من الوضّاعين والكذّابين؛ لأن الكذب انتشر في العراق، بخلاف الحجاز - مكة والمدينة - فهم أهل رواية، وأهل حديث وإتقان، أما في العراق فلمّا كثرت الفِرَق، وكثُرَ الوضع والكذب على رسول الله ﷺ، فأبو حنيفة رحمه الله اعتمد على القياس، هذا هو السبب في كون أبي حنيفة رحمه الله يتوسع في القياس، وهو إمام جليل بلا شكّ، وهو أقدم الأئمة الأربعة، أخذ عن التابعين، وقيل: أخذ عن الصحابة، فهو إمام جليل وليس فيه كلام من ناحية عقيدته ومن ناحية دينه، إنما أخذوا عليه توسعَهُ في القياس، هذا هو المأخذ عليه رحمه الله، وهو معذور كما ذكرنا؛ لأنه في وقته فشا فيه الكذب والوضع، لاسيّما في العراق، فهو تحاشا هذا الشيء، وعلى كل حال نحن لا نحب أن تثار هذه المسائل، ونحن نحب أبا حنيفة، وهو إمام لنا؛ لأنه من أئمة أهل السنة والجماعة، فهو إمام لنا ولا نطعن فيه أبدًا.

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا خواب میں اللہ کا دیدار کرنا اور غیر مقلدین کے اعتراض کا جواب

در مختار میں امام ابو حنیفہؒ کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ امام صاحبؒ نے اللہ کی خواب میں زیارت کی اور اس واقعے کو بنیاد بنا کر غیر مقلدین اعتراض کرتے ہیں کہ حنفیوں نے غلو کیا ہے، حنفی جھوٹے ہیں اور امام ابو حنیفہؒ بھی جھوٹے ہیں کیونکہ اللہ کی خواب میں زیارت نہیں ہو سکتی، جو یہ دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔وغیرہ وغیرہ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا اللہ کی خواب میں زیارت کا واقعہ صرف احناف نے نقل نہیں کیا بلکہ یہ واقعہ شیخ یوسف صالح الشافعیؒ نے اپنی کتاب "عقود الجمان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان" میں نقل کیا ہے جو کہ شافعی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا غیر مقلدین یہ اعتراف کریں گے کہ شیخ یوسف صالح شافعی بھی غلو کر رہے ہیں اور یہ واقعہ نقل کرنے کی وجہ سے کذاب ہیں ؟؟؟اس کے علاوہ امام احمد بن حنبلؒ کا اللہ کی خواب میں زیارت کا واقعہ امام ابن جوزیؒ کی کتاب " مناقب امام احمد بن حنبل " میں اور امام ذہبیؒ کی کتاب "سیر اعلام النبلاء " میں ذکر کیا گیا ہے۔اب غیر مقلدین سے سوال ہے کہ کیا امام احمد بن حنبل بھی کذاب ہیں ؟؟اور ان کا واقعہ نقل کرنے والے امام ابن جوزیؒ اور امام ذہبیؒ بھی کذاب ہیں ؟؟رہی بات کہ اللہ کی خواب میں زیارت ہو سکتی ہے یا نہیں تو غیر مقلدین اگر اپنے ہی مستند علماء کی کتابیں پڑھ لیتے تو اس بات کا انکار نہیں کرتے۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی فتاوی نذیریہ میں کہتے ہیں کہ "اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے تو یہ جائز ہے،" (فتاوی نذیریہ، جلد 1 صفحہ 61) شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نقل کرتے ہیں کہ "جس نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو دیکھنے والا اپنی حالت کے مطابق اللہ تعالیٰ کو کسی صورت میں دیکھے گا، اگر وہ آدمی نیک ہے تو اللہ تعالیٰ کو وہ اچھی صورت میں دیکھے گا،اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو خوبصورت اور بہترین صورت میں دیکھا" (مجموع الفتاوی، جلد ۵، صفحہ ۲۵۱) شیخ ابن بازؒ اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں کہ "دنیا میں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن خواب میں اس کی زیارت ہو سکتی ہے اور دلوں کے حالات کے مطابق قلبی مکاشفات اور مشاہدات ہو سکتے ہیں۔" (فتاوی ابن باز، جلد دوم صفحہ 127) اور یہی فتویٰ سعودیہ کی فتاوی لجنہ الدائمہ کی کمیٹی کا بھی ہے (فتاوی، جلد 2 صفحہ 235) غیر مقلدین سے سوال یہ ہے کہ اگر تمہارے نزدیک اللہ کی خواب میں زیارت ممکن نہیں اور جو اس کو جائز کہتا ہے وہ جھوٹا ہے تو امید ہے کہ ان کا یہ جھوٹا ہونے کا فتویٰ نذیر حسین دہلوی، ابن تیمیہؒ، ابن بازؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا واقعہ نقل کرنے والے محدثین پہ بھی لگے گا۔

فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

أرنا الله جهرة) فمن قال: إن أحدا من الناس يراه فقد زعم أنه أعظم من موسى بن عمران ودعواه أعظم من دعوى من ادعى أن الله أنزل عليه كتابا من السماء. فالصحابة والتابعون وأئمة المسلمين على أن الله يُرى في الآخرة بالأبصار عيانا وأن أحدا لا يراه في الدنيا بعينه لكن يُرى في المنام ويحصل للقلوب من المكاشفات والمشاهدات ما يناسب حالها ومن الناس من تقوى مشاهدة قلبه حتى يظن أنه رأى ذلك بعينه وهو غالط ومشاهدات القلوب تحصل بحسب إيمان العبد ومعرفته في صورة مثالية.[1]

وبالله التوفيق وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو	عضو	نائب رئيس اللجنة	الرئيس
عبد الله بن قعود	عبد الله بن غديان	عبد الرزاق عفيفي	عبد العزيز بن عبد الله بن باز

السؤال الرابع والعشرون من الفتوى رقم ٥٦١١

س: هل رأى محمد ربه تبارك وتعالى ليلة الإسراء؟.

ج: لم ير نبينا محمد صلى الله عليه وسلم ربه في الدنيا بعيني رأسه على الصحيح من قولي العلماء في ذلك وإنما رأى جبريل عليه السلام على صورته مترشا الأفق وهكذا هو المراد بقوله تعالى: (علمه شديد القوى. ذو مرة فاستوى. وهو بالأفق الأعلى. ثم دنا فتدلى. فكان قاب قوسين أو أدنى. فأوحى إلى عبده ما أوحى. ما كذب الفؤاد ما رأى. أفتمارونه على ما يرى. ولقد رآه نزلة أخرى. عند سدرة المنتهى. عندها جنة المأوى. إذ يغشى السدرة ما يغشى. مازاغ البصر وما طغى).

وبالله التوفيق وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو	عضو	نائب رئيس اللجنة	الرئيس
عبد الله بن قعود	عبد الله بن غديان	عبد الرزاق عفيفي	عبد العزيز بن عبد الله بن باز

[1] فتاوى جـ ٢ ص ٢٣٥.

١٢٠

ويتبه مثل هذا بمثل هذا، وذلك يتضمن تشبيه ذات هذا بذات هذا؛ فإن الخبر من الأشياء إنما يكون بعد معرفتها. وهو سبحانه أخبر أولاً من المثل العلمي، الذي يسمى الصورة العلمية. ثم إذا كان الخبر صادقاً فإنه يستدل به على أن الحقيقة مطابقة لما تصوره، ولهذا كان الناس إنما يعبرون عن الشيء ويصفونه بما يعرفونه. وشرع أسماؤه عندهم لتنوع ما يعرفونه من صفاته.

ومن رأى الله عز وجل في المنام فإنه يراه في صورة من الصور بحسب حال الرائي، إن كان صالحاً رآه في صورة حسنة، ولهذا رآه النبي صلى الله عليه وسلم في أحسن صورة.

مجموع فتاوى شيخ الإسلام أحمد بن تيمية

٢٥١

فتاوی نذیریہ

غیر مقلدین کے مشہور محدث زبیر علی زئی مرحوم لکھتے ہیں کہ ہم ثقہ تابعین اور ائمہ مسلمین مثلاً امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام شافعیؒ۔۔۔ وغیر ھم سے محبت کرتے ہیں اور جو شخص ان سے بغض کرے ہم اس سے بغض کرتے ہیں۔ (جنت کا راستہ)

زبیر علی زئی مرحوم کا امام ابو حنیفہؒ پہ لعن طعن کرنے والے غیر مقلدین کے منہ پہ زوردار طمانچہ

اکٹھی نہیں ہو سکتی الخ ۔ لہٰذا ہم اجماع امت کو بھی حجت مانتے ہیں ۔ یاد رہے کہ صحیح حدیث کے خلاف اجماع ہوتا ہی نہیں۔ ہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو عدول اور اپنا محبوب مانتے ہیں ۔ تمام صحابہ کو حزب اللہ اور اولیاء اللہ سمجھتے ہیں۔ ان کے ساتھ محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہیں ۔ جو ان سے بغض کرتا ہے ہم اس سے بغض کرتے ہیں ۔ ہم تمام ثقہ تابعین اور آئمہ مسلمین مثلاً امام ابو حنیفہؒ ، امام مالکؒ ، امام شافعیؒ ، امام احمد بن حنبلؒ ، امام بخاریؒ ، امام مسلمؒ ، امام نسائیؒ ، امام ترمذیؒ ، امام ابو داؤد ، امام ابن ماجہؒ وغیرہم سے محبت اور پیار کرتے ہیں ۔ اور جو شخص ان سے بغض کرے ہم اس سے بغض کرتے ہیں ۔

توحید ، رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، تقدیر پر ہمارا کامل ایمان ہے ۔ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء و رسل کی نبوتوں اور رسالتوں کا اقرار کرتے ہیں قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھتے ہیں ۔ قرآن مجید مخلوق نہیں ہے ۔ ہم ایمان میں کمی بیشی کے بھی قائل ہیں ۔ اہل سنت کے جو عقائد ہمارے علماء سلف نے بیان کیے ہیں ہمارا ان پر ایمان اور یقین ہے ۔ مثلاً امام ابن خزیمہؒ ، امام عثمان بن سعید الدارمیؒ ، امام بیہقیؒ ، امام ابن ابی عاصمؒ ، امام ابن قیمؒ ، امام آجریؒ ، امام لالکائی وغیرہم ۔ رحمہم اللہ اجمعین ۔

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طریق الجنۃ

المعروف

جنت کا راستہ

www.KitaboSunnat.com

مصنف ۔ زبیر علیزئی

اس کتاب میں صرف آیاتِ قرآنیہ ، صحیح اور حسن لذاتہ احادیث اور اجماع سے استدلال کیا گیا ہے ۔ کسی ضعیف یا حسن لغیرہ حدیث سے اصول بلکہ شواہد میں بھی حجت نہیں پکڑی گئی ۔ مختصر اً عرض ہے کہ اس کتاب میں ہر وہ حدیث جسے بطور استدلال پیش کیا گیا ہے ۔ بالکل صحیح اور حجت ہے ۔ وما علینا الا البلاغ

شائع کردہ :۔ جماعت اہل الحدیث حضرو ضلع اٹک

اٹک پرنٹنگ پریس اٹک شہر

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق کفر کی تہمت پر مبنی اقوال نقل کرنے کا حکم۔ فضیلۃ الشیخ صالح بن عبد العزیز آل الشیخ

سوال: آپ کی عبد اللہ بن امام احمد رحمہما اللہ کی کتاب میں وارد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر اتہام اور ان کے بارے میں خلق قرآن کے (کفریہ) عقیدے کی نسبت اور آخر تک جو ان کے بارے میں لکھا ہے کے بارے میں کیا رائے ہے۔

جواب: یہ ایک اچھا سوال ہے، اور واقعی یہ عبد اللہ بن امام احمد رحمہما اللہ کی کتاب "کتاب السنۃ" میں موجود ہے۔ بات یہ ہے کہ عبد اللہ بن امام احمد رحمہما اللہ کے دور میں فتنہ خلق قرآن بہت زوروں پر تھا اور لوگ اکثر خلق قرآن سے متعلق باتوں پر استدلال امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منسوب چیزوں کے ذریعے کرتے، حالانکہ درحقیقت آپ ان سے بری تھے۔ اس کے علاوہ بھی اور چیزیں تھیں جیسے معتزلہ تاویل صفات وغیرہ کے بارے میں آپ سے ہی ایسی باتیں نقل کیا کرتے تھے۔ جن سے درحقیقت آپ بری تھے۔ انہی میں سے بعض باتیں عوام میں اتنی زبان زد عام ہو گئی کہ باتیں بعض علماء کرام کے سامنے پیش ہوئی اور انہوں نے لوگوں کے ظاہر قول پر ہی حکم فرما دیا۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے باقاعدہ مذہب اور مکتبہ فکر بننے سے پہلے کی بات ہے۔ یہاں تک ہم ملک عبد العزیز رحمہ اللہ کے دور کی ابتداء میں آتے ہیں جب وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو علماء کرام نے کتاب السنۃ از عبد اللہ بن امام احمد رحمہما اللہ شائع کرنے کا ارادہ فرمایا، اس وقت اس کی طباعت کی نگرانی اور مراجع جلیل القدر شیخ علامہ عبد اللہ بن حسن آل الشیخ رحمہ اللہ مامور تھے جو اس وقت مکہ مکرمہ کے رئیس القضاۃ (چیف جسٹس) تھے۔ پس آپ نے وہ پوری فصل ہی طباعت نکلوا دی (جس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر کلام تھا)، تو اسے طبع ہی نہیں کیا گیا کیونکہ شرعی حکمت کے تحت اس قسم کی باتوں کا اب وقت تھا جو گزر چکا۔ اس کے علاوہ یہی اجتہاد، شرعی سیاست اور لوگوں کے مصالح کی رعایت کرنے کا تقاضہ تھا کہ اسے حذف کر دیا جائے اور باقی نہ رکھا جائے۔ یہ امانت میں خیانت نہیں تھی، بلکہ امانت تو یہ ہے کہ لوگ ان منقول کی وجہ سے جو اس کتاب میں (امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف) منقول تھے عبد اللہ بن امام احمد رحمہما اللہ نے جو اپنی کتاب میں سنت و صحیح عقیدہ بیان فرمایا ہے اس کے پڑھنے سے رک جاتے۔ پس یہ کتاب اس پوری فصل بغیر شائع ہوئی جو لوگوں میں اور علماء کرام میں عام ہوئی اور یہی عبد اللہ بن امام احمد رحمہما اللہ کی کتاب السنۃ کہی جاتی رہی۔

پس شیخ اللہ ان پر رحم کرے مجھ سے شیخ فوزان حفظہ اللہ کی مجلس میں فرمایا کہ جو کام (فصل کو حذف کرنے کا) مشائخ کرام نے کیا تھا وہی صحیح بات تھی اور اسے حذف کرنا شرعی سیاست کے عین مطابق تھا جبکہ اسے واپس سے داخل کر دینا مناسب نہیں یہی وہ بات ہے جس پر علماء کرام کا منہج ہے"۔ تو اب معاملہ اور بڑھ گیا اور ایسی تالیفات ہونے لگیں جن میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر طعن کیا گیا ہے یہاں تک کہ انہیں ابو جیفہ تک کہا جانے لگا اور اس جیسی دوسری باتیں۔ جو بلاشبہ ہمارے منہج میں سے نہیں نہ ہی علماء دعوت اور علماء سلف کا یہ طریقہ تھا کیونکہ ہم تو علماء کرام کا ذکر نہیں کرتے مگر خیر و بھلائی ہی کے ساتھ البتہ اگر وہ غلطی کر جائیں تو ان کی غلطی میں ان کی پیروی نہیں کرتے۔ خصوصاً ائمہ اربعہ کا کیونکہ ان کی ایسی شان اور مقام ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا

س٢٢٤، ما رأيكم فيما جاء في كتاب عبد الله ابن الإمام أحمد من اتهام لأبي حنيفة والقول عليه بخلق القرآن... إلى آخره؟

ج٢٢٤، هذا سؤال جيد، هذا موجود في كتاب «السنة» لعبد الله ابن الإمام أحمد، وعبد الله ابن الإمام أحمد في وقته كانت الفتنة في خلق القرآن كبيرة، وكانوا يستدلون فيها بأشياء تُنسب لأبي حنيفة، وهو منها براء في خلق القرآن، وكانت تنسب إليه أشياء ينقلها المعتزلة من تأويل الصفات إلى آخره مما هو منها براء، وبعضها انتشر في الناس وقيل لبعض العلماء فحكموا بظاهر القول، وهذا قبل أن يكون لأبي حنيفة مدرسة ومذهب؛ لأنَّه كان العهد قريبًا - عهد أبي حنيفة - وكانت الأقوال تُنقل؛ قول وكيع، قول سفيان الثوري، قول سفيان بن عيينة، قول فلان وفلان من أهل العلم في الإمام أبي حنيفة.

فكانت الحاجة في ذلك الوقت باجتهاد عبد الله ابن الإمام أحمد قائمة في أن ينقل أقوال العلماء فيما نُقل.

ولكن بعد ذلك الزمان كما ذكر الطحاوي أَجْمَعَ أهل العلم على أن لا ينقلوا ذلك، وعلى أن لا يذكروا الإمام أبا حنيفة إلا بالخير والجميل، وهذا فيما بعد زمن الخطيب البغدادي، يعني: في عهد بعض أصحاب الإمام أحمد ربما تكلموا، وفي عهد الخطيب البغدادي نقل نقولات في تاريخه معروفة، وحصل ردود عليه بعد ذلك، حتى وصلنا إلى استقرار منهج السلف في القرن السادس والسابع الهجريين، وكَتَبَ في ذلك ابن تيمية الرسالة المشهورة «رفع الملام عن الأئمة الأعلام»، وفي كتبه جميعًا يذكر الإمام أبا حنيفة بالخير وبالجميل ويترحم عليه وينسبه إلى شيء واحد، وهو القول بالإرجاء، إرجاء الفقهاء دون سلسلة الأقوال التي نُسبت إليه؛ لأنَّه يوجد كتاب أبي حنيفة «الفقه الأكبر»، وتوجد رسائل له تدل على أنَّه كان في الجملة يتابع السلف الصالح إلا في هذه المسألة، في مسألة دخول الأعمال في مُسَمَّى الإيمان.

وهكذا درج العلماء على ذلك كما قال الإمام الطحاوي إلا - كما ذكرت لك - بعض من زاد، غلا في الجانبين؛ إما غلا من أهل النظر في الوقيعة في أهل الحديث وسَمَّاهم حَشْوِيَّة، وسَمَّاهم جهلة.

ومن غلا أيضًا من المنتسبين للحديث والأثر فوقع في أبي حنيفة رحمه الله أو وقع

في الحنفية كمدرسة فقهية، أو في العلماء.

والمنهج الوسط هو الذي ذكره الطحاوي، وهو الذي عليه أئمة السلف.

لمَّا جاء الإمام الشيخ محمد بن عبد الوهاب أصَّل هذا المنهج في الناس، وأن لا يُذْكَرَ أحد من أهل العلم إلا بالجميل، وأن يُنظر في أقوالهم وما رَجَّحَهُ الدليل فَيُؤْخَذُ به، وأن لا يُتَابَع عالم فيما أخطأ فيه وفيما زل، بل تقول: هذا كلام العالم وهذا اجتهاده، والقول الثاني هو الراجح.

ولهذا ظهر بكثرة في مدرسة الدعوة القول الراجح والمرجوح، ودُوِّنَ عند أهل العلم في هذه المسائل تحقيقًا لهذا الأصل.

حتى أتينا إلى أول عهد الملك عبد العزيز رحمه الله لمَّا دَخَل مكة، وأراد العلماء طباعة كتاب «السنة» لعبد الله ابن الإمام أحمد، وكان المشرف على ذلك والمراجع له الشيخ العلامة الجليل عبد الله بن حسن آل الشيخ رحمه الله رئيس القضاة إذ ذاك في مكة، فَنَزَعَ هذا الفصل بكامله من الطباعة، فلم يُطْبَع؛ لأنَّه من جهة الحكمة الشرعية كانَ لَهُ وقت وانتهى، ثُمَّ هو اجتهاد، والسياسة الشرعية ورعاية مصالح الناس أن يُنْزَع وأن لا يُبْقَى وليس هذا فيه خيانة للأمانة؛ بل الأمانة أن لا نجعل الناس يَصُدُّونَ عن ما ذكره عبد الله ابن الإمام في كتابه من السنة والعقيدة الصحيحة؛ لأجل نُقُولٍ نُقِلَت في ذلك.

وطُبِعَ الكتاب بدون هذا الفصل، وانْتَشَرَ في الناس وفي العلماء على أنَّ هذا كتاب «السنة» لعبد الله ابن الإمام أحمد.

حتى طُبِعَت مُؤَخَّرًا في رسالة علمية أو في بحث علمي وأُدْخِل هذا الفصل - وهو موجود في المخطوطات معروف - أُدْخِل هذا الفصل من جديد، يعني أُرْجِع إليه، وقالوا: إنَّ الأمانة تقتضي إثباته... إلى آخره.

وهذا لا شك أنَّه ليس بصحيح، بل صنيع علماء الدعوة فيما سبق من السياسة الشرعية، ومن معرفة مقاصد العلماء في تآليفهم واختلاف الزمان والمكان والحال وما استقرت عليه العقيدة وكلام أهل العلم في ذلك.

ولما طُبِع كُنَّا في دعوة عند فضيلة الشيخ الجليل الشيخ صالح الفوزان في بيته، وكان داعيًا لسماحة الشيخ عبد العزيز رحمه الله، فطَرَحْت عليه أول ما طُبِع

كتاب «السُّنَّة» الطبعة الأخيرة التي في مجلدين إدخال هذا الباب فيما ذُكر في أبي حنيفة في الكتاب ولأنَّ الطبعة الأولى كانت خالية من هذا لصنيع المشايخ.

فقال رحمه الله في مجلس الشيخ صالح قال لي: الذي صنعه المشايخ هو المُتَعَيِّن ومن السياسة الشرعية أن يُحْذَف وإيراده ليس مناسبًا. وهذا هو الذي عليه منهج العلماء.

زاد الأمر حتى صار هناك تآليف يُطْعَن بها في أبي حنيفة، وبعضهم يقول: أبو جيفة ونحو ذلك، وهذا لا شك أنه ليس من منهجنا وليس من طريقة علماء الدعوة، ولا علماء السلف؛ لأننا لا نذكر العلماء إلا بالجميل، إذا أخطؤوا فلا نتابعهم في أخطائهم، وخاصَّةً الأئمة هؤلاء الأربعة؛ لأنَّ لهم شأنًا ومقامًا لا ينكر.

س٢٢٥، هل في هذه الكلمة محذور شرعي وهي صورة القطعة من الأَرْزة ومكتوب عليها: (هذه من خيرات الطبيعة) حيث إنها تنتشر دعاية لمثل هذا في الشوارع؟

ج٢٢٥، هذا صحيح رأيناه في الشوارع، هذه الكلمة كلمة فيها سوء؛ لأنَّ الخير من الله جل وعلا، والطبيعة مطبوعة ليست طابعة للأشياء، فعيلة بمعنى مفعولة، هي مطبوعة، طَبَّعَهَا الله جل وعلا وجعلها على هذا النحو من شَيْءٍ، فالله جل وعلا هو الذي جعل سُنَّتَهُ أنَّ الماء ينزل، وأنَّ الأرض تُنبت، وأنَّ الأرض تزرع، ما ينتج منها. ولهذا هذه الكلمة فيها مخالفة، فينبغي بل يجب تجنبها؛ حفظًا لنعم الله جل وعلا على عباده.

س٢٢٦، في قوله تعالى: ﴿فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ۝﴾ [الأعلى: ٩] هل إذا غلب على الظن عدم الانتفاع يجوز السكوت عن المنكر؟

ج٢٢٦، هذه المسألة اختلف فيها العلماء، وقد ذكرت لكم الخلاف أظن في «شرح الواسطية» أو في بعض المواضع، والآية استدل بها جماعة من العلماء منهم الشيخ تقي الدين ابن تيمية شيخ الإسلام ومنهم ابن عبد السلام في «القواعد» وجماعة، وذكر هذا أيضًا ابن رجب عن بعض أهل العلم في «شرحه على الأربعين».

امام ابو حنیفہؒ پر لعن طعن کرنے والوں اور کوفہ کو فہ کی رٹ لگانے والوں کے منہ پر شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کا زوردار طمانچہ

سابق امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان علامہ محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ اپنی کتاب فتاوی سلفیہ میں لکھتے ہیں: "جس قدر یہ زمین [زمین کوفہ] سنگلاخ تھی اسی قدر وہاں اعتقادی اور عملی اصلاح کے لئے ایک آئینی شخص حضرت امام ابو حنیفہ تھے جن کی فقہی موشگافیوں نے اعتزال و تجسم کے ساتھ رفض و تشیع کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اللھم ارحمہ واجعل الجنۃ الفردوس ماواہ۔ اس پُر فتن دور میں یہ مقدس شخصیت سرزمین کوفہ میں موجود نہ ہوتی تو شاید اس سرزمین کا حشر عاد و ثمود یا قوم لوطؑ جیسا ہوتا۔ (فتاوی سلفیہ، ص: 143)

قابو پا سکیں اور قصہ زمین برسر زمین نبٹنے میں زیادہ سہولت ہو لیکن یہ انتقال مکانی کی تدبیر اس وقت عمل میں لائی گئی جب کہ معاملہ تقدیر کے ہاتھ میں جا چکا تھا اور تدبیر کی ساری ہوشمندیاں فتنہ انگیزوں کی بدحواسیوں کا شکار ہو چکی تھیں۔

سیدنا الامام جس قدر یہ زمین سنگلاخ تھی اسی قدر وہاں اعتقادی اور عملی اصلاح کے لیے ایک آئینی آدمی کی ضرورت تھی جس کے علم وعقل کی پہنائیاں اس سرزمین مفاسد کو سمیٹ لیں میری ناقص رائے میں یہ آئینی شخص حضرت امام ابوحنیفہؒ تھے جن کی فقہی موشگافیوں نے اعتزال و تجسم کے ساتھ رفض و تشیع کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اللھم ارحمہ واجعل الجنۃ الفردوس ماواہ۔

حضرت الامام کا سیاسی موقف حضرت امام رحمہ اللہ کو جہاں دین کے فقہی معاملات میں ایک امتیازی مقام حاصل تھا وہاں وہ وقت کی سیاسیات سے بھی بے خبر نہ تھے۔ وہ ان مؤثرات کو خوب سمجھتے تھے جن سے ایک غلط حکومت ماحول کو متاثر کر سکتی ہے اس لیے حضرت امام جہاں اپنے دارالافتاء میں مجتہدانہ انداز سے کتاب وسنت کے بعض مقاصد کی تکمیل فرماتے تھے وہاں ایک ماہر سیاستدان کی طرح حکومت وقت کی نارسائیوں اور کمزوریوں سے بھی واقف اور باخبر تھے اور حکومت بھی اس مؤثر شخصیت اور اس کے دور رس اثرات سے واقف تھی۔ حضرت امام کی قوت نفوذ اور عوام میں حضرت امام کی مقبولیت حکومت سے پوشیدہ نہ تھی اور نہ ہی حضرت امام اپنی اس ہمہ گیر قوت سے بے خبر تھے۔ اس لیے ممکن تھا کہ کوئی موقعہ حضرت امام کی نظروں سے اوجھل ہو جائے۔

حضرت امام کے مخالف بلکہ دشمن بھی ان خوبیوں سے ناواقف نہیں تھے اگر اس دور پر فتن میں یہ مقدس شخصیت سرزمین کوفہ میں موجود نہ ہوتی تو شاید اس سرزمین کا حشر عاد و ثمود یا قوم لوطؑ جیسا ہوتا۔ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ۔

علامہ زمخشری اعتقاداً مائل باعتزال ہیں لیکن فروع میں وہ حنفی ہیں، فرماتے ہیں۔

وکان ابوحنیفۃ یفتی سرا بوجوب نصرۃ زید بن علی رضی اللہ عنہما وحمل المال الیہ والخروج معہ علی اللص المتغلب المسمی بالامام والخلیفۃ کالدوانیقی و قالت امرأۃ أشرت علی ابنی بالخروج مع ابراهیم ومحمد ابنی عبداللہ بن الحسن

حضرت امام ابوحنیفہ در پردہ زید بن علی کی مالی اور جانی اعانت کا فتویٰ دیتے تھے۔ اور منصور دوانیقی ایسے چور کے مخالف تھے۔ ایک عورت نے حضرت امام سے فرمایا کہ میرا لڑکا آپ کے فتویٰ کے مطابق محمد اور ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے ساتھ شہید ہو گیا۔ حضرت امام نے فرمایا

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

پس پوچھ لو یاد والوں سے اگر تم نہیں جانتے۔

فتاویٰ سلفیہ

شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ

١٣١٩ھ - ١٣٨٧ھ
١٩٠١ء - ١٩٦٨ء

مکتبہ ترجمان

اہلِ حدیث منزل ۴۱۱۶ - اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶

خالفوه في أشياء وأنكرها عليه فلا يرتاب أحد في فقهه وفهمه وعلمه وقد نقلوا عنه أشياء يقصدون الشناعة عليه وهي كذب عليه قطعا مثل مسئلة الخنزير البري ونحوها (منهاج السنة جلد اول ص ۲۵۹ مطبوعہ مصر)

امام ابوحنیفہؒ کی مخالفت کی اور آپ پر ان امور کا انکار کیا۔ لیکن کوئی شخص بھی ان کی فقاہت اور فہم اور علم میں شک نہیں کرسکتا۔ اور لوگوں نے آپ سے بہت سی ایسی چیزیں نقل کیں جن سے ان کا مقصد آپ پر برائی تھوپنا تھا۔ حالانکہ وہ باتیں آپ پر قطعی طور پر جھوٹ ہیں۔ مثلاً خنزیر بری اور مثل اس کی دیگر مسائل

(ب) اسی طرح دوسرے موقع پر امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام بخاریؒ، امام ابوداؤدؒ، امام دارمیؒ وغیرہم ائمہ اہل سنت کے ساتھ امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے شاگردوں امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ، امام زفرؒ اور امام حسن بن زیادؒ لؤلؤی کا ذکر بھی ان کے ساتھ ہی کر کے سب کے علم وفضل اور اجتہاد کی تعریف کرتے ہیں۔ حالانکہ بعض مصنفین نے ان کو بھی جال مرجیہ میں شمار کیا ہے (منہاج السنۃ جلد اول ص ۲۳۱/۲۳۲)

(ج) نیز فرماتے ہیں۔

امام مالکؒ۔ امام احمدؒ۔ اور امام ابوحنیفہؒ وغیرہم ائمہ سلف میں سے ہیں (منہاج السنۃ جلد دوم ص ۲۳۳ نیز جلد اول ص ۲۳۰/۲۳۱)

کہاں تک گنتے جائیں۔ منہاج السنۃ ایسے حوالجات سے بھری پڑی ہے۔ اور امام ابن تیمیہؒ امام ابوحنیفہؒ کے حق میں دیگر ائمہ سنت کی طرح نہایت ہی حسن ظن رکھتے ہیں۔

(۲) اسی طرح علامہ شہرستانی فرماتے ہیں۔

"اور تعجب ہے کہ غسان (مرجیوں میں سے فرقہ غسانیہ کا پیشوا) امام ابوحنیفہؒ سے بھی مثل اپنے مذہب کے نقل کیا کرتا تھا۔ اور آپ کو مرجیوں میں شمار کرتا تھا۔ اور غالباً یہ جھوٹ ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کو مرجئۃ السنۃ کہا جاتا تھا۔ اور بہت سے اصحاب مقالات نے آپ کو منجملہ مرجیہ کے شمار کیا ہے" (الملل والنحل للشہرستانی جلد اول ص ۱۴۱)

تنبیہ۔ گو اس حوالہ میں مرجئہ کہا جانا مذکور ہے لیکن "مرجئۃ السنۃ" کہنے میں مدافعت بھی ہے۔ کیونکہ مرجئہ خالصہ اور مرجئۃ السنۃ میں فرق ہے کہ مرجئہ خالصہ تو وہ ہیں جو بحیثیت

تاریخ اہل حدیث

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

الکتاب انٹرنیشنل

جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵

امام اعظم رح کی فقہ بے مثال ہے امام ابن مبارک رح

وھب بن محمد بن مزاحم کہتے ھیں کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک رح کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے سب سے بڑے عابد، سب سے بڑے متقی، سب سے بڑے عالم، اور سب سے بڑے فقیہ کو دیکھا ھے، پس سب سے بڑے عابد عبد العزیز بن رواد تھے اور سب سے بڑے متقی فضیل بن عیاض تھے اور سب سے بڑے عالم سفیان ثوری رح تھے اور سب سے بڑے فقیہ امام ابو حنیفہ رح تھے پھر فرمایا کہ میں نے فقہ میں انکی مثال نہیں دیکھی (اسنادہ صحیح)

حدثنا محمد بن علي بن خلف، قال: حدثنا ضرار بن صرد، قال: سُئل يزيد بن هارون أيما أفقه، أبو حنيفة أو سفيان؟ قال: سفيان أحفظ للحديث، وأبو حنيفة أفقه. قال: وسألت أبا عاصم فقلت: أيما أفقه، سفيان أو أبو حنيفة؟ قال: غلام من غلمان أبي حنيفة أفقه من سفيان[1].

أخبرنا الحسن بن علي التميمي، قال: أخبرنا عبد الله بن محمد الحلواني، قال: حدثنا مكرم بن أحمد، قال: حدثنا أحمد بن محمد بن يحيى الحماني، قال: سمعت ... يقول: كنت أنا وأبو مسلم المستملي على يزيد بن هارون ومعنا ... على منصور بن المهدي فصعدنا إلى غرفة هو فيها، فقال له أبو مسلم: ما تقول يا أبا خالد في أبي حنيفة والنظر في كتبه؟ قال: انظروا فيها إن كنتم تريدون أن تفقهوا فإني ما رأيت أحدًا من الفقهاء يكره النظر في قوله، ولقد احتال الثوري في كتاب الرهن حتى نسخه[2].

أخبرنا الخلال، قال: أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم، قال: حدثنا محمد بن علي بن عفان، قال: حدثنا أبو كريب، قال: سمعت عبد الله بن المبارك يقول. وأخبرني محمد بن أحمد بن يعقوب، قال: أخبرنا محمد بن نعيم الضبي، قال: حدثني أبو سعيد محمد بن الفضل المذكر، قال: حدثنا أبو عبد الله محمد بن سعيد المروزي، قال: حدثنا أبو حمزة يحيى[3] بن حمزة قال: سمعت أبا وهب محمد بن مزاحم يقول: سمعت عبد الله بن المبارك يقول: رأيت أعبد الناس، ورأيت أورع الناس، ورأيت أعلم الناس، ورأيت أفقه الناس، فأما أعبد الناس فعبد العزيز بن أبي رواد، وأما أورع الناس فالفضيل بن عياض، وأما أعلم الناس فسفيان الثوري، وأما أفقه الناس فأبو حنيفة، ثم قال: ما رأيت في الفقه مثله[4].

(1) إسناده ضعيف جدًا، فإن ضرار بن صرد ضعيف جدًا كما بيناه في تحرير التقريب.
(2) إسناده تالف، أحمد بن محمد الحماني كذاب كما تقدم غير مرة.
(3) في م: «يحيى»، محرف.
(4) إسناده صحيح، والنخعي هو علي بن محمد بن كاس.

اہلِ حدیث اور اہل الرائے

اہلِ حدیث اور اہل الرائے دو فریق ہیں۔ اہل الرائے کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ اپنی آراء پر عمل کرتے ہیں۔ حدیث پر عمل نہیں کرتے۔ اس لئے انہوں نے حدیث کا صاف طور پر انکار کیا ہے۔

یہ اعتراض سراسر ایک غلط و بے بنیاد مفروضے پر مبنی ہے۔ جہاں تک امام ابوحنیفہؒ پر انکار حدیث

کا اتہام ہے اس کی حقیقت تو صرف یہ ہے کہ جہاں کہیں انہوں نے حدیث کے متعلق کچھ الفاظ کہے ہیں۔ وہاں حقیقت میں انہیں صحیح سند کے ساتھ حدیث ملی ہی نہ ہو یا یہ کہ صحتِ حدیث کے متعلق ان کی طے کردہ شرائط پر پوری نہ اتری ہو۔ وہ شرطیں جیسا کہ پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔ قرآن کے مخالف نہ ہو۔ متواتر اور خبر مشہور کے معارض نہ ہو۔ عموم بلوا کی شکل نہ ہو۔ جس حدیث کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ ان شرائط کے خلاف ہے۔ اس کا انکار کرتے ہیں۔ ورنہ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ وہ حدیث کا من حیث الحدیث ہی انکار کرتے ہیں اس کی وضاحت اُن کے روبرو پیش کی جانے والی اِس حدیث سے ہوتی ہے۔ مشہور ہے کہ امام صاحب کے سامنے حدیث پیش کی گئی کہ دو بیعان (بائع اور مشتری) کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ جب تک دونوں مجلس سے الگ نہ ہوں دونوں کو یہ اختیار رہتا ہے کہ طے شدہ سودا کو فسوخ کر دیں۔ البیعان بالخیار ما لم یتفرقا (بخاری مسلم) خریدنے اور فروخت کرنے والے دونوں کو طے شدہ سودا کو فسوخ کرنے کا اختیار ہے۔ یہ حدیث سن کر امام صاحب نے اسے حدیث ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ بلکہ اسے ہذیان سے تعبیر کیا تھا اس سے منکرین نے یہ سہارا لینے کی کوشش کی ہے کہ امام موصوف بھی حدیث کے منکر تھے۔

منکرین حدیث کا امام موصوف کا مذکورہ بالا حدیث سے انکار کو انکارِ حدیث پر محمول کرکے انہیں بھی منکرین حدیث کے بانیوں کی صفِ اول میں گھسیٹ کر لا کھڑا کرنا قرینِ انصاف نہیں۔ حدیث مذکورہ بالا میں لفظ ہذیان سے امام موصوف کا منشاء حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں تھا بلکہ ان کا مطلب یہ تھا کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے اس لئے اس کی حیثیت ہذیان سے کچھ زیادہ نہیں۔ قرآن میں واضح الفاظ میں صراحت ہے۔ اوفوا بالعقود۔ عقد کو پورا کرو۔ جب ایجاب و قبول میں عقد ہو گیا یعنی جب مشتری کا بائع کے ساتھ عقد ہو چکا ہے تو اسے رد کرنے کا اختیار نہیں ہونا چاہیئے۔ دوسرے مقام پر قرآن سے مزید وضاحت سامنے آتی ہے۔ لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ (ناجائز راستہ) سے نہ کھاؤ۔ تجارت کے ساتھ کھاؤ۔ صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ تجارت باہمی رضامندی سے ہونی چاہیئے۔ جب ایجاب و قبول کے ساتھ رضا حاصل ہو گئی تو پھر اسے آخری مجلس تک ممتد کی شرط سے مشروط کرنا درست نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب نے حدیث کو مان کر انکار نہیں کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کا یہ رویہ درست ہے یا نہیں۔

اہل الرائے قبولِ حدیث کے لئے جو شرائط عائد کی ہیں۔ اہلِ حدیث ایسی شرطیں نہیں لگاتے ہیں ان کے نزدیک تو ہر وہ حدیث واجب التعمیل ہے جو صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو جائے۔ ایسی حدیث قرآن کے خلاف ہوتی ہی نہیں، قرآن کے خلاف حدیث کو سمجھنا محض اپنی رائے کی اتباع کرنا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں ایک مقام پر اوفوا بالعقود عقد پورا کرو کے الفاظ آئے ہیں تو دوسرے مقام پر عن تراض کے الفاظ بھی

تو آئے ہیں۔ یعنی تجارت فریقین کی باہمی رضامندی سے ہونی چاہیئے۔

قرآن مجید میں تجارت اور تراضی دونوں الگ الگ بیان کئے گئے ہیں وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک انسان زبان سے تو ایک لفظ نکال دیتا ہے مگر سوچ سمجھ کر نہیں بولتا۔ بغیر سوچے سمجھے عادۃً بول بیٹھتا ہے۔ جب ذرا حواس ٹھکانے پر آتے ہیں تو سمجھ میں آتا ہے کہ اس نے زبان سے کیا کہہ دیا ہے یہ تو ٹھیک نہیں کہا۔ اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرآن نے تراض بیان کیا ہے کہ انسان کو کچھ نہ کچھ اختیار ضرور ہونا چاہیئے۔

متاخرین نے اس حدیث کا انکار تو نہیں کیا تاویل سے کام لیا ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے اس کی تاویل کرتے ہوئے حدیث کو خیار بالقبول پر محمول کیا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھے فلاں چیز دے دو ایسی صورت میں جب تک وہ اسی مجلس میں ہے۔ مشتری کو اختیار ہے کہ اسے قبول کرے جب قبول کا اختیار اتنا ممتد ہے تو بائع کو بھی رجوع کا اختیار ہونا چاہیئے۔ اسی لئے امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ نے حدیث کو خیار قبول پر محمول کیا ہے۔ تاویل تو ضرور ہوئی مگر حدیث کو قبول تو کر لیا۔ تاویل سے حدیث کا انکار لازم نہیں آتا۔ امام صاحب نے حدیث کا انکار حدیث سمجھ کر نہیں کیا بلکہ صحتِ حدیث کی شرط کے فقدان اور معدوم ہونے کی وجہ سے قرآن کے خلاف سمجھنے کی وجہ سے کیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں مطلب یہ ہوا کہ ان کے نزدیک وہ حدیث ہی نہیں۔

احادیث کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ کا رویہ

اس طرح امام ابوحنیفہؒ کا جو رویہ بعض جگہ حدیث کے خلاف معلوم ہوتا ہے اس سے ہرگز یہ مقصود نہیں ہوتا کہ وہ سرے سے نفسِ حدیث ہی کے منکر ہیں۔ حدیث کے بارے میں ان کا اپنا قول ثابت ہے کہتے ہیں۔ ما جاء من اللہ و من الرسول فعلی الرأس والعین۔ اللہ کا فرمان اور اس کے رسول کا ارشاد سر آنکھوں پر ان کے اس قول کے باوجود چکڑالوی حضرات کا ان کو خواہ مخواہ کھینچ تان کر اپنے ساتھ ملانا ایک بیجا جسارت ہے۔

ڈاکٹر اقبالؒ نے اپنے ایک خطبہ م
قانون سے متعلق ہیں۔ اہل عرب کی رسومات
عارضی یا وقتی طور پر لیا ہے یا ہمیشہ کے

شاہ ولی اللہ کا موقف

شاہ ولی اللہ
اس کے پیش
اور اس قوم کو بطور خمیر استعمال کرتا ہے۔ ا
بوجھ نہیں ڈالتا۔ اس سے چکڑالوی جمت

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی توہین کرنے والا غیر مقلد (مرزائی) مرتد ہو گیا

اہلحدیث کے نامور عالم باعمل مولانا عبدالجبار غزنوی نے فرمایا یہ توہین کرنے والا مرتد ہو جائے گا

امرتسر میں ایک محلہ تیلیاں تھا جس میں اہلحدیث حضرات کی اکثریت تھی۔ اس محلے کی مسجد اسی نسبت سے مسجد تیلیاں والی کہلاتی تھی۔ وہاں عبدالعلی نامی ایک مولوی امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی سے پڑھا کرتے تھے ایک بار مولوی عبدالعلی نے کہا کہ ابوحنیفہ سے تو میں اچھا اور بڑا ہوں کیونکہ انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے اُن سے کہیں زیادہ یاد ہیں۔

اس بات کی اطلاع مولانا عبدالجبار غزنوی کو پہنچی، وہ بزرگوں کا نہایت ادب و احترام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے یہ بات سنی تو ان کا چہرۂ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا۔ انہوں نے حکم دیا کہ اس نالائق (عبدالعلی) کو مدرسے سے نکال دو۔ وہ طالب علم جب مدرسے سے نکالا گیا تو مولانا عبدالجبار غزنوی نے فرمایا:

"مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہو جائے گا۔"

مفتی محمد حسن راوی ہیں کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اُسے ذلیل کر کے مسجد سے نکال دیا۔

اس واقعہ کے بعد کسی نے امام صاحب مولانا عبدالجبار غزنوی سے سوال کیا:

"حضرت! آپ کو یہ کیسے علم ہو گیا تھا کہ وہ عنقریب کافر ہو جائے گا۔"

فرمانے لگے کہ جس وقت مجھے اس کی گستاخی کی اطلاع ملی، اُسی وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آ گئی کہ:

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ (حدیث قدسی)

(جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں)

میری نظر میں امام ابوحنیفہؒ ولی اللہ تھے، جب اللہ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہو گیا، تو

فیس بک کے غیر مقلدوں کیلئے لمحہ فکریہ

امام اعظمؒ پر جرح کے نام پر بکواسات کا پول کھل گیا

علامہ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ بہت سارے اہلحدیث (حاسد)
امام ابو حنیفہؒ کی ذہانت اور فہم کیوجہ سے ان پر حسد کرتے تھے اللہ تعالی ہم کو حسد کی بیماری
سے محفوظ رکھے اور حاسدین کے شر سے ہم کو بچائے
(الانتقاء ۲۷۶)

قال أبو عُمَر: كثيرٌ من أهل الحديث استجازوا الطعنَ على أبي حنيفة
لردِّهِ كثيراً من أخبارِ الآحادِ العدول، لأنه كان يَذهَبُ في ذلك إلى عَرْضِها
على ما اجتَمَع عليه من الأحاديث ومَعاني القرآن، فما شَذَّ عن ذلك رَدَّه
وسمَّاه شاذّاً، وكان مع ذلك أيضاً يقولُ: الطاعاتُ من الصلاةِ وغيرِها
لا تُسمَّى إيماناً، وكلُّ من قال من أهل السنة: الإيمانُ قولٌ وعَمَل يُنكِرون
قولَه، ويُبَدِّعُونه بذلك، وكان مع ذلك محسوداً لفهمِه وفطنتِه.

ونَذكُرُ في هذا الكتاب مِن ذِكْرِه، والثناءِ عليه، ما يَقِفُ به الناظرُ فيه على
حالِه، عَصَمَنا الله وكفانا شَرَّ الحاسدين، آمينَ رَبَّ العالمين[1].

(١) قلت: رحم الله تعالى الإمامَ ابنَ عبد البر، فقد لخَّصَ في هذه الكلمات
القليلة: سببَ الطعن في الإمام أبي حنيفة ممن طَعَن فيه من أهل الحديث، فذكر ثلاثة
أسباب:

١ ـ مسلكُ أبي حنيفة في العمل بأخبار الآحاد كما شرحه.

٢ ـ قولُه: الطاعاتُ... لا تدخُلُ في مسمَّى الإيمان.

٣ ـ كونُهُ: كان مَعَ ذلك محسوداً لفهمِهِ وفِطنتِه. ثم قال رحمه الله تعالى داعياً:
«عصمنا الله وكفانا شرَّ الحاسدين، آمين، رَبَّ العالمين». انتهى.

وقد قرَّر أئمةُ علماءِ الحديث النُّقّادُ: أن وجود سببٍ واحدٍ من هذه الأسباب
وأمثالِها، يُسقِطُ طعنَ الطاعن فيمن طَعَن فيه، قال الإمام الحافظ الذهبي رحمه الله
تعالى، في «ميزان الاعتدال» ١: ١١١ في ترجمة الحافظ (أبي نُعَيم أحمد بن عبد الله
الأصبهاني): «كلامُ الأقرانِ بعضِهم في بعض لا يُعبأ به، لا سيما إذا لاح لك أنه لعداوة،

حافظ عبدالعزیز بن ابی رواد" نے کہا: جس نے امام ابو حنیفہ" سے محبت کی وہ سنی ہے اور جس نے ان سے بغض رکھا وہ بدعتی ہے

أخبرنا عبد الله بن محمد قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن محمد قال ثنا نصر بن علي قال قلت لأبي عاصم، أبو حنيفة عندك أفقه أم سفيان؟ قال، هو والله عندي أفقه من ابن جريج، ما رأت عيني رجلاً أشد اقتداراً منه على الفقه.

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن عطية قال سمعت محمد بن المنتصر يقول، قال رجل ليزيد بن هارون، يا أبا خالد! رأي مالك أحب إليك من رأي أبي حنيفة؟ فقال، اكتب حديث مالك فإنه كان ينتقي الرجال، والفقه صناعة أبي حنيفة، ما رأيت رجلاً ناظره في شيء من الفقه إلا ظهر عليه، والفقه صناعته وصناعة أصحابه، والفرائض كأنهم خلقوا لها.

حدثنا العباس بن أحمد الهاشمي قال ثنا علي بن عمرو الحريري قال ثنا علي بن محمد النخعي قال ثنا إبراهيم بن مخلد قال ثنا أبو سعيد البلخي قال سمعت أبا عبد الرحمن المقرئ، قال قال عبد العزيز بن أبي رواد، أبو حنيفة المحنة، من أحب أبا حنيفة فهو سني، ومن أبغضه فهو مبتدع.

أخبرنا أبو القاسم عبد الله بن محمد الحلواني قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن محمد قال ثنا إبراهيم بن سعيد الجوهري قال ثنا شبابة بن سوار قال أخبرني أبي قال، رأيت الحسن بن عمارة في مقابر الخيزران عند قبر أبي حنيفة يبكي ويقول، رحمك الله! كنت لنا خلفاً من مضى وما تركت بعدك خلفاً، إن خلفوك في العلم الذي علمتهم لم يمكنهم أن يخلفوك في الورع إلا بتوفيق، فقلت، من هذا؟ قالوا، قبر أبي حنيفة.

أخبرنا عبد الله بن محمد قال ثنا القاضي أبو بكر مكرم بن أحمد قال ثنا الحسين بن علي بن حبان عن أبيه قال، قيل لأبي زكريا يحيى بن معين، أيما أحب إليك، الشافعي أم أبو حنيفة أم أبو يوسف؟ قال، أما الشافعي فلا أحب حديثه، وأما أبو حنيفة فقد حدث عنه قوم صالحون، وأما أبو يوسف فلم يكن من أهل الكذب، كان صدوقاً. فقيل له، فأبو حنيفة كان يصدق في الحديث؟ قال، نعم، صدوق.

أخبار أبي حنيفة وأصحابه

الإمام المحدث المؤرخ الكبير
الفقيه القاضي أبو عبد الله حسين بن علي الصيمري
المتوفى سنة ٤٣٦هـ

عالم الكتب

فارسی میں نماز پڑھنا، امام ابو حنیفہؒ پہ الزام کا جواب غیر مقلدین کے گھر سے

غیر مقلد حضرات امام ابو حنیفہؒ پہ الزام لگاتے ہیں کہ ان کے نزدیک فارسی میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس بات کا جواب غیر مقلدین کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی نے اپنے فتاوی میں تفصیل سے دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

اس مسئلہ میں امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف ہے مگر صاحبین کا قول عند الحنفیہ مفتی بہ اور قابل اعتماد کے ہے اور امام اعظم کا قول غیر مفتی بہ اور لائق اعتماد کے نہیں ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ امام ممدوح کے نزدیک فارسی وغیرہ زبان میں قرآن پڑھنا نماز میں لاچاری اور غیر لاچاری دونوں حالت میں درست ہے اور صاحبین کے نزدیک فارسی وغیرہ زبان میں قرآن پڑھنا نماز میں جائز نہیں ہاں لاچاری کے وقت درست ہے مگر پڑھنے والا اس صورت میں گنہگار ہوگا لمخالفتہ المتوارث اور امام صاحب نے اپنے اس قول سے رجوع کر کے صاحبین کے قول کو اختیار کیا ہے پس اب ائمہ ثلثہ میں سے کسی کے نزدیک غیر لاچاری کی حالت میں نماز کے اندر فارسی وغیرہ زبان میں قرآن پڑھنا درست نہیں۔ (فتاوی نذیریہ، جلد 1 صفحہ 529،530،531)

غیر مقلدو! اگر تمہارے نزدیک امام اعظمؒ نے اپنے موقف سے رجوع نہیں کیا تو پھر تسلیم کرو کہ تمہارا شیخ الکل نذیر حسین دہلوی جھوٹا تھا جس کے نزدیک امام صاحبؒ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا۔

سوال۔ کیا ائمہ مذہب حنفیہ کے نزدیک نماز میں فارسی وغیرہ زبان میں قرآن پڑھنا درست ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ درصورت مرقومہ معلوم کرنا چاہئے کہ اس مسئلہ میں امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف ہے مگر صاحبین کا قول عند الحنفیہ مفتی بہ اور قابل اعتماد کے ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول غیر مفتی بہ اور لائق اعتماد کے نہیں ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ امام ممدوح کے نزدیک فارسی وغیرہ زبان میں قرآن پڑھنا نماز میں لاچاری اور غیر لاچاری دونوں حالت میں درست ہے اور صاحبین کے نزدیک فارسی وغیرہ زبان میں قرآن پڑھنا نماز میں جائز نہیں ہاں لاچاری کے وقت درست ہے مگر پڑھنے والا اس صورت میں گنہگار ہوگا لمخالفتہ المتوارث اور امام صاحب نے اپنے اس قول سے رجوع کر کے صاحبین

کے قول کو اختیار کیا ہے پس اب ائمہ ثلثہ میں سے کسی کے نزدیک غیر لاچاری کی حالت میں نماز کے اندر فارسی وغیرہ زبان میں قرآن پڑھنا درست نہیں

فاران اکیڈمی

خارجیوں کے گھر کی گواہی

امام ابو حنیفہ کا گستاخ مرتد ہو کر مر جاتا ہے وہابی ملاں کے زندگی کا واقعہ ہے اس سے خارجی غیر مقلدوں کو چاہئے کہ وہ اپنی زبان کو لگام لگائے رکھیں کم از کم اپنے گھر کی گواہی تو تسلم کر لیں

اس بارے میں زیادہ محتاط ہیں۔ اس لیے مثالی طور پر حضرت شیخ الحدیثؒ کو خواب میں دیکھا گیا۔

اور ہمارے مدرسہ کا حال سنیے۔ ایک روز حضرت والد بزرگوار مولانا عبد الجبار غزنوی کے درس بخاری میں ایک طالب علم نے کہہ دیا کہ امام ابو حنیفہؒ کو سترہ حدیثیں یاد تھیں۔ مجھے ان سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں۔ والد صاحب کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اس کو حلقہ درس سے نکال دیا اور مدرسے سے بھی خارج کر دیا اور فرمایا "اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله" فرمایا کہ اس شخص کا خاتمہ دین حق پر نہیں ہوگا۔ ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ معلوم ہوا کہ وہ طالب علم مرتد ہو گیا ہے۔ اعاذنا الله من سوء الخاتمة۔

یہ سب جو آپ سے کہہ رہا ہوں کہ جس طرح ایک حنفی عالم یا حنفی درس گاہ اگر امام شافعیؒ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرے تو اس کو احناف کا من حیث الجماعت مسلک نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی اہل حدیث امام ابو حنیفہؒ کے حق میں کوئی نازیبا کلمہ استعمال کرتا ہے یا دل میں سوء ظن رکھتا ہے تو یہ اہل حدیث کا مسلک نہیں کہلائے گا۔"

امام ابو حنیفہؒ پہ نقد کرنے میں محدثین کا حد سے تجاوز ہونا

عباس بن محمد الدوریؒ کہتے ہیں میں نے یحیی بن معینؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے ساتھی ابو حنیفہؒ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں (نقد کرنے میں) حدود سے تجاوز کرتے ہیں کسی نے کہا کیا امام ابو حنیفہؒ جھوٹ بولتے تھے تو فرمایا وہ اس سے بہت بلند و برتر تھے

جامع بيان العلم وفضله

تأليف
أبي عمر يوسف بن عبد البر
المتوفى ٤٦٣ هـ

تحقيق
أبي الأشبال الزهيري

الجزء الأول

دار ابن الجوزي

عدالته فضلاً [عن][1] أن يتخذ إماماً وترمه [اسم][2] الفسق ، [ولقد عافاهم الله عز وجل من ذلك][3].

ونقموا أيضاً على أبي حنيفة الإرجاء ، ومن أهل العلم من ينسب إلى الإرجاء كثير ، لم يعن أحد بنقل قبيح ما قيل فيه كما عنوا بذلك في أبي حنيفة لإمامته ، وكان أيضاً مع هذا يحسد وينسب إليه ما ليس فيه ، ويختلق عليه ما لا يليق [به][3] ، وقد أثنى عليه جماعة من العلماء وفضلوه ، ولعلنا إن وجدنا نشطة نجمع من فضائله وفضائل مالك والشافعي والثوري والأوزاعي رحمهم الله كتاباً أملنا جمعه قديماً في أخبار أئمة الأمصار إن شاء الله تعالى .

٢١٠٦ - وحدثنا عبد الرحمن بن يحيى ، نا أحمد بن سعيد ، نا أبو سعيد بن الأعرابي ، نا [عباس][4] بن محمد الدوري قال : سمعت يحيى بن معين يقول : « أصحابنا يفرطون في أبي حنيفة وأصحابه . فقيل له : أكان أبو حنيفة يكذب ؟ فقال : كان أنبل من ذلك » .

= صاحب التواليف ، ثقة .

والراجح عندي اسم شيخه : عبد الله بن نافع الصائغ فصحف « نافع » إلى « غانم » ، وإلا فلا أعرفه .

* وإبراهيم بن الأغلب هو التميمي ، أمير المغرب ، أخذ عن الليث بن سعد وغيره ومات سنة ١٩٦هـ .

* * *

٢١٠٦ - إسناده صحيح .

* * *

(١) الزيادة من : ط .
(٢) في ط : إثم بالثاء المثلثة ، وكلاهما له وجه .
(٣) الزيادة ليست في : ط .
(٤) تصحف في ط : عياش .

وأمّا السادسة فالحكم في أهلها دون أهل الّتي قبلها، وفي بعضهم من يكتب حديثه للاعتبار، دون اختبار ضبطهم، لوضوح أمرهم فيه، وإلى هذا أشار الذّهبي بقوله: إن قولهم: ثبت وحجة وإمام وثقة ومتقن من عبارات التّعديل الّتي لا نزاع فيها.

وأمّا صدوق وما بعده ـ يعني من أهل هاتين المرتبتين اللّتين جعلهما ثلاثاً ـ فمختلف فيها بين الحفّاظ، هل هي توثيق أو تليين، وبكل حال فهي منخفضة عن كمال رتبة التوثيق، ومرتفعة عن رتب التّجريح.

٣٢٥ فإن قيل: ما تقدم يقتضي أنّ الوصف بثقة أرفع من: ليس به بأس (وابن معين) بفتح الميم، هو: يحيى الإمام المقدم في الجرح والتّعديل، سوى بينهما؛ إذ قيل له[1]: إنك تقول: فلان ليس به بأس، وفلان ضعيف؟

(قال: من أقول) فيه (لا بأس به فثقة)[2]، ومن أقول فيه: ضعيف فليس بثقة[3]، لا يكتب حديثه[4].

ونحوه قول أبي زرعة الدمشقي[5]: قلت لعبد الرحمن بن إبراهيم دحيم[6] ـ يعني الذي كان في أهل الشام كأبي حاتم في المشرق ـ: ما تقول في علي بن حوشب الفزاري[7]؟ قال: لا بأس به، قال: فقلت: ولم لا تقول ثقة، ولا

(١) القائل: هو ابن أبي خيثمة، كما في تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين لابن شاهين (ص٤٢)، و«الكفاية»، و«علوم الحديث» لابن الصلاح.

(٢) انظر: يحيى بن معين وكتابه التاريخ (٤/٣٧٦، ٣٨١، ٤٠٧) في حماد بن دليل.

(٣) انظر: المصدر السابق (٣/١٦٦، ١٧١) في: الحكم بن عبد الله الأيلي.

(٤) «الكفاية» (ص٦٠)، و«علوم الحديث» (ص١١١).

(٥) هو: الشيخ الإمام محدث الشام عبد الرحمن بن عمرو بن عبد الله بن صفوان النصري الدمشقي، المتوفى سنة إحدى وثمانين ومائتين.

«تذكرة الحفاظ» (٢/ ٦٢٤ ـ ٦٢٥)، و«طبقات الحفاظ» للسيوطي (ص٢٦٦).

(٦) هو: القاضي الإمام الفقيه الحافظ أبو سعيد عبد الرحمن بن إبراهيم بن عمرو بن

٢٢ ــ باب قولِ أبي داود السِّجِسْتاني فيه:

حدثنا عبد الله بن محمد بن عبد المؤمن بن يحيى رحمه الله، قال: أنا أبو بكر محمدُ بن بكر بن عبد الرزاق التَّمَّارُ المعروفُ بابن داسَةَ[1]، قال:

(١) قال العلامة الشيخ عبد الرحمن بن يحيى المُعَلِّمي اليماني رحمه الله تعالى، في ختام مقدمته لكتاب «الإكمال» لابن ماكولا، ص ٦٠، ما يلي:

«الأسماء الأعجمية التي آخِرُها هاءٌ، المعروفُ في الفارسية إسكانُ هذه الهاء. وقد صرّح أهلُ العلم بأن أربعة أسماء يَبقى آخِرُها هاءً، وَقْفاً ووصلاً، وهي: ماجَهْ، دَاسَهْ، مَنْدَهْ، سِيدَهْ.

وكأنَّ وجه هذا أن الهاء في أواخر الأسماء الأعجمية تُعتَبَرُ حرفاً أصلياً، وفي العربية=

٦٧

سمعت أبا داود سليمان بنَ الأشعث بن إسحاق السجستاني رحمه الله يقول: رَحِمَ الله مالكاً كان إماماً، رحم الله الشافعي كان إماماً، رحم الله أبا حنيفة كان إماماً[1].

= أسماءٌ آخِرُها هاءٌ أصلية بعد فتحة، مِثلُ مِذْرَه، ومَتْرَه، ومَهْمَه، فلماذا لا تُحَرَّكُ تلك الهاءُ عند التعريب على أصلها؟ والتحريكُ الذي يَعرِضُ لها في العربية، ليس هو التحريكَ الذي يَعرِضُ لها في العجمية.

بقي أنَّ هناك أسماءً كثيرةً من هذا القبيل، يعاملها المتأخرون معاملةَ ما آخِرُه هاء التأنيث، فهل لذلك مستند؟». انتهى كلامُ المعلِّمي.

قلت: ...

احمد بن علی بن سعید القاضیؒ فرماتے ہیں

کہ میں نے یحییٰ بن معینؒ کو کہتے ہوئے سنا فرماتے ہیں میں نے یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم اللہ کے سامنے جھوٹ نہیں بولتے کہ ہم نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے سے زیادہ اچھی رائے کسی کی نہیں سنی اور ہم نے ان کے اکثر اقوال کو اختیار کیا ہے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید القطان فتویٰ دینے میں کوفیین کے قول کی ہی طرف جاتے تھے اور کوفیین کے قول میں سے امام ابو حنیفہؒ کے قول کو ہی پسند کرتے تھے دیگر کے مقابلے میں اور ان کی رائے کی ہی اتباع کیا کرتے تھے امام صاحبؒ کے اصحابؒ کے مقابلے میں

(((اسناد صحیح)))

أخبرنا العتيقي، قال: حدثنا عبدالرحمن بن عمر بن نصر بن محمد الدمشقي بها، قال: حدثني أبي، قال: حدثنا أحمد بن عليّ بن سعيد القاضي، قال: سمعتُ يحيى بن مَعين يقول: سمعتُ يحيى بن سعيد القطّان يقول: لا نكذب الله ما سمعنا أحسنَ من رأي أبي حنيفة، وقد[1] أخذنا بأكثر أقواله. قال يحيى بن معين: وكان يحيى بن سعيد يذهب في الفتوى إلى قول الكوفيين، ويختار قولَه من أقوالهم، ويتبع رأيه من بين أصحابه[2].

أخبرنا أبو نُعيم الحافظ، قال: حدثنا محمد بن إبراهيم بن عليّ، قال: سمعتُ حمزة بن عليّ البَصْري يقول: سمعتُ الربيع يقول: سمعتُ الشافعي يقول: الناسُ عيالٌ على أبي حنيفة في الفقه[3].

أخبرنا عليّ بن القاسم، قال: حدثنا عليّ بن إسحاق المادَرائي، قال: حدثنا زكريا بن عبدالرحمن، قال: حدثني عبدالله بن أحمد، قال: هارون بن سعيد: سمعتُ الشافعي يقول: ما رأيتُ أحدًا أفقه من أبي حنيفة[4].

قلت: أرادَ بقوله ما رأيتُ، ما علمتُ.

أخبرنا أبو طاهر محمد بن عليّ بن محمد بن يوسف[5] الواعظ، قال: أخبرنا عُبيدالله بن عُثمان بن يحيى الدَّقّاق، قال: حدثنا إبراهيم بن محمد بن أحمد أبو إسحاق البُخاري، قال: حدثنا عباس بن عُزيز أبو الفضل القطّان، قال: حدثنا حَرْملة بن يحيى، قال: سمعتُ محمد بن إدريس الشافعي يقول: الناسُ عيالٌ على هؤلاء الخمسة، من أراد أن يتبحّر في الفقه فهو عيالٌ على أبي حنيفة. قال: وسمعتُه، يعني الشافعي، يقول: كان أبو حنيفة ممن وُفّق له الفقه، ومَن أرادَ أن يتبحّر في الشعر فهو عيالٌ على زُهير بن أبي سُلمى، ومن أرادَ أن يتبحّر في المَغازي فهو عيالٌ على محمد بن إسحاق، ومن أرادَ أن

(١) في م: «ولقد»، وما هنا من النسخ وت ٢٩/ ٤٣٣.
(٢) إسناده صحيح.
(٣) إسناده صحيح.
(٤) إسناده صحيح، وهارون بن سعيد هو الأيلي الثقة، من رجال التهذيب.
(٥) في م: «يونس»، وهو تحريف، وما هنا هو الذي في تهذيب الكمال أيضًا، وهو الصواب.

دفاع امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

امام ابو حنیفہؒ پہ امام نسائیؒ کی جرح کا رد

امام ابن حجر عسقلانیؒ نے اس جرح کا جواب دیا فرماتے ہیں کہ امام نسائیؒ آئمہ حدیث میں سے ہیں انھوں نے امام اعظمؒ کے بارے میں جو بات کہی ہے وہ اپنے علم اور اجتہاد کے مطابق کہی ہے اور ہر شخص کی بات لائق قبول نہیں ہوتی آگے فرماتے ہیں ان (امام ابو حنیفہؒ) کا مذہب یہ تھا کہ اسی حدیث کو نقل کرنا درست ہے جو سننے کے وقت سے بیان کرنے کے وقت تک (مسلسل) یاد ہو باب روایت میں اسی کڑی شرط کی بنا پر ان سے منقول روایتیں کم ہو گئیں ہیں ورنہ وہ فی نفسی کثیر الروایات ہیں بہر حال (امام ابو حنیفہؒ کے متعلق) اس طرح کی باتوں میں نہ پڑھنا ہی بہتر ہے کیونکہ امام ابو حنیفہؒ اور ان جیسے آئمہ دین ان لوگوں میں سے ہیں جو اس پل (جرح و تعدیل) کو پار کر چکے ہیں لہذا ان میں سے (ان کے خلاف) کسی کی جرح موثر نہیں ہو گی

[توثيق الإمام ابي حنيفة]

ومنها ما سئل عمّا ذكره النسائي في «الضعفاء والمتروكين»⁽¹⁾ عن أبي حنيفة رضي الله عنه مِنْ أنّه ليس بقوي في الحديث، وهو كثيرُ الغلط

(1) ساقطة من (ب).

٩٤٦

والخطأ على قِلّة روايته، هل هو صحيحٌ، وهل وافقه على هذا أحدٌ مِنْ أئمة المحدِّثين أم لا؟

فأجاب بما قرأته مِنْ خطّه: النسائي مِنْ أئمة الحديث، والذي قاله إنّما هو بحسب ما ظهرَ له وأدّاه إليه اجتهادُه، وليس كلُّ أحدٍ يُؤْخذ بجميع قوله. وقد وافق النسائيَّ على مطلق القول في الإمام جماعةٌ مِنَ المحدِّثين، واستوعبَ الخطيبُ في ترجمته مِنْ «تاريخه» أقاويلهم، وفيها ما يُقْبَلُ وما يُرَدُّ.

وقد اعتُذِرَ عَنِ الإمام بأنّه كان يرى أنّه لا يحدث إلا بما حفظه منذُ سمعه إلى أنْ أدّاه، فلهذا قلّتِ الرواية عنه، وصارت روايته قليلةً بالنسبة لذلك، وإلا فهو في نفس الأمر كثير الرواية.

وفي الجملة، تَرْكُ الخَوْضِ في مثل هذا أولى، فإنَّ الإمامَ وأمثالَه ممّن قفزوا القنطرة، فما صار يُؤثِّرُ في أحدٍ منهم قولُ أحدٍ، بل هم في الدرجة التي رفعهم الله تعالى إليها من كونهم متبوعين مقتدى بهم، فليُعتَمَدْ هذا، والله ولي التوفيق.

ومنها ما سئل عن معنى قوله تعالى: ﴿مُسَوِّمِينَ﴾ [آل عمران:

مناقب امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ بزبان محدثین

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں

میری آنکھوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی مثل نہیں دیکھا

(((اسناد صحیح)))

قلت: وهو حديث موضوع تفرّد بروايته البُورقي وقد شرحنا فيما تقدّم أمره وبيّنا حاله[1].

أخبرنا الخلّال، قال: أخبرنا الحَريري أنّ النَّخَعي حدّثهم، قال: أخبرنا سُليمان بن الربيع الخَزّاز، قال: حدثنا محمد بن حَفْص عن الحسن بن سُليمان أنه قال في تفسير الحديث: «لا تقومُ الساعة حتى يَظْهر العلم». قال: هو علم أبي حنيفة وتفسيره الآثار.

أخبرنا الحسن بن أبي بكر، قال: أخبرنا القاضي أبو نَصْر أحمد بن نَصْر ابن محمد بن إشكاب البُخاري، قال: سمعتُ محمد بن خَلَف بن رجاء يقول: سمعتُ محمد بن سلمة يقول: قال خَلَف بن أيوب: صارَ العلمُ من الله تعالى إلى محمد ﷺ ثم صارَ إلى أصحابه، ثم صارَ إلى التّابعين، ثم صارَ إلى أبي حنيفة وأصحابه فمن شاء فليَرضَ، ومن شاء فليَسخَط[2].

أنبأنا محمد بن أحمد بن رزق، قال: حدثنا محمد بن عُمر الجِعابي، قال: حدثني أبو بكر إبراهيم بن محمد بن داود بن سُليمان القَطّان، قال: حدثنا إسحاق بن البُهلول، قال: سمعتُ ابن عُيينة يقول: ما مَقَلَت عيني مثل أبي حنيفة[3].

أخبرني محمد بن أحمد بن يعقوب، قال: أخبرنا محمد بن نُعيم الضَّبّي، قال: سمعتُ أبا الفَضل محمد بن الحُسين قاضي نَيسابور، يقول:

---

(1) ٣/ الترجمة ٨٤٢، وهو كذاب أشر، وأخرجه ابن الجوزي في الموضوعات (٢/ ٤٨-٤٩) من طريق المصنف، وقد حاول بعض المتأخرين تقوية هذا الحديث بحجة أن له طرقًا متعددة، منهم البدر العيني في تاريخه الكبير، فقد قام بجمع طرقه التالفة الواهية، واستصعب الحكم عليه بالوضع، وتابعه على ذلك الكوثري في تأنيب الخطيب، ومما لا يجهله أهل هذه الصنعة أن تعدد طرق الحديث الموضوع لا يزيده إلا وهنًا، فإن الكذابين والوضاعين يسرق بعضهم من بعض، ويختلقون أسانيد يغتر بها من لا دراية له بهذا الشأن فيحسبها متابعات يعضد بعضها بعضًا.

(2) خلف بن أيوب هو أبو سعيد العامري البلخي صدوق، وهذا رأيه الخاص.

(3) إسناده صحيح، إسحاق بن البهلول ثقة، وقد تقدمت ترجمته في هذا الكتاب (٧/ الترجمة ٣٣٤٣). على أن الثابت والمحفوظ عن سفيان بن عيينة سوء القول في أبي حنيفة.

تاريخ مدينة السلام

وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء من غير أهلها ووارديها

تأليف

الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي

٣٩٢-٤٦٣ هـ

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

کیا امام اعظم امام ابو حنیفہؒ نے قرآن پاک کو مخلوق کہا ہے؟

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں

"کہ یہ صحیح نہیں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو مخلوق کہا ہے"

(اسناد صحیح)

حدثنا القاضي أبو جعفر السمناني، قال: حدثنا الحسن بن أبي عبدالله السمناني، قال: حدثنا الحسين بن رَخمة الوهبي، قال: حدثنا محمد بن شجاع الثلجي، قال: حدثنا محمد بن سماعة عن أبي يوسف، قال: ناظرتُ أبا حنيفة ستة أشهر، حتى قال: من قال القرآن مخلوق فهو كافر[3].

أخبرنا الخلال، قال: أخبرنا الحريري أنّ النخعي حدثهم، قال: حدثنا أحمد بن الصلت، قال: حدثنا بشر بن الوليد، عن أبي يوسف، عن أبي حنيفة، قال: مَن قال القرآن مخلوقٌ فهو مُبتدع، فلا يقولنّ أحدٌ بقوله، ولا يُصلّينّ أحدٌ خلفه[4].

وقال النخعي: حدثنا نجيح بن إبراهيم، قال: حدثني ابن أبي[5] كرامة ورّاق أبي بكر بن أبي شيبة، قال: قدم ابن مبارك على أبي حنيفة، فقال له أبو حنيفة: ما هذا الذي دبّ فيكم؟ قال له: رجلٌ يقال له جَهْم، قال: وما يقول؟ قال: يقول القرآن مخلوق، فقال أبو حنيفة: ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا﴾[6] [الكهف].

وقال النخعي: حدثنا أبو بكر المرّوذي، قال: سمعتُ أبا عبدالله أحمد ابن حنبل يقول: لم يصحّ عندنا أنّ أبا حنيفة كان يقول: القرآن مخلوق[7].

---

(١) في م: «الزمقي»، وهو تحريف، وهي نسبة إلى «ترمق» من قرى الري.
(٢) إسناده حسن، الترمقي لا نعلم فيه جرحًا، والحكم بن بشير هو النهدي صدوق، من رجال التهذيب.
(٣) إسناده ضعيف جدًا، محمد بن شجاع الثلجي متروك.
(٤) إسناده تالف، أحمد بن الصلت هو أحمد بن محمد بن المغلس الحماني الكذاب.
(٥) سقطت من م.
(٦) نجيح بن إبراهيم ذكره ابن حبان في الثقات ٩/ ٢٢٠.
(٧) إسناده صحيح.

امام الحدیث امام اعمش رحؒ اور فقیہ الحدیث امام ابو حنیفہ رحؒ

عبید اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ [میں امام اعمش کی مجلس میں ایک شخص آیا اور ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا، آپ کوئی جواب نہ دے سکے، دیکھا کہ امام ابو حنیفہ تشریف رکھتے ہیں تو امام اعمش رحؒ نے کہا امام ابو حنیفہ کو : اے نعمان ! تمہارا کیا کہنا ہے اس پر اور اس پر ؟؟؟ آپ نے کہا : یہ اور یہ . انہوں نے پوچھا : کہاں سے تم یہ کہتے ہو؟ کہا : آپ ہی نے تو مجھے فلاں حدیث اپنی سند سے بیان کی تھی، اسی سے یہ مسئلہ اس طرح نکلتا ہے الخ۔ امام اعمش یہ دیکھ کر بے ساختہ فرمانے لگے آپ اے گروہ فقہاء اطبیب ہیں اور ہم لوگ عطار ہیں

من قول الأعمش :

« أنتم الأطباء ونحن الصيادلة » .

١٩٧٢ – ومن هنا قال الزبيدي :

إن من يحمل الحديث ولا يعرف فيه التأويل كالصيدلاني

وقد تقدم ذكر هذه الأبيات بتمامها في كتابنا هذا .

١٩٧٣ – أخبرني خلف بن قاسم ، ثنا محمد بن القاسم بن شعبان ، ثنا إبراهيم بن عثمان بن سعيد ، ثنا علان بن المغيرة[1] ، ثنا علي بن معبد بن شداد ، ثنا عبيد الله بن عمرو قال :

« كنت في مجلس الأعمش فجاءه رجل فسأله عن مسألة فلم يجبه فيها ، ونظر فإذا أبو حنيفة فقال : يا نعمان ! قل فيها ، قال : القول فيها كذا ، قال : من أين ؟ قال : من حديث [كذا أنت][2] حدثتناه ، قال : فقال الأعمش : « نحن الصيادلة وأنتم الأطباء » .

١٩٧٤ – [وذكر الزبير بن بكار ، ثنا محمد بن سلام ، ثنا يحيى بن سعيد القطان قال :

« رواة الشعر أعقل من رواة الحديث ، لأن رواة الحديث يروون موضوعاً ومصنوعاً كثيراً ، ورواة الشعر ساعة ينشدون المصنوع ينتقدونه ويقولون : هذا مصنوع » .][3]

١٩٧٥ – [وذكر ابن مفسر قال : سمعت ابن أبي داود يقول : سمعت أبي يقول :

« الحديث لا يحتمل حُسن الظن » .][4]

(١) في ط جاء بعد بين علان وابن معبد [علي بن المغيرة] ، وهو خطأ .
(٢) الزيادة ليست في : ط .
(٣) هذا الأثر ليس في : ط ، وتقدم برقم (١٩٦٣) .
(٤) هذا الأثر ليس في : ط .

جامع بيان العلم وفضله

تأليف

أبي عمر يوسف بن عبد البر

المتوفى سنة ٤٦٣ هـ

تحقيق

أبي الأشبال الزهيري

الجزء الأول

دار ابن الجوزي

چاروں آئمہ فقہا برحق تھے غالی غیر مقلد زبیر زئی کا اعتراف

غیر کے مقلدوں کا پیر داد زبیر علی زئی کا اعتراف چاروں آئمہ فقہ کے لحاظ سے برحق تھے
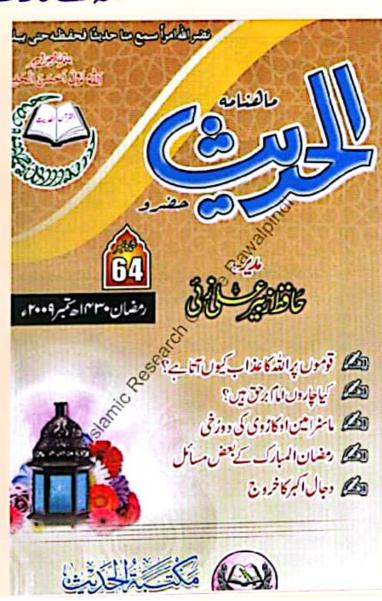
دیکھئے کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی (ج ۲ ص ۷۸۹)
اگر احمد بن یحییٰ بن عثمان کا ذکر کاتب کی غلطی نہیں تو عرض ہے کہ یعقوب بن سفیان سے مروی ہے کہ میں نے ہزار اور زیادہ اساتذہ سے حدیث لکھی ہے اور سارے ثقہ تھے الخ
(تہذیب الکمال ج ۱ ص ۳۶، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، اختصار ابن منظور ۱۰۶/۳ ترجمہ احمد بن صالح المصری)
تاریخ دمشق کا مذکورہ ترجمہ نسخۂ مطبوعہ میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس قول کی سند مل نہ سکی اور یہ قول اختصار کے ساتھ تاریخ بغداد (۱۹۹/۴، ۲۰۰ وسندہ صحیح) وغیرہ میں موجود ہے۔
واللہ اعلم نیز دیکھئے التنکیل لما فی تانیب الکوثری من الا باطیل (۱/۲۴)

⑨ بعد کے علماء نے بھی مروجہ تقلید سے منع فرمایا تھا مثلاً امام ابو محمد القاسم بن محمد بن القاسم القرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) نے مقلدین کے رد پر ایک کتاب لکھی۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۳۲۹/۱۳ ت ۱۵۰) اور دین میں تقلید کا مسئلہ (ص ۳۹)
حافظ ابن حزم نے کہا: اور تقلید حرام ہے۔ (النبذۃ الکافیۃ فی احکام اصول الدین ص ۷۰)
عینی حنفی (!) نے کہا: پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے اور ہر چیز کی مصیبت تقلید کی وجہ سے ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ ج ۱ ص ۳۱۷)

⑩ دینِ اسلام میں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے کہ امام ابو حنیفہ کی تقلید کرنے والے پر امام شافعی وغیرہ کی تقلید حرام ہے۔

⑪ مروجہ تقلید کی وجہ سے اُمت میں بڑا انتشار اور اختلاف ہوا ہے۔
مثلاً دیکھئے الفوائد البہیہ (ص ۱۵۲، ۱۵۳) میزان الاعتدال (۵۲/۴) فتاویٰ العزازیہ (۱۱۲/۴) اور دین میں تقلید کا مسئلہ (۸۹، ۹۰)
مزید تفصیل کے لئے اعلام الموقعین وغیرہ بہترین کتابوں کا مطالعہ کرنا مفید ہے۔
درج بالا جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ فقیہ ہونے کے لحاظ سے چاروں امام اور دوسرے ہزاروں لاکھوں ثقہ صحیح العقیدہ امام برحق تھے مگر دین میں مروجہ تقلید کسی ایک کی بھی جائز نہیں

فصـــل

في بيان ضعف قول من قال : إن مذهب الامام أبي حنيفة أقل المذاهب احتياطاً في الدين اعلم يا أخي أن هذا قول متعصب على الإمام رضي الله عنه ، وليس عند صاحبه ذوق في العلم فإني بحمد الله تتبعت مذهبه فوجدته في غاية الاحتياط والورع لان الكلام صفة المتكلم ، وقد أجمع السلف والخلف على كثرة ورع الإمام وكثرة احتياطاته في الدين وخوفه من الله تعالى فلا ينشأ عنه من الأقوال الا ما كان على شاكلة حاله ، على أنه ما من إمام إلا وقد شدد في شيء وترك التشديد في شيء آخر توسعة للأمة كما يعرف ذلك من سير مذاهبهم كلها مثل ما سبرناها ، فبتقدير وجود قلة الاحتياط في شيء من مذهب الإمام أبي حنيفة رضي الله عنه ، فلا خصوصية له في ذلك .

فامتحن يا أخي ما قلته لك في جميع أبواب الفقه ـ من باب الطهارة إلى آخر الأبواب ـ تعرف صدق قولي ، لا سيما في الأموال والأبضاع فإنه إن احتاط إمام المشتري قل احتياطه للبائع ، وإن احتاط إمام لوقوع الطلاق من الزوج قل احتياطه لمن يتزوجها بعده وبالعكس ، فقد لا يكون الطلاق وقع بذلك اللفظ الذي قاله الحالف ، وقس على ذلك سائر مسائل الخلاف ثم إن ما سماه هذا المعترض قلة احتياط من الإمام أبي حنيفة رضي الله عنه ليس هو بقلة احتياط وإنما هو تيسير وتسهيل على الأمة تبعا لما بلغه عن الشارع ﷺ فإنه [1] يقول « يسروا ولا تعسروا » [2] يعني في

---

(١) ب فانه كان يقول

(٢) سبق تخريج هذا الحديث ص ١٣٧ .

جامع بيان العلم وفضله

تأليف

أبي عمر يوسف بن عبد البر

المتوفى ٤٦٣ هـ

تحقيق

أبي الأشبال الزهيري

الجزء الأول

دار ابن الجوزي
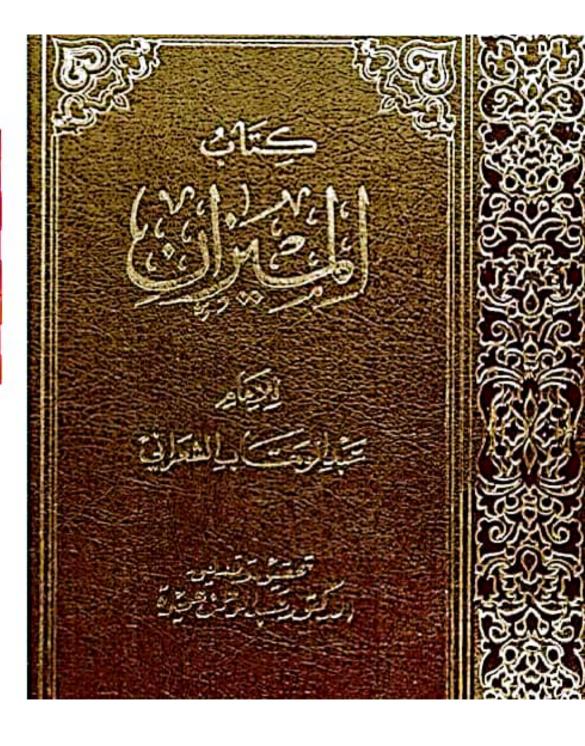
«قبض رسول الله ﷺ وقد استكمل هذا الأمر، فإنما ينبغي أن يُتبع آثار رسول الله ﷺ وآثار الصحابة ولا يُتبع الرأي؛ فإنه متى اتبع الرأي جاء رجل آخر أقوى في الرأي منك فاتبعته، فأنت كلما [جاء][1] رجل فغلبك اتبعته أرى هذا لا يتم»[2].

٢١١٨ وحدثنا عبد الله، نا الحسن، نا يعقوب، نا أحمد بن عثمان، عن [عمر][3] بن حفص بن غياث، عن أبيه قال:

«كنت أجالس أبا حنيفة فربما سمعته يقول في اليوم الواحد في المسألة الواحدة خمسة أقوال، ينتقل من قول إلى قول، فقمت عنه وتركته، وطلبت الحديث».

٢١١٩ حدثنا عبد الله، نا الحسن، نا يعقوب، نا عبد الله بن عثمان قال:

سمعت عبد الله بن المبارك يقول:

«كان يعجبني مجالسة سفيان الثوري، وكنت إذا شئت رأيته مصلياً، وإذا شئت رأيته في الزهد، وإذا شئت رأيته في الغامض من الفقه، وربَّ مجلس شهدتُه ما صُلّي فيه على النبي ﷺ».

قال عبدان: كأنه عرَّض بمجلس أبي حنيفة.

* * *

- * الجبيني ضعيف. وتقدم برقم (٢٠٧٢).

* * *

٢١١٨ - إسنادُهُ صحيحٌ، ورجاله ثقات.

* * *

٢١١٩ - إسنادُهُ صحيحٌ، ورجاله ثقات.

* وعبدان لقب عبد الله بن عثمان العتكي.

* * *

(١) الزيادة ليست في الأصل، زدتها من الرقم السلف (٢٠٧٢).

(٢) هذا الأثر وما بعده إلى آخر الباب ليس في: ظ.

(٣) وجاء في الأصل: عمرو. وما أثبتناه هو الصواب.

تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں امام اعظم رحمہ اللہ کا تذکرہ

امام مزیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کا ذکر یوں فرمایا

النعمان بن ثابت التیمی ابو حنیفہ الکوفی فقیہ اہل العراق وامام اصحاب الرائے اہل فارس میں سے سیدنا انسؓ بن مالک کو دیکھا اور پورے تذکرے میں آپ کے صرف فضائل ومناقب بیان کئے اور ایک لفظ بھی جرح کا نقل نہیں کیا

روى له الجماعة[5].

٦٤٣٩ - ت س: النُّعمان[6] بنُ ثابت التَّيميُّ، أبو حَنيفة

(١) الاستيعاب: ١٤٩٩/٤.

(٢) في المطبوع من الاستيعاب: «وذلك».

(٣) تحرف في المطبوع من الاستيعاب إلى: «نخاف».

(٤) في المطبوع من الإستيعاب: «فطلبه».

(٥) هذا هو آخر الجزء الخامس عشر بعد المئتين من نسخة المؤلف التي بخطه.

(٦) طبقات ابن سعد: ٣٦٨/٦، و٣٢٢/٧، وتاريخ الدوري: ٦٠٧/٢، وابن محرز، =

٤١٧

الكوفيُّ، مولى بني تَيم الله بن ثَعْلَبة، فقيهُ أهل العراق، وإمامُ أصحاب الرأي، وقيل: إنه من أبناء فارس.

رأى أنس بن مالك.

وروى عن إبراهيم بن محمد بن المُنْتَشِر، وإسماعيل بن عبدالملك بن أبي الصُّفَيْراء، وجَبَلة بن سُحَيْم، وأبي هِنْد الحارث ابن عبدالرَّحمان الهَمْدانيّ، والحَسن بن عُبيدالله، والحَكَم بن عُتَيْبة، وحَمّاد بن أبي سُليمان، وخالد بن عَلْقمة، ورَبيعة بن أبي عبدالرَّحمان، وزُبَيْد اليامِيّ، وزياد بن عِلاقة، وسعيد بن مَسْرُوق الثَّوريّ، وسَلَمة بن كُهَيْل، وسِماك بن حَرْب، وأبي رُؤْبة شَدّاد

امام اعظم امام ابو حنیفہؒ اور علم حدیث

محدث کبیر امام محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
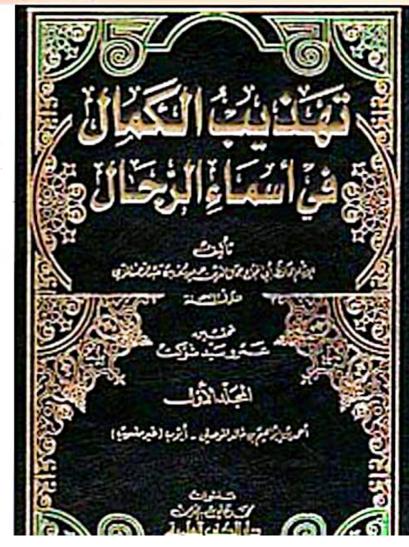
معلوم ہونا چاہئے کہ امام ابو حنیفہؒ کبار حفاظ حدیث میں سے ہیں، اور اگلے صفحوں میں یہ بات گزر چکی ہے کہ امام صاحبؒ نے چار ہزار شیوخ تابعین وغیرہ سے تسہیل علم کیا ہے اور حافظ ناقد امام ذہبیؒ نے اپنی مفید ترین کتاب تذکرۃ الحفاظ میں حفاظ الحدیث میں امام صاحبؒ کا بھی ذکر کیا ہے جو امام ابو حنیفہؒ کے حافظ حدیث ہونے کی پختہ دلیل ہے

جامعة الملك عبد العزيز
كلية الشريعة والدراسات الإسلامية
قسم الدراسات العليا الشرعية
فرع الكتاب والسنة

رسالة مقدمة لنيل درجة الماجستير

بعنوان

عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان
"تحقيق ودراسة"

إعداد

مولوي محمد ملا عبد القادر الأفغاني

إشراف
فضيلة الدكتور الأستاذ
أحمد فهمي أبو سنة

الباب الثالث والعشرون

في بيان كثرة حديثه، وكونه من أعيان الحفاظ المحدثين، والرد على من زعم قلة اعتنائه بالحديث.

وبيان المسانيد التي خرجها له الحفاظ من حديثه، وذكر أربعين حديثا من مروياته رضي الله عنه.

اعلم - رحمك الله تعالى - أن الإمام أبا حنيفة رحمه الله تعالى - من كبار حفاظ الحديث، وقد تقدم أنه أخذ عن أربعة آلاف شيخ من أئمة التابعين وغيرهم، وذكره الحافظ الناقد أبو عبد الله الذهبي في كتابه الممتع(1) في طبقات الحفاظ من المحدثين(2) - فمن الحفاظ منهم، ولقد أصاب وأجاد، ولولا كثرة اعتنائه بالحديث ما تهيأ له استنباط مسائل الفقه، فإنه أول من استنبطه من الأدلة، وعدم ظهور حديثه في الخارج لا يدل على عدم اعتنائه بالحديث كما زعمه بعض من يحسده، وليس كما زعم، وإنما قلة الرواية عنه وإن كان متسع الحفظ، لأمرين: أحدهما: اشتغاله عن الرواية باستنباط المسائل من الأدلة، كما كان أجلاء الصحابة، كأبي بكر وعمر وغيرهما يشتغلون بالعمل عن الرواية، حتى قلت روايتهم(3) بالنسبة إلى كثرة اطلاعهم، وكثرت رواية من دونهم بالنسبة إليهم، وهذا الإمام مالك، والإمام الشافعي لم يرويا إلا القليل بالنسبة إلى ما سمعاه، وكل ذلك لاشتغالهما باستخراج المسائل من الأدلة، وقال فارس بن الحسن في معنى ذلك:

يا طالب العلم الذي ... ذهبت بمدته الرواية
كن في الرواية ذا عناية ... بالرواية والدراية
وارو القليل وراعه(5) ... فالعلم ليس له نهاية

أخبرنا العَنْبري، قال: أخبرنا عُمر بن إبراهيم، قال: حدثنا مُكْرَم بن أحمد، قال: حدثنا أحمد بن محمد بن مُغَلِّس، قال: حدثنا محمد بن مُقاتل، قال: سمعتُ ابن المُبارك، قال: إن كان الأثر قد عُرِف واحتيجَ إلى الرّأي فرأي مالك وسُفيان وأبي حنيفة، وأبو حنيفة أحسنُهم وأدقُّهم فطنة، وأغوصُهم على الفقه، وهو أفقه الثلاثة. وقال أحمد بن محمد: حدثنا نَصْر بن عليّ، قال: سمعتُ أبا عاصم النَّبيل سُئل: أيما أفقه سُفيان أو أبو حنيفة؟ فقال: إنما يقاس الشيء إلى شكله أبو حنيفة فقيه تامُّ الفقه، وسُفيان رجلٌ مُتفقِّه[1].

أخبرنا محمد بن الحُسين بن الفَضْل القَطّان، قال: أخبرنا عُثمان بن أحمد الدقّاق، قال: حدثنا محمد بن إبراهيم أبو حمزة المَرْوزي، قال: سمعتُ ابن أعين أبا الوزير المروزي، قال: قال عبدالله، يعني ابن المُبارك: إذا اجتمع سُفيان وأبو حنيفة فمن يقومُ لهما على فُتيا؟

أخبرنا الحُسين بن عليّ بن محمد المُعَدِّل، قال: حدثنا عليّ بن الحسن الرّازي، قال: حدثنا محمد بن الحُسين الزَّعفراني، قال: حدثنا أحمد بن زُهير[2]، قال: حدثنا الوليد بن شُجاع، قال: حدثنا عليّ بن الحسن بن شَقيق، قال: كان عبدالله بن المُبارك يقول: إذا اجتمعَ هذان على شيء فذاك قويٌّ، يعني الثّوري وأبا حنيفة[3].

أخبرنا التَّنوخي، قال: حدثني أبي، قال: حدثنا أبو بكر محمد بن حَمْدان بن الصَّبّاح، قال: حدثنا أحمد بن الصَّلْت بن المُغَلِّس، قال: حدثنا الحِمّاني، قال: حدثنا ابن المُبارك، قال: رأيتُ مِسْعرًا في حَلْقة أبي حنيفة جالسًا بين يديه، يسأله ويستفيدُ منه، وما رأيتُ أحدًا قطّ تكلّم في الفقه أحسن

---

(1) إسناده تالف، فأحمد بن محمد بن الصلت كذاب أشر.
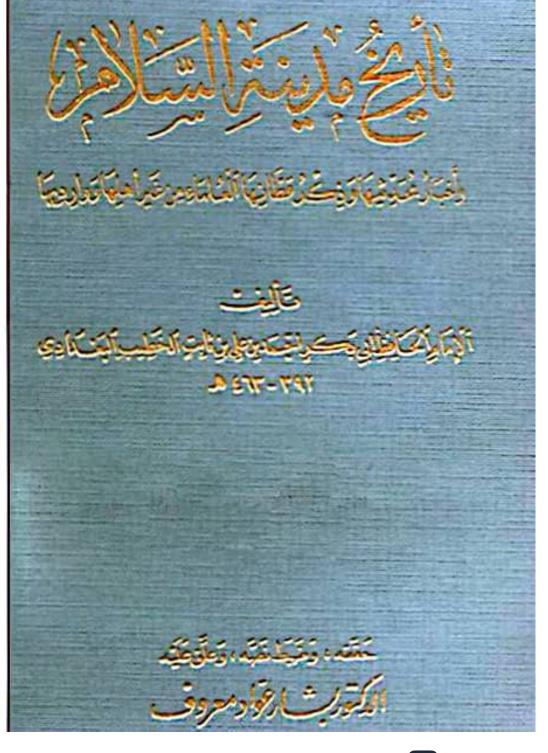
(2) هكذا في ك وهـ١٠، وفي أ: «محمد بن زهير»، وهو تحريف، وهو أحمد بن أبي خيثمة زهير بن حرب، وهو من الرواة عن الوليد بن شجاع الكندي الكوفي، كما في تهذيب الكمال ٣١/ ٢٣.

(3) إسناده صحيح، رجاله ثقات.

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا علم حدیث میں مقام

عبد الحمید الحمانی کہتے ہیں میں نے ابو سعد صاغانی کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص امام ابو حنیفہ کے پاس آیا اور پوچھا سفیان ثوری سے روایت لینے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ان سے حدیث لے لو؛ ماسوائے ان حدیثوں کے جنھیں وہ ابو اسحاق عن الحارث کی سند سے روایت کریں یا جنھیں وہ جابر جعفی سے نقل کریں۔

كتاب

القراءة خلف الإمام

للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي

صاحب السنن الكبرى

(٣٨٤ هـ - ٤٥٨ هـ)

خرج أحاديثه ، واعتنى بتصحيحه

خادم السنة المطهرة

أبو هاجر

محمد السعيد بن بسيوني زغلول

صاحب

موسوعة أطراف الأحاديث النبوية

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

محمد بن إسحاق بن يسار وتكذيب جابر الجعفي وتكفيره .

ولو لم يكن في جرح جابر الجعفي الا قول أبي حنيفة رحمه الله لكفاه به شراً فإنه رآه وجربه وسمع منه ما يوجب تكذيبه فاخبر به ، وذلك فيما أخبرنا أبو سعد الماليني انا ابو احمد بن عدي الحافظ نا الحسن[2] بن عبد الله القطان نا أحمد بن أبي الحواري قال : سمعت أبا يحيى الحماني يقول : سمعت أبا حنيفة يقول : ما رايت فيمن رايت افضل من عطاء ولا لقيت فيمن لقيت أكذب من جابر الجعفي ، ما اتيته بشيء قط من رأيي إلا جاءني فيه بحديث وزعم ان عنده كذا وكذا الف حديث عن رسول الله ﷺ لم يظهرها .

وأخبرنا ابو سعد انا ابو احمد انا عبد الله بن محمد بن عبد العزيز نا

(١) سبق تخريجه رقم ٣٤٢ .

(٢) في هامش الأصل الحسين .

محمود بن غيلان نا عبد الحميد قال : سمعت أبا سعد الصاغاني يقول : جاء رجل إلى أبي حنيفة فقال : ما ترى في الأخذ عن الثوري فقال اكتب عنه ما خلا حديث أبي إسحاق عن الحارث عن علي وحديث جابر الجعفي .

اخبرنا ابو عبد الله الحافظ قال : سمعت أبا العباس محمد بن يعقوب يقول : سمعت العباس بن محمد الدوري يقول : سمعت أبا يحيى الحماني يقول : سمعت ابا حنيفة يقول : ما رايت فيمن رايت أكذب من جابر الجعفي .

وروى من وجه آخر أضعف من هذا عن أبي الزبير .

سلسلة السؤالات الحديثية (٩)

سؤالات أبي إسحاق إبراهيم بن الجنيد

الإمام
يحيى بن معين
(١٥٨ - ٢٣٣ هـ)

في الجرح والتعديل وعلل الحديث

جمعه وحققه
أبو عمر محمد بن علي الأزهري
غفر الله ولوالديه وللمسلمين

١٩٠- سمعتُ يَحْيَى بن مَعين يقولُ: أبو عَوَانة[1] أروى عن مُغيرة[2] من جَرير[3].

١٩١- سُئِلَ يَحْيَى بن مَعين، وأنا أسمع: يُعرف عن مُغيرة، عن إبراهيم[4]، أنه كَرِه بيع القِرَدة؟ فقالَ يَحْيَى: كانَ شيخٌ بالبصرة، يقالُ له: أيوب بن واقد، يُحدِّث به عن مُغيرة، عن إبراهيم. ليس بثقة[5].

١٩٢- سمعتُ يَحْيَى بن مَعين يقولُ: قضى شَريك بن عبد الله على عبد الله بن إدريس بقضية. وأمر بحبسه [بحقٍ][6]. فقالَ له ابن إدريس: القضاء فيه كذا وكذا.
فقال له شريك: أذهب فأنت بهذا حاكة الزعافر[7].
قال يَحْيَى: الزعافر من بني أود[8].

١٩٣- سُئِلَ يَحْيَى بن مَعين، وأنا أسمع: سمع قَتادة من سَعيد بن جُبير؟ فقالَ يَحْيَى بن مَعين: لم يسمع قَتادة من سَعيد بن جُبير، ولا من مُجاهد، ولا من سُليمان[9] شيئًا، ربما أُدخل بينهم رجلًا. وربما أرسل. وأكثر ذلك لا يُدخل. يرسلها.

١٩٤- قالَ أبو داود النَّحويُّ، سُليمان بن مَعْبَد، ليَحْيَى بن مَعين: حدَّثنا مُسلم بن إبراهيم (قالَ: سمعتُ حَمَّاد بن سَلَمة يقولُ: أبغضَ اللهُ أبا حنيفة بكذا وكذا لا يكنى)[10] فقال يحيى بن معين: أساء أساء[11].

(١) أبو عوانة: الوضاح بن عبد الله اليشكري. «تهذيب التهذيب» ٧٦/٦ (٨٥٧٠).
(٢) مغيرة بن مقسم الضبي مولاهم أبو هشام الكوفي، الفقيه. «تهذيب التهذيب» ٥١٦/٥ (٧٩٦٢).
(٣) جرير بن عبد الحميد.
(٤) إبراهيم بن يزيد بن قيس بن الأسود النخعي الفقيه الكوفي. «تهذيب التهذيب» ١١٥/١ (٣٢٥).
(٥) «تاريخ الدوري» (٣٩٣٦)، و«الميزان» ١/(١١١٣).
(٦) من النسخة الأولى.
(٧) زاد في رواية الدوري (٢١٧٥): «وكان ابن إدريس في الزعافر وعنده حاكة».
(٨) الزعافر اسمه عامر بن حرب بن سعد بن منبه بن أود، وسميت به القبيلة. «اللباب» ٦٨/٢.

بشارت امام اعظم ابو حنیفہؒ حدیث نبویؐ میں

حدیث مبارکہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر دین ثریا ستارے پر بھی ہو گا تو اہل فارس میں سے ایک شخص اس کو حاصل کر لے گا
(بخاری و مسلم وحلیہ اولیاء لابو نعیمؒ)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس روایت کا مصداق امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو قرار دیا

((یوشك ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون احدا اعلم من عالم المدینة))

''عنقریب لوگ تلاش علم میں اونٹوں پر سوار ہو کر نکلیں گے پس عالم مدینہ (امام مالک) سے زیادہ کسی کو عالم نہیں پائیں گے''۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ ﷺ نے اس حدیث میں خوشخبری سنائی:

((لا تسبوا قریشا فان عالمها یملأ الارض علما)) (حلیہ)

''قریش کو گالی مت دو اس لئے کہ ان کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا''۔

میں کہتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس حدیث میں بشارت دی ہے جس کو ابو نعیم نے حلیہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے۔

((قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم بالثریا لتناوله رجال من ابناء فارس)) (طبرانی)

''فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر علم ثریا ستارے پر بھی ہوگا تو اہل فارس میں سے ایک شخص اس کو حاصل کر لے گا''۔

شیرازی نے کتاب الالقاب میں قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث تخریج کی ہے:

((قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم معلقا بالثریا لتناوله قوم من ابناء فارس)) (طبرانی)

''فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اگر علم ثریا ستارے پر بھی معلق ہوگا تو اہل فارس میں سے اس کو ایک قوم حاصل کر لے گی''۔

مقتول کا کام دیتی ہے۔ لیکن اس کے آگے ملاحظہ فرمائیں کہ نعیم کی اس روایت کی بابت امام ذہبیؒ انہی امام یحییٰ بن معین کی کیا رائے نقل کرتے ہیں۔

"محمد بن علی بن حمزہ مروزیؒ کہتے ہیں میں نے حضرت یحییٰ بن معین سے اس روایت کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا لیس لہ اصل یعنی اس کا کوئی اصل نہیں ہے۔"

اس روایت کو نعیم کی کتب دربارہ تردید حنفیہ کے ساتھ ملا کر غور کیا جائے تو صاف کھل جاتا ہے کہ نعیم کی مخالفت بنا بر تحقیقات نہیں۔ بلکہ بے اصل روایات کی بنا پر ہے۔

خیر یہ تو مذہب حنفی کے متعلق اس کی روش کا حال ہے۔ اب خود سیدنا حضرت امام ابو حنیفہؒ کی ذات اقدس کی نسبت حافظ ذہبیؒ کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں کہ آپ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔ "(ابو الفتح) ازدی نے کہا نعیم سنت کی تقویت میں حدیث بنالیا کرتا تھا اور جھوٹی حکایتیں بھی (امام ابو حنیفہ) نعمان کی عیب گوئی میں جو سب کی سب جھوٹی ہیں۔" (میزان جلد ۲ ص ۵۳۶)

اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے بھی اس قول کو تہذیب التہذیب میں نقل کیا ہے کہ حافظ عبد العظیم منذری نے ترغیب وترہیب کے خاتمہ پر بعض ان راویوں کی فہرست لکھی ہے جن کے متعلق ائمہ حدیث کی مختلف رائیں ہیں اس فہرست میں اسی نعیم کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور امام ازدی کا مذکورہ بالا قول نقل کیا ہے کہ نعیم (مذکور) سنت کی تقویت میں اور امام ابو حنیفہؒ کی بدگوئی میں جھوٹی حدیثیں اور من گھڑت حکایتیں بنالیا کرتا تھا۔ (ترغیب وترہیب مطبوعہ دہلی بر حاشیہ مشکوۃ ص ۵۷۲)

امام اعظم رحمہ اللہ کا دفاع غیر کے مقلدین کے گھر سے
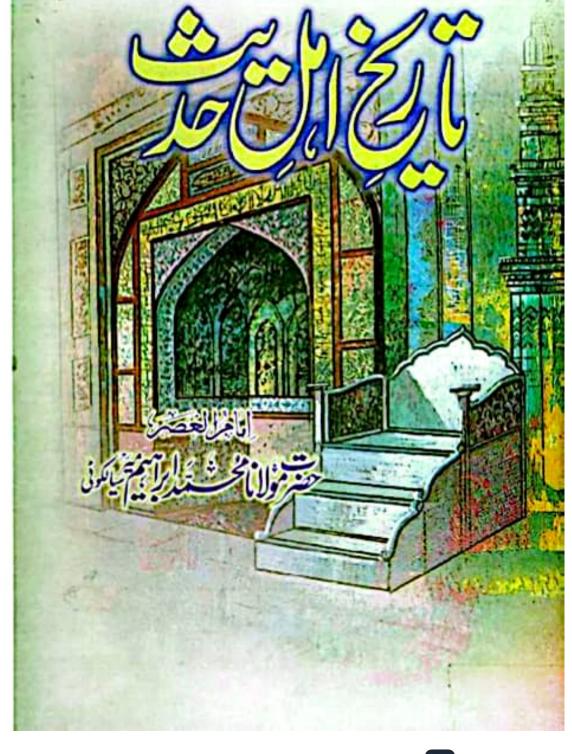
امام ابو حنیفہ پہ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں جو جرحیں نقل کی ہیں ان کا مرکزی راوی نعیم بن حماد تھا جو امام بخاری کا استاد تھا مولانا سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ نعیم بن حماد کی شخصیت ایسی نہیں کہ اسی کی روایت کی بنیاد پہ حضرت امام ابو حنیفہ کی شخصیت پہ بدگمانی کریں جن کو امام ذہبی جیسے امام ناقد امام اعظم کے لقب سے پکاریں

ہے لیس حجۃ (اکیلا روایت کرے تو) حجت نہیں ہے۔

(۵) ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ربما اخطاء ووھم یعنی ابن حبان نے اس کو ثقات میں لکھا ہے اور (باوجود اس کے) کہا وہ خطا بھی کرتا تھا اور وہم بھی۔

(۶) اسی طرح امام ابو داؤد کہتے ہیں۔ نعیم کی بیس احادیث ہیں جن کا کوئی اصل نہیں۔

خلاصۃ الکلام یہ کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بنا پر حضرت امام ابو حنیفہؒ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں۔ جن کو حافظ شمس

الدین ذہبیؒ جیسے ناقد الرجال امام اعظم کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں اور آپ کے حق میں لکھتے ہیں۔ احد ائمۃ الاسلام والسادۃ الاعلام واحد ارکان العلماء واحد الائمۃ الاربعۃ اصحاب المذاہب المتبوعۃ (الخ) نیز امام یحییٰ بن معینؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپ (امام ابو حنیفہؒ) ثقہ تھے۔ اہل الصدق تھے کذب سے متہم نہ تھے۔ نیز عبد اللہ بن داؤد حرینی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نماز میں امام ابو حنیفہؒ کے لئے دعا کیا کریں۔ کیونکہ انہوں نے ان پر فقہ اور سنن (نبویہ) کو محفوظ رکھا (البدایہ والنہایۃ جلد دہم ص ۱۰۷)

ایمان میں کمی بیشی اور حضرت امام ابو حنیفہؒ :۔ ایمان میں کمی بیشی کے مسئلہ کا مدار ایمان واعمال صالحہ کی درمیانی نسبت ہے۔ اس کے متعلق علماء اسلام میں اختلاف ہے جس کی تفصیل امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں اور حافظ ابن حجرؒ نے شرح صحیح بخاری میں بسط سے لکھ دی ہے۔ امام بخاریؒ اپنی صحیح کی کتاب الایمان کے شروع میں

امام اعظم رحمہ اللہ پہ مرجیئہ کا الزام کا رد غیر کے مقلدین کے گھر سے

مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ امام ابو حنیفہؒ کا دفاع کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ کی عبارت نقل کرتے ہیں جس میں امام ابن تیمیہؒ امام ابو حنیفہؒ کی تعریف کرتے ہیں اور آپؒ کو اہلسنت کا امام قرار دیتے ہیں اور آپ کے اوپر لگے تمام الزام بشمول مرجیئہ کا رد کرتے ہیں

(ا) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ "منہاج السنۃ" میں فرماتے ہیں-

كما ان ابا حنيفة وان كان الناس خالفوه فى اشياء وانكروها عليه فلا يستريب احد فى فقهه و فهمه وعلمه وقد نقلوا عنه اشياء يقصدون اشناعة عليه وهى كذب عليه قطعا مثل مسئلة الخنزير البرى ونحوها (منہاج السنۃ جلد اول ص ۲۵۹ مطبوعہ مصر)

"جس طرح کہ اگرچہ بہت لوگوں نے کئی مسائل میں امام ابو حنیفہؒ کی مخالفت کی اور آپ پر ان امروں کا انکار کیا- لیکن کوئی شخص بھی ان کی فقاہت اور فہم اور علم میں شک نہیں کر سکتا- اور لوگوں نے آپ سے بہت سی ایسی چیزیں نقل کیں- جن سے ان کا مقصد آپ پر برائی تھوپنا تھا- حالانکہ وہ باتیں آپ

پر قطعی طور پر جھوٹ ہیں- مثلاً خنزیر بری اور مثل اس کی دیگر مسائل-"

(ب) اسی طرح دوسرے موقع پر امام مالکؒ" امام شافعیؒ" امام احمدؒ" امام بخاریؒ" امام ابو داؤدؒ" امام دارمیؒ وغیرہ ائمہ اہل سنت کے ساتھ امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے شاگردوں امام ابو یوسفؒ" امام محمدؒ" امام زفرؒ" اور امام حسن بن زیادؒ لولوئی کا ذکر بھی ان کے ساتھ ہی کر کے سب کے علم و فضل اور اجتہاد کی تعریف کرتے ہیں- حالانکہ بعض مصنفین نے ان کو بھی رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے (منہاج السنۃ جلد اول ص ۲۳۱ '۲۳۲)

(ج) نیز فرماتے ہیں-

کیا امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قرآن کو مخلوق کہا ہے

محمد بن سابقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو یوسفؒ سے پوچھا کی امام ابو حنیفہؒ نے قرآن کو مخلوق کہا ہے تو انھوں نے فرمایا (معاذ اللہ) نہ انھوں نے ایسا کہا اور نہ ہی میں نے فرماتے ہیں میں نے پھر پوچھا کیا امام ابو حنیفہؒ کا عقیدہ جہم والا تھا تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا (معاذ اللہ) نہ ان کا عقیدہ ایسا تھا اور نہ ہی میرا عقیدہ ایسا ہے

(((قال بیہقیؒ روانہ ثقات)))

(١٦) من تراث الكوثري

كتاب

الأسماء والصفات

للإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي

المتوفى سنة ٤٥٨ هجرية

قدم له وعلق عليه فضيلة استاذنا العلامة

محمد زاهد بن الحسن الكوثري

وكيل المشيخة الإسلامية في الخلافة العثمانية سابقا

احمد الجرجاني حدثنا عبد الملك بن محمد الفقيه ثنا سليمان بن الربيع ابن هشام النهدي الكوفي قال سمعت كادح بن رحمة يقول سمعت ابا بكر بن عياش يقول من قال القرآن مخلوق فهو زنديق. قال سمعت سليمان يقول سمعت الحارث بن ادريس يقول سمعت محمد بن الحسن الفقيه يقول : من قال القرآن مخلوق فلا تصل خلفه ، وقرات في كتاب ابي عبد الله محمد بن يوسف بن إبراهيم الدقاق روايته عن القاسم بن ابي صالح الهمداني عن محمد بن أبي ايوب الرازي قال سمعت محمد بن سابق يقول سالت ابا يوسف فقلت : اكان ابو حنيفة يقول : القرآن مخلوق؟ قال معاذ الله، ولا انا اقوله، فقلت اكان يرى راى جهم؟ فقال: معاذ الله ولا انا اقوله. رواته ثقات.

● وانباني ابو عبد الله الحافظ إجازة انا ابو سعيد احمد بن يعقوب الثقفي ثنا عبد الله بن احمد بن عبد الرحمن بن عبد الله الدشتكي قال سمعت ابي يقول سمعت ابا يوسف القاضي يقول: كلمت ابا حنيفة رحمه الله تعالى سنة جرداء في ان القرآن مخلوق ام لا؟ فاتفق رأيه ورأيي على ان (١) من قال القرآن مخلوق فهو كافر. قال ابو عبد الله رواة هذا كلام ثقات.

● اخبرنا ابو عبد الله الحافظ انا عبد الله بن محمد الفقيه انا ابو جعفر الاصبهاني انا ابو يحيى الساجي إجازة قال سمعت ابا شعيب المصرى يقول سمعت محمد بن إدريس الشافعي رضي الله عنه يقول : والقرآن كلام الله غير مخلوق». واخبرنا ابو عبد الله قال اخبرني ابو احمد بن ابي

امام اعظم امام ابو حنیفہؒ مرجیئہ نہیں ہیں بلکہ حدیث کے امام ہیں

امام شہرستانیؒ فرماتے ہیں

جن آئمہؒ پہ مرجیئہ ہونے کا الزام ہے ان میں سیدنا حسن بن محمد بن علی رحمہ اللہ امام سعد بن جبیر رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ کے نام شامل ہیں ان کے نام ذکر کرنے کے بعد امام شہرستانیؒ فرماتے ہیں یہ تمام حضرات حدیث کے امام ہیں اور ان کا فرقہ مرجیئہ سے کوئی تعلق نہیں

جیسا کہ منقول ہے کہ (فرقہ) المرجئہ کے (اہم) اشخاص (یہ لوگ) ہیں :

۱۔ حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب
۲۔ سعید بن جبیر
۳۔ طلق بن حبیب
۴۔ عمرو بن مرہ
۵۔ محارب بن زیاد
۶۔ مقاتل بن سلیمان
۷۔ ذر
۸۔ عمرو بن ذر

خادم احناف
محمد شعیب الحنفی

 کتاب الملل والنحل ۔۔۔۔ از ۔۔۔۔ شہرستانی

۹۔ حماد بن ابی سلیمانؒ
۱۰۔ (امام) ابو حنیفہؒ
۱۱۔ (امام) ابو یوسفؒ
۱۲۔ محمد بن حسنؒ
۱۳۔ قدید بن جعفر

یہ تمام (حضرات) حدیث کے امام ہیں۔ انہوں نے گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے ان کے مرتکبین کو کافر نہیں ٹھہرایا۔ اور الخوارج والقدریہ (معتزلہ) کے برخلاف ان (مرتکبین کبائر) کے متعلق خلود فی النار (ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے) کا بھی حکم نہیں لگایا ہے۔ (اسی لئے انھیں المرجئہ اپنے زعماء میں شمار کرتے ہیں، حالانکہ وہ المرجئہ نہیں ہیں)

امام ابن عبد البر المالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

لوگوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر مرجیہ ہونے کا الزام لگایا ہے اور اہل علم میں سے بہت سے ایسے ہیں جن پر مرجیہ ہونے کا الزام لگ چکا ہے لیکن اس بنیاد پہ کسی نے بھی ان اہل علم پہ لعن طعن نہیں کی جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پہ محض ان کی شان امامت کی وجہ سے لوگوں نے طعن تشنیع کی نیز یہ کہ ان کے ساتھ حسد کیا جاتا رہا اور وہ باتیں بھی ان کی طرف منسوب کی جاتی رہیں جو کہ ان میں نہیں تھیں اور بہتان بھی باندھا گیا جو ان کی شان کے مناسب نہیں تھا حالانکہ علماء نے ان کی تعریف کی ہے اور ان کو دوسروں پر فوقیت دی ہے اور انشاء اللہ امید ہے کہ جب ہمیں موقع ملے گا تو ہم امام ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی امام سفیان ثوری امام اوزاعی رحمہ اللہ علیہ کے فضائل ومناقب کو ایک کتاب میں جمع کریں گے جس کو ہم نے بہت پہلے ہی اخبار آئمہ الامصار میں جمع کرنے کا ارادہ کیا تھا

عدالته فضلاً [عن][1] أن يتخذ إماماً ولزمه [اسم][2] الفسق ، [ولقد عافاهم الله عز وجل من ذلك][3].

ونقموا أيضاً على أبي حنيفة الإرجاء ، ومن أهل العلم من يُنسب إلى الإرجاء كثير ، لم يعن أحد بنقل قبيح ما قيل فيه كما عنوا بذلك في أبي حنيفة لإمامته ، وكان أيضاً مع هذا يُحسد وينسب إليه ما ليس فيه ، ويُختلق عليه ما لا يليق [به][3] ، وقد أثنى عليه جماعة من العلماء وفضلوه ، ولعلنا إن وجدنا نشطة نجمع من فضائله وفضائل مالك والشافعي والثوري والأوزاعي رحمهم الله كتاباً أملنا جمعه قديماً في أخبار أئمة الأمصار إن شاء الله تعالى.

٢١٠٦ – وحدثنا عبد الرحمن بن يحيى ، ثنا أحمد بن سعيد ، ثنا أبو سعيد بن الأعرابي ، ثنا [عباس بن][4] محمد الدوري قال : سمعت يحيى بن معين يقول :

« أصحابنا يفرطون في أبي حنيفة وأصحابه ، فقيل له : أكان أبو حنيفة يكذب ؟ فقال : كان أنبل من ذلك ».

---

* صاحب التواليف ، ثقة .

والراجح عندي أنه شيخه : عبد الله بن نافع الصائغ فصحف ، نقع ، إلى ، غانم ، وإلا فلا أعرفه .

* وإبراهيم بن الأغلب هو التميمي ، أمير المغرب ، أخذ عن الليث بن سعد وغيره ومات سنة ١٩٦هـ .

* * *

٢١٠٦ – إسناده صحيح .

* * *

جامع بيان العلم وفضله

تأليف
أبي عمر يوسف بن عبد البر
المتوفى سنة ٤٦٣ هـ

تحقيق
أبي الأشبال الزهيري

الجزء الأول

دار ابن الجوزي

میزان الاعتدال اور امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

امام ناقد حافظ ذہبی رحمہ اللہ میزان کے مقدمہ میں فرماتے ہیں

اس طرح میں اپنی کتاب میں ان آئمہؒ میں سے کسی کا ذکر نہیں کروں گا جو فروع اور مسائل میں خود مقتدیٰ اور پیشویٰ جیسے امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ امام بخاریؒ وغیرہ

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ میزان میں امام ابو حنیفہؒ کا ذکر کسی اور کی کاروائی ہے

الجوزي كتاباً كبيراً في ذلك كنتُ اختصرتُه أولاً، ثم ذيّلتُ عليه ذَيْلاً بعد ذَيْل.

والساعة فقد استخرتُ الله عزّ وجل في عَمَلِ هذا المصنف، ورتّبتُهُ على حروفِ المعجم [حتى][1] في الآباء، ليقربَ تناوُله، ورمزْتُ على اسم الرجل مَنْ أخرج له في كتابه من الأئمة الستة: البخاري، ومسلم، وأبي داود، والنسائي، والترمذي، وابن ماجه برموزهم السائرة، فإنْ اجتمعوا على إخراج رجلٍ فالرمز (ع) وإن اتفق عليه أربابُ السنن الأربعة فالرمز (عو).

وفيه مَنْ تُكلِّم فيه مع ثقته وجلالته بأدْنَى لين، وبأقلّ تجريح، فلولا أنّ ابنَ عديّ أو غيره من مؤلفي كُتبِ الجرح ذكروا ذلك الشخص لما ذكرتُه لثقته؛ ولم أرَ مِنَ الرأي أنْ أحذف اسمَ أحدٍ ممن له ذِكْرٌ بتليين ما في كتب الأئمة المذكورين، خوفاً من أن يتعقب عليّ، لا أني ذكرته لضعف فيه عندي، إلاّ ما كان في كتاب البخاري وابن عَديّ وغيرهما - من الصحابة فإني أسْقِطُهم لجلالة الصحابة، ولا أذكرهم في هذا المصنف؛ فإنّ الضعف إنما جاء من جهة الرُّوَاة إليهم.

وكذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحداً لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس، مثل أبي حنيفة، والشافعي، والبخاري؛ فإن ذكرتُ أحداً منهم فأذكره على الإنصاف، وما يضرُّه ذلك عند الله ولا عند الناس، إذْ إنما يضر الإنسان الكذبُ، والإصرارُ على كثرة الخطأ، والتجري على تدليس الباطل؛ فإنه خيانة وجناية، والمَرْءُ المسلم يطبع على كل شيء إلاّ الخيانة والكذب.

وقد احتوى كتابي هذا على ذِكْرِ الكذّابين الوضّاعين المتعمدين قاتلهم الله؛ وعلى الكاذبين في أنهم سمعوا ولم يكونوا سمعوا؛ ثم على المتهمين بالوضْع أو بالتزوير؛ ثم على الكذابين في حديثهم[2] لا في الحديث النبوي؛ ثم على المتروكين الهَلْكى الذين كثُرَ خطؤهم وترك حديثهم ولم يعتمد على روايتهم؛ ثم على الحفّاظ الذين في دينهم رِقّة، وفي عدالتهم وَهن، ثم على المحدثين الضعفاء مِنْ قبل حفظهم فلهم غلَطٌ وأوهام، ولم يُترك حديثهم، بل يقبل ما رووه في الشواهد والاعتبار بهم لا في الأصول والحلال والحرام؛ ثم على المحدثين الصادقين أو الشيوخ المستورين الذين فيهم لين ولم يبلُغوا رتبةَ الأثبات المتقنين؛ ثم على خَلْق كثير من المجهولين ممن يَنُصُّ أبو حاتم الرازي على أنه مجهول، أو يقول غيره: لا يُعْرَف أو فيه جهالة أو يُجهل، أو نحو ذلك من العبارات التي تدلُّ على عدم شهرة الشيخ بالصدق، إذ المجهول غير محتج به؛ ثم على الثقات الأثبات الذين فيهم بِدْعَة، أو الثقات الذين تكلّم فيهم

(١) سقط في ب.

(٢) ...

ميزان الاعتدال
في نقد الرجال
تأليف
الإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي
المتوفى سنة ٧٤٨ هـ
ويليه
ذيل ميزان الاعتدال
للإمام أبي الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي
المتوفى سنة ٨٠٦ هـ
دراسة وتحقيق وتعليق
الشيخ علي محمد معوض — الشيخ عادل أحمد عبد الموجود
شارك في تحقيقه
الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة
خبير التحقيق بمجمع البحوث الإسلامية
وعضو المجلس الأعلى للشئون الإسلامية
دار الكتب العلمية

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تابعیت حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی نظر میں

حافظ ذہبی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں تھے اور انشاء اللہ صحابہ کے تابعین میں سے تھے اس لیے کہ یہ روایت صحیح ہے کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کوفہ آئے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ان کو دیکھا تھا. محمد بن سعد کہتے ہیں ہم سے سیف بن جابر نے بیان کیا کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے

مناقب الإمام أبي حنيفة

وصاحبيه أبي يوسف ومحمد بن الحسن

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

ولد سنة ٦٧٣ وتوفي سنة ٧٤٨ رحمه الله تعالى

عني بتحقيقه والتعليق عليه

محمد زاهد الكوثري

وكيل

مشيخة الإسلام باستانبول سابقاً

أبو الوفاء الأفغاني

رئيس الجمعية العلمية

من لجنة إحياء المعارف النعمانية

عنيت بنشره

لجنة إحياء المعارف النعمانية

بحيدر آباد الدكن بالهند

وذلك في حياة جماعة من الصحابة رضي الله عنهم، وكان من التابعين لهم إن شاء الله بإحسان، فإنه صحّ أنه رأى[1] أنس بن مالك إذ قدِمها أنس / رضي الله عنه. قال محمد بن سعد: حدثنا سيفُ بن جابر أنه سمِعَ أبا حنيفة يقول: رأيتُ أنساً رضي الله عنه. (٨)

وقال: يعقوب بن شيبة السَّدُوسي: أبو حنيفة مولىً لبني تَيْم الله بن ثعلبة بن بكر بن وائل. وقال أبو خَازِم عبدالحميد القاضي: سألتُ

---

* قال العُقَيلي في «الضعفاء»: حدثنا أحمد بن محمد الهروي، قال: حدثنا محمد بن المغيرة البلخي، قال: حدثنا إسماعيل بن إبراهيم، قال حدثنا محمد بن سليمان الأصفهاني، قال: لما مات إبراهيمُ اجتمَعَ خمسةٌ من أهل الكوفة فيهم عُمَر بن قيس الماصِر وأبو حنيفة، فجمعوا أربعين ألف درهم، وجاءوا إلى الحَكَم بن عُتَيْبَة، فقالوا: إنا قد جمعنا أربعين ألف درهم، نأتيك بها وتكون رئيسنا في الإرجاء، فأبى عليهما الحَكَمُ، فأتوا حماد بن أبي سليمان فقالوا له فأجابهم وأخذ الأربعين ألف درهم اهـ.

والإرجاء الذي يُنسَب إليه هو إرجاء السنة المشروحُ في «الرفع والتكميل» للكنوي.

وكذلك روايته عن عِدَّةٍ من الصحابة رضي الله عنهم، كما بيَّنتُ في «التأنيب» وفيما علَّقتُ على «الانتصار والترجيح» لسبط ابن الجوزي، وكلُّ ذلك ما كان يصح لولا تقدُّمُ ميلاده على سنة ثمانين، والله أعلم (ز).

(١) بل في «جامع بيان العلم وفضله» لابن عبدالبر ١: ٤٥: روايةٌ عن ابن جَزْء الصحابي، ولأهل العلم بالحديث عدة أجزاء في رواية أبي حنيفة عن عدة من الصحابة رضي الله عنهم، فجزء أبي حامد محمد بن هارون الحضرمي، وجزء أبي الحسين علي بن أحمد بن عيسى، وجزء أبي معشر عبدالكريم الطبري في ذلك، من مرويات ابن حجر في «المعجم المفهرس» والشمس بن طولون في «الفهرست الأوسط»، وجزء أبي بكر عبدالرحمن بن محمد بن أحمد السرخسي مما رواه سبط ابن الجوزي في «الانتصار والترجيح» (ز).

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور علم حدیث

امام علی بن حشرم رحمہ اللہ فرماتے ہیں

یعنی ہم سفیان بن عیینہ کی مجلس میں تھے تو انھوں نے کہا اے حدیث سے اشتغال رکھنے والو، حدیث میں تفقہ حاصل کرو ایسا نہ ہو کہ تم پر اصحاب الرائے غالب ہو جائیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے ایسی کوئی بات نہیں بیان کی ہے کہ ہم اس سے متعلق ایک، دو حدیثیں روایت نہ کرتے ہوں

من كتب أصول الحديث:

معرفة علوم الحديث وكمية أجناسه

تأليف
أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري
ت ٤٠٥ هـ

بتعليقات الحافظين
المؤتمن الساجي والتقي ابن الصلاح

شرح وتحقيق
أحمد بن فارس السلوم

دار ابن حزم

١٢٥ ـ سمعت أبا الطيب الكرابيسي يقول سمعت إبراهيم بن محمد بن يزيد[1] المروزي يقول سمعت علي بن خشرم يقول: كنّا في مجلس سُفيان بن عيينة فقال: يا أصحاب الحديث تعلَّمُوا فقه الحديث، لا يقهركم أصحاب الرأي، ما قال أبو حنيفة شيئاً إلا ونحن نروي فيه حديثاً أو حديثين، قال: فتركوه وقالوا: عمرو بن دينار عن من!.

١٢٦ ـ أخبرنا أبو حامد أحمد بن محمد بن العباس الخطيب بمرو قال حدثنا أبو عبدالله محمد بن إبراهيم بن زاذان[2] المروزي قال أخبرنا أحمد بن عصام قال أخبرنا نصر بن حاجب قال: سألت سُفيان بن عيينة عن أمر النبي صلى الله عليه وسلم بالمُوَاسَاة، أهي لازمةٌ لهذه الأمة؟ فقال: كانت لازمةً للأنصار فيما بايعهم عليه النبي صلّى الله عليه وآله أنْ يُواسوا المهاجرين، ففعلوا ذلك حتى نزلت آية الزكاة المفروضة، ثم ذكر التطوع في الصدقة فوسّع عليهم في ذلك إلا عند الضرورة، والضرورة حيث لا يجد غيره.

قيل لسفيان: كيف قَسَمَ النبي صلى الله عليه وسلم للمهاجرين دون الأنصار وقد قاتلوا عليه جميعا؟ قال: إنّما فعل ذلك ليقلع[3] المواساة عن الأنصار ثم يُرجع إلى الأنصار أموالهم إذا استغنى عنهم المهاجرون، فسقطت عن الأنصار المواساة إلا عند الضرورة، ونظر بذلك لهما جميعاً.

ومنهم: عبدالله بن المبارك الحنظلي[4].

١٢٧ ـ أخبرنا أبو العباس السياري بمرو[5] قال حدثنا عيسى بن

---

(١) سقط من ي.

(٢) هامش ع: بخط المؤتمن في حاشية كتابه وفي نسخة ريحان وأخرى زاذان اهـ تلك وفي م: زاكان.

(٣) كذا في ع، وفي م: ليضيع، وفي هـ م خ س: لتستغني، وفي ط: لتنقطع.، وفي ر: ليقنع، وفي ي: لتقع.
وفي هـ ع بخط الناسخ: قال شيخنا وصوابه ليرفع.

مَطبُوعَات مَجمَعِ اللّغَةِ العَرَبيّةِ بدمَشق

مَعرفة الرّجَال

للإمَام أبي زكَريّا يحيَى بن معين

(١٥٨-٢٣٣ هـ)

تحقيق

محمّد كامل القصّار

يعني (إبراهيم بن إسماعيل) بن أبي حبيبة (الأشهلي المديني) فقال : صالح .

٢٣٠ ـ قال : وسمعت يحيى بن معين يقول : كان (أبو حنيفة) لابأس به ، وكان لايَكْذب . قال : وسمعت يحيى يقول مرة أخرى : أبو حنيفة عندنا من أهل الصدق ، ولم يُتّهم بالكذب . ولقد ضربه ابن هبيرة على القضاء فأبى أن يكون قاضياً .

٢٣١ ـ قال : وسألت يحيى بن معين عن (أبي الصلت عبد السلام بن صالح الهَرَوي) فقال : ليس ممن يكذب . فقيل له في حديث[2] أبي معاوية عن الأعمش عن مجاهد عن ابن عباس : أنا مدينة العلم وعليّ بابها . فقال : هو من حديث أبي معاوية . أخبرني ابن نُمير قال : حدّث به أبو معاوية قديماً ثم كفّ عنه . وكان أبو الصلت رجلاً مُوسِراً . يطلب هذه الأحاديث ، ويُكرم المشايخ ، وكانوا يحدثونه بها .

٢٣٢ ـ قال : وسألت يحيى بن معين عن (علي بن قُدامة) فقال : وكيل بني هُرَيْمة ؟ قلت : نعم . قال : لم يكن البائس ممن يَكْذِب .

٢٣٣ ـ قال : وسألت يحيى بن معين عن (فُضَيل بن مرزوق الرواسي) فقال : صُوَيْلح .

٢٣٤ ـ قال : وسُئل يحيى بن معين عن (علي بن المبارك) صاحب يحيى بن أبي كثير ، وأنا أسمع فقال : ليس به بأس .

٢٣٥ ـ قال : وسألت يحيى عن (بقية بن الوليد الحمصي) فقال : إذا حدث عن ثقة فليس به بأس .

---

(٢) الظاهر : أن معناه في حديث أبي الصلت عن أبي معاوية . أو في حديث أبي معاوية لأبي الصلت عن الأعمش الخ . ثم رأيت في الميزان له يروي عن حماد بن زيد وأبي معاوية وعلي الرضا .

امام ابن خلکان رحمہ اللہ فرماتے ہیں

امام ابو حنیفہ رح کے مناقب وفضائل بہت ھیں خطیب بغدادی رح نے اپنی تاریخ میں اس میں سے بہت کچھ بیان کیا ہے پھر اس کے بعد ان باتوں کا بھی ذکر کیا ہے جن سے اعراض اور جنکا ترک ضروری ھے پس امام ابو حنیفہ رح جیسے امام وقت کے دین تقوی اور انکے تحفظ دین میں اور ان پر کسی چیز کا عیب نہیں لگایا جاسکتا ھے

وقال أسد بن عمرو[1] : صلى أبو حنيفة فيما حُفظ عليه صلاة الفجر بوضوء صلاة العشاء أربعين سنة ، وكان عامة ليله يقرأ جميع القرآن في ركعة واحدة وكان يُسمَع بكاؤه في الليل حتى يرحمه جيرانه ، وحفظ عليه أنه ختم القرآن في الموضع الذي توفي فيه سبعة آلاف مرة .

وقال إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة عن أبيه[2] : لما مات أبي سألنا الحسن ابن عمارة أن يتولى غسله ففعل ، فلما غسله قال : رحمك الله وغفر لك ! لم تفطر منذ ثلاثين سنة ، ولم تتوسّد يمينك في الليل منذ أربعين سنة ، وقد أتعبت مَنْ بعدك ، وفضحتَ القراء .

ومناقبه وفضائله كثيرة ، وقد ذكر الخطيب في تاريخه منها شيئاً كثيراً ، ثم أعقب ذلك بذكر ما كان الأليق في تركه والإضراب عنه ، فمثل هذا الإمام لا يشك في دينه ، ولا في وَرَعه وتحفظه[3] ، ولم يكن يُعاب بشيء سوى قلة العربية ، فمن ذلك ما روي أن أبا عمرو بن العلاء المقرىء النحوي – المقدم ذكره – سأله عن القتل بالمثل: هل يوجب القود أم لا ؟ فقال: لا ، كما هو قاعدة مذهبه خلافاً للإمام الشافعي رضي الله عنه ، فقال له أبو عمرو : ولو قتله بحجر المنجنيق ، فقال : ولو قتله بابا قُبَيْس ، يعني الجبل المطل على مكة حرسها الله تعالى . وقد اعتذروا عن أبي حنيفة بأنه قال ذلك على لغة من يقول : إن الكلمات الست المعربة بالحروف – وهي أبوه وأخوه وحموه وهنوه وفوه وذو مال – أن إعرابها يكون في الأحوال الثلاث بالألف ، وأنشدوا في ذلك :

إن أباها وأبا أباها   قد بلغا في المجد غايتاها

وهي لغة الكوفيين ، وأبو حنيفة من أهل الكوفة ، فهي لغته ، والله أعلم .
وهذا وإن كان خروجاً عن المقصود لكن الكلام ارتبط بعضه ببعض فانتشر .
وكانت ولادة أبي حنيفة سنة ثمانين للهجرة[4] ، وقيل سنة إحدى وستين ،

---

١ تاريخ بغداد : ٣٠٤ .
٢ المصدر نفسه .
٣ ص ن : ولا في تحفظه .
٤ زاد في ر : وقيل سنة سبعين .

وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان

لأبي العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن أبي بكر بن خلكان

(٦٠٨ – ٦٨١هـ)

حققه

الدكتور احسان عباس

دار صادر

بيروت

* * *

(٤٧)

باب: القول في الجرح والتعديل

٢٠٧ ـ وجملته أن الراوي لا يخلو إمّا أنْ يكونَ معلومَ العدالة، أو معلومَ الفِسْق، أو مجهولَ الحال. فإن كانت عدالتُه معلومةً كالصحابة رضي الله عنهم، وأفاضلِ التّابعين: كالحَسَنِ،

خادم اہلسنت والجماعت ١٦٣

محمد شعیب حنفی

وعطاء⁽¹⁾، والشَّعبيّ، والنَّخَعيّ⁽²⁾، وأجلّاءِ الفُقهاء⁽³⁾: كمالك، وسُفيان، وأبي حنيفةَ، والشافعيّ، وأحمدَ، وإسحاقَ⁽⁴⁾، ومَنْ يجري مجرَاهم وجبَ قَبُولُ خبره، ولم يجب البحثُ عن عدالته.

وذهبتْ المعتزلةُ والمبتدعةُ إلى أن في الصحابة فُسّاقاً، وهم الذين قاتلوا عليَّ بن أبي طالب من أهل العراق وأهل الشام؛ حتى اجترؤوا ولم يَخافوا اللهَ عزَّ وجلَّ، وأطلقُوا هذا القولَ على طلحةَ، والزبير، وعائشةَ، وهذا قولٌ عظيمٌ في السَّلف. والدليلُ على فساد قولهم: أنَّ عدالتَهم قد ثبتتْ، ونزاهتَهم قد عُرِفتْ، فلا

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پہ مرجیئہ کے الزام کی حقیقت

امام شہرستانیؒ فرماتے ہیں

یہ بات تعجب خیز ہے کہ غسان امام ابو حنیفہؒ سے اپنے مذہب جیسی روایات نقل کرتا اور انہیں المرجیئہ میں شمار کرتا تھا امام ابو حنیفہؒ پہ جھوٹا الزام لگایا ہے میری حیات کی قسم امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحابؒ کو المرجیئہ سنہ کہا جاتا تھا اور مزید لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کو مرجیئہ کا لقب معتزلہ اور خوارج کی طرف سے ملا ہو

ہیں ایسا نہیں کہ وہ ان امور کے متعلق شک کرتا تھا کیونکہ کسی صاحب عقل کو اس بارے میں شک نہیں ہو سکتا کہ کعبہ کس سمت و جہت میں ہے؟ (اسی طرح) سور اور بکری میں فرق ظاہر ہے (اور کسی شبہ شک کی گنجائش نہیں ہے)۔

یہ بات تعجب خیز ہے کہ غسان (امام) ابو حنیفہ رحمۃ اللہ عنہ سے اپنے مذہب جیسی روایات نقل کرتا اور انہیں المرجۃ میں شمار کرتا تھا۔ (امام ابو حنیفہ پر) جھوٹا الزام لگایا ہے۔ میری حیات کی قسم! (امام) ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو مرجئۃ السنۃ کہا جاتا تھا اور انہیں بہت سے اصحاب المقالات (عقائد پر لکھنے والوں) نے مرجۃ میں محسوب کیا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا قول ہے کہ: "ایمان تصدیق بالقلب کا (نام) ہے اور وہ نہ تو بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے۔" اس سے ان لوگوں نے یہ گمان کیا کہ وہ ایمان سے عمل کو موخر کرتے تھے۔ مگر وہ عمل میں شدید انہماک کے باوجود ترک عمل کا فتویٰ کیسے دے سکتے تھے؟ (امام ابو حنیفہؒ کو مرجۃ کہنے کا) ایک دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ القدریہ والمعتزلہ کی جو صدر اول (اسلام کے ابتدائی زمانے) میں ظاہر ہوئے، مخالفت کرتے تھے۔ اور المعتزلہ ان تمام لوگوں کو جو قدر (تقدیر کے مسئلہ) میں ان کے مخالف تھے المرجۃ کہتے تھے۔ یہی حال الخوارج میں سے الوعیدیہ کا تھا (کہ وہ بھی اپنے مخالفین کو المرجۃ کہتے تھے) اس لئے یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ (المرجۃ کا) لقب (امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کو المعتزلہ

خادم احناف محمد شعیب الحنفی

اور خوارج کے فرقوں کی طرف سے ملا ہو۔ اللہ اعلم۔

قم يا أعرج[1].

ما ذُكِرَ من عبادة أبي حنيفة ووَرَعه

أخبرنا محمد بن أحمد بن رزْق، قال: حدثنا أحمد بن عليّ بن عُمر بن خُبَيْش الرّازي، قال: سمعتُ محمد بن أحمد بن عصام يقول: سمعتُ محمد ابن سعد العَوْفي يقول: سمعتُ يحيى بن مَعين يقول: سمعتُ يحيى القَطَّان يقول: جالَسْنا والله أبا حنيفة وسَمعنا منه، وكنتُ والله إذا نَظَرتُ إليه عَرفتُ في وجهه أنه يَتّقي الله عزّ وجلّ[2].

أخبرنا الصَّيْمري، قال: قرأنا على الحُسين بن هارون، عن أبي العباس ابن سعيد، قال: حدثنا إبراهيم بن الوليد، قال: حدثنا محمد بن إسحاق البَلْخي، قال: سمعتُ الحسن بن محمد الليثي يقول: قدمتُ الكوفة فسألتُ عن أعبد أهلها فدُفعتُ إلى أبي حنيفة، ثم[3] قدمتها وأنا شيخ، فسألت عن أفقه أهلها فدفعتُ إلى أبي حنيفة[4].

أخبرنا محمد بن أحمد بن رزْق، قال: سمعتُ أبا نَصْر. وأخبرنا[5] الحسن بن أبي بكر، قال: أخبرنا أبو نَصْر أحمد بن نَصْر بن محمد بن إشكاب البُخاري، قال: سمعتُ أبا إسحاق إبراهيم بن محمد بن سُفْيان يقول: سمعتُ عليّ بن سَلَمة يقول: سمعتُ سُفيان بن عُيينة يقول: رَحمَ الله أبا حنيفة كان من المُصَلّين، أعني أنه كان كثيرَ الصَّلاة[6].

---
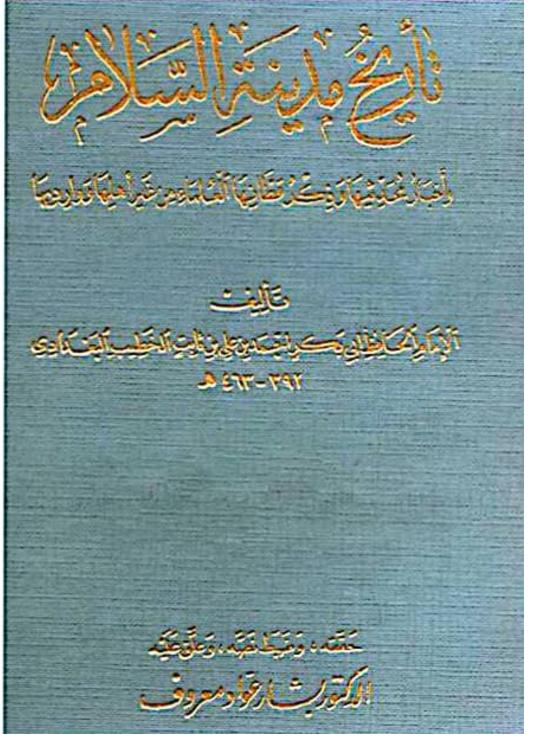
(١) إسناده صحيح، سليمان بن سيف هو الحراني ثقة، وأبو عاصم هو الضحاك بن مخلد النبيل الثقة.

(٢) إسناده حسن، محمد بن سعد العوفي صدوق، كما في ترجمته من هذا الكتاب (٣/ الترجمة ٨٦٦).

(٣) من هنا إلى نهاية الفقرة سقط كله من م، وهو ثابت في النسخ.

(٤) إسناده جيد، الحسن بن محمد الليثي أبو محمد البلخي، كان على قضاء مرو، وكان عبدالله بن المبارك يميل إليه، ذكر ذلك ابن حبان في كتاب الثقات ٨/ ١٦٨.

(٥) في م: «وليه»، وهو تحريف.

(٦) خبر صحيح، رجال إسناده كلهم ثقات، أحمد بن نصر بن محمد البخاري ثقة كما قال المصنف (٦/ الترجمة ٢٩٠١)، وشيخه أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن سفيان =

تاريخ مدينة السلام

وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء من غير أهلها ووارديها

تأليف

الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي

٣٩٢-٤٦٣ هـ

حققه وضبط نصه وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

أخبار أبي حنيفة وأصحابه

للإمام المحدث المؤرخ الكبير
الفقيه القاضي أبي عبد الله حسين بن علي الصيمري
المتوفى سنة ٤٣٦ هـ

طبقات أصحاب أبي حنيفة
رضي الله عنه إلى وقتنا هذا ـ رحمهم الله.

قال القاضي ابو عبد الله الحسين بن علي الصيمري رحمه الله: قد ذكرنا اخبار الاعلام من أصحاب أبي حنيفة، وقد أخذ عن أبي حنيفة العلم عددٌ كثير من الناس، غير انه لم يتفق له من الشهرة وكثرة الأصحاب والتقدم عند السلطان ما اتفق لمن ذكرناه.

فمن اخذ عنه العلم
وكان يفتي بقوله وكيع بن الجراح

اخبرنا عمر بن ابراهيم قال أنبأ مكرم قال أنبأ علي بن الحسين بن حبان عن أبيه قال سمعت يحيى بن معين قال: ما رأيت أفضل من وكيع بن الجراح! قيل له: ولا ابن المبارك؟ قال: قد كان لابن المبارك فضل، ولكن ما رأيت أفضل من وكيع. كان يستقبل القبلة ويحفظ حديثه ويقوم الليل ويسرد الصوم ويفتي بقول أبي حنيفة، وكان قد سمع منه شيئاً كثيراً. قال يحيى بن معين: وكان يحيى بن سعيد القطان يفتي بقول أبي حنيفة أيضاً.

ومن اصحاب ابي حنيفة
أبو عمرو أسد بن عمرو البجلي

ولي القضاء بعد أبي يوسف للرشيد، وحج معه معادلا له، ويكنى أبا عمرو.

مناقب الإمام أبي حنيفة

وصاحبيه أبي يوسف ومحمد بن الحسن

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

ولد سنة ٦٧٣ وتوفي سنة ٧٤٨ رحمه الله تعالى

عني بتحقيقه والتعليق عليه

محمد زاهد الكوثري	أبو الوفاء الأفغاني
وكيل مشيخة الإسلام في الخلافة العثمانية سابقاً	رئيس لجنة إحياء المعارف النعمانية

نشرته
لجنة إحياء المعارف النعمانية
بحيدرآباد الدكن بالهند

يحيى بن الضُّرَيْس يقول: شهدتُ الثوريَّ وأتاه رجل فقال: ما تَنقِمُ على أبي حنيفة؟ قال: وما له؟ قال: سمعتُه يقول: آخُذُ بكتاب الله، فما لم أجد فبِسُنَّةِ رسول الله [والآثارِ الصحاح عنه التي فَشَتْ في أيدي الثقاتِ عن الثقات]، فإن لم أجد فبقولِ أصحابه آخُذُ بقولِ من شئتُ، ٢١ وأما إذا انتهى الأمرُ إلى إبراهيم والشعبي والحسن وعطاء / فأجتهدُ كما اجتهدوا.

فسكت سفيانُ طويلاً، ثم قال كلماتٍ ما بَقِيَ أحدٌ في المجلس إلا كتبها: نَسمعُ الشديدَ من الحديث فنخافُه، ونَسمَعُ اللَّيِّنَ فنرجوه، ولا نحاسِبُ الأحياء، ولا نقضي على الأموات، نُسلِّمُ ما سَمِعنا، ونَكِلُ ما لم نعلمه إلى عالِمِه، ونتهمُ رأينا لرأيهم.

وكيع، سمعتُ أبا حنيفة يقول: البَوْلُ في المسجد أحسَنُ من بعض القياس.

محمد بن شجاع الثلجي، سمعتُ إسماعيلَ بن حماد بن أبي حنيفة يقول: قال أبو حنيفة: هذا الذي نحن فيه رأي، لا نُجبِرُ عليه أحداً، ولا نقول: يجبُ على أحد قبولُه، فمن كان عنده أحسَنُ منه فليأتِ به.

الحسن بن زياد اللؤلؤي قال: قال أبو حنيفة: عِلْمُنا هذا رأي، وهو أحسَنُ ما قَدَرْنا عليه، ومن جاءنا بأحسَنَ منه قَبِلناه منه.

قال ابن حزم: جميعُ أصحاب أبي حنيفة مجمعون على أن مذهبَ أبي حنيفة أنَّ ضعيفَ الحديث أولى عنده من القياس والرأي.

قال عُبَيدالله بن عمرو الرَّقِّي: كنا عند الأعمش وعنده أبو حنيفة، فسأل الأعمشُ عن مسألة فقال: أنت يا نعمان، فأتاه أبو حنيفة، فقال:

امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کی تابعیت ثقاہت اور مناقب

امام ابن کثیر رحمہ اللہ امام ابو حنیفہؒ کے تذکرے میں فرماتے ہیں آپ آئمہ اربعہؒ میں سب سے پہلے فوت ہوئے آپ نے صحابہ کرامؓ کا زمانہ پایا اور حضرت انسؓ کو دیکھا بعض کا قول ہے آپ نے اور صحابہؓ کو بھی دیکھا اور بعض کا قول ہے آپ نے سات صحابہؓ کو دیکھا

امام اعظم رحمہ اللہ کے مناقب اور ثقاہت

امام ابن معینؒ فرماتے ہیں آپ ثقہ اور راست باز تھے اور جھوٹ سے متہم نہ تھے ابن ہبیرہ نے قضاء کے بارے میں آپ کو مارا مگر آپ نے قاضی بننے سے انکار کر دیا امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ آپؒ کے قول کو پسند کرتے تھے اور ابن القطانؒ فرماتے تھے ہم اللہ کی تکذیب کرتے ہیں ہم نے امام ابو حنیفہؒ کی رائے سے بہتر کسی کی رائے نہیں سنی اور ہم نے آپ کے اکثر اقوال کو اپنایا ہے

(((اسناد صحیح)))

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ امام ابو حنیفہؒ کا محتاج ہے

[illegible] دیکھا ہے، بعض کا قول ہے کہ [illegible] ہے۔ واللہ اعلم۔

اور تابعین کی ایک جماعت سے بھی روایت کی ہے جن میں الحکم، حماد بن ابی سلیمان، سلمہ بن کہیل، عامر الشعبی، عکرمہ، عطاء، قتادہ، زہری، حضرت ابن عمر کے غلام نافع، یحییٰ بن سعید انصاری اور ابو اسحاق السبیعی شامل ہیں۔

اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں آپ کا بیٹا حماد اور ابراہیم بن طہمان، اسحاق بن یوسف ازرق، قاضی اسد بن عمرو، حسن بن زیاد، لؤلؤی، حمزہ زیات، داؤد طائی، زفر، عبد الرزاق، ابو نعیم، محمد بن حسن شیبانی، وکیع اور قاضی ابو یوسف شامل تھے۔

یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ آپ ثقہ اور راست باز تھے اور کذب سے متہم نہ تھے اور ابن ہبیرہ نے قضاء کے بارے میں آپ کو مارا مگر آپ نے قاضی بننے سے انکار کر دیا اور یحییٰ بن سعید قطان آپ کے قول کو پسند کرتے تھے اور یحییٰ کہا کرتے تھے ہم اللہ کی تکذیب کرتے ہیں ہم نے امام ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر رائے نہیں سنی اور ہم نے آپ کے اکثر اقوال کو اپنایا ہے اور حضرت عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا ہے اگر اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے ذریعے میری مدد نہ کرتا تو میں بھی بقیہ لوگوں کی طرح ہوتا اور حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ تجھ سے اس ستون کے بارے میں گفتگو کرے تو وہ اسے اپنی حجت سے سونا ثابت کر دے نیز حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے جو علم فقہ حاصل کرنا چاہے وہ امام ابو حنیفہ کا محتاج ہے اور جو سیرت حاصل کرنا چاہے وہ محمد بن اسحاق کا محتاج ہے اور جو علم حدیث حاصل کرنا چاہے وہ حضرت امام مالک کا محتاج ہے اور جو علم تفسیر حاصل کرنا چاہے وہ مقاتل بن سلیمان کا محتاج ہے۔

اور عبد اللہ بن داؤد الخریبی نے بیان کیا ہے لوگوں کو چاہیے کہ وہ ہر نماز میں حضرت امام ابو حنیفہ کے لیے ان کے حفظ فقہ سنن کی وجہ دعا کریں اور سفیان ثوری اور ابن المبارک نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ اپنے زمانے کے لوگوں سے سب سے بڑے فقیہ تھے اور ابو نعیم نے بیان کیا ہے کہ آپ مسائل کی تہہ تک پہنچنے والے تھے اور مکی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ آپ اہل ارض کے سب سے بڑے عالم تھے اور خطیب نے اپنی سند سے بحوالہ اسد بن عمرو روایت کی ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رات کو نماز پڑھتے تھے اور ہر شب کو قرآن پڑھتے تھے اور روتے تھے حتیٰ کہ [illegible] تھا آپ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے اور جس جگہ آپ نے وفات پائی آپ نے اس میں [illegible] قرآن ختم کیا اور آپ کی وفات اس سال یعنی ۱۵۰ھ کے ماہ رجب میں ہوئی اور ابن معین نے ۱۵۱ھ اور دوسروں نے ۱۵۳ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے اور پہلا قول صحیح ہے اور آپ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی اور آپ [illegible] ستر سال ہوئی اور [illegible] تعداد میں آپ کی نماز جنازہ چھ بار پڑھی گئی اور آپ کی قبر بھی وہیں ہے۔

امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ اور رائے امام اعظم امام ابو حنیفہؒ

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کو کہتے سنا فرماتے ہیں کہ کیا ہی اچھی چیزیں ہیں جن کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے

(((اسناد صحیح)))

أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح القَشّي؛ قالا: حدثنا عُمر بن أحمد الواعظ، قال: حدثنا محمد بن مَخزوم، قال: حدثنا بِشر بن موسى، قال: حدثنا أبو عبدالرحمن المُقرئ، وكان إذا حدثنا عن أبي حنيفة، قال: حدثنا شاهانشاه.

أخبرنا الخَلّال، قال: أخبرنا الحَريري أنّ النَّخعي حدّثهم، قال: حدثنا إبراهيم بن مَخْلَد البَلْخي، قال: حدثنا أحمد بن محمد البَلْخي، قال: سمعتُ شداد بن حكيم يقول: ما رأيتُ أعلمَ من أبي حنيفة.

وقال النَّخعي: حدثنا إسماعيل بن محمد الفارسي، قال: سمعتُ مكي ابن إبراهيم ذكرَ أبا حنيفة، فقال: كان أعلم أهل زَمانه.

أخبرنا التَّنوخي، قال: حدثني أبي، قال: حدثنا محمد بن حَمْدان بن الصَّباح، قال: حدثنا أحمد بن الصَّلْت، قال: سمعتُ مَليح بن وكيع يقول: سمعتُ أبي يقول: ما لقيتُ أحدًا أفقه من أبي حنيفة، ولا أحسنَ صلاةً منه[1].

وقال ابن الصَّلْت: سمعتُ الحُسين بن حُريث يقول: سمعتُ النَّضر بن شُميل يقول: كان الناس نيامًا عن الفقه حتى أيقَظَهُم أبو حنيفة بما فتقه، وبيَّنه، ولخّصه[2].

أخبرنا الجَوْهري، قال: أخبرنا عبدالعزيز بن جعفر الخِرَقي، قال: حدثنا هيثم بن خَلَف الدُّوري، قال: حدثنا أحمد بن منصور بن سَيّار، قال: سمعتُ يحيى بن مَعين يقول: سمعتُ يحيى بن سعيد يقول: كم من شيءٍ حَسَنٍ قد قاله أبو حنيفة[3].

أخبرنا عليّ بن القاسم الشاهد، قال: حدثنا عليّ بن إسحاق المادَرّاني، قال: سمعتُ أبا جعفر بن أشرس يقول: سمعتُ يحيى بن مَعين يقول: سمعتُ يحيى القَطّان يقول: لا نكذب الله، ربما أخذُ بالشيء من رأي أبي حنيفة.

(١) إسناده تالف، ابن الصلت كذاب كما بيناه.
(٢) كذلك.
(٣) إسناده صحيح.

تاريخ مدينة السلام

وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء من غير أهلها ووارديها

تأليف

الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي

٣٩٢ - ٤٦٣ هـ

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ثقاہت

امام حاکم رحمہ اللہ نے علوم الحدیث کی تعریف میں انتالیسویں فصل کو ان الفاظ سے شروع کیا
یہ نوع تابعین و تبع تابعین میں سے مشرق و مغرب ان آئمہ ثقات کی پہچان کے بارے میں ہے
جنہوں نے ذخیرہ احادیث کو یاد کرنے یا برکت حاصل کرنے کے لئے جمع کیا پھر آگے
محدثین کوفہ کے تذکرے میں امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کا ذکر کرتے ہیں
یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حافظ الحدیث اور ثقہ تھے

من كتب أصول الحديث

معرفة علوم الحديث وكمية أجناسه

تأليف
أبي عبدالله محمد بن عبدالله الحاكم النيسابوري
ت ٤٠٥ هـ

بتعليقات الحافظين
[illegible]

شرح وتحقيق
أحمد بن فارس السلوم

دار ابن حزم

ذِكر النَّوْع التاسع والأربعين
من معرفة علوم الحديث

هذا النَّوْع من هذه العلوم[١] معرفة الأئمة الثقات المشهورين من التابعين وأتباعهم ممن يُجمع حديثهم للحفظ والمذاكرة والتبرك بهم.

ونذكرهم من الشرق إلى الغرب[٢]:

فمنهم من أهل المدينة:

محمد بن مسلم الزُّهْري، محمد بن المنكدر القرشي، محمد وموسى وإبراهيم بنو عقبة بن أبي عياش، ثور بن زيد الدِّيلي، ربيعة بن أبي عبدالرحمن الرأي، سعد بن إبراهيم الزُّهْري، صفوان بن سُليم الزُّهْري، عبدالله بن دينار العدوي، عبدالله بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم الأنصاري، (ط/٢٤١) عُبَيْد الله بن عمر بن حفص (ش٧٢/ب) العمري، يحيى وعبد ربه وسعد بنو سعيد بن قيس الأنصاري، عُمارة بن غَزِيَّة الأنصاري، مالك بن أنس الأصبحي، نافع وزيد ابنا عبدالرحمن بن أبي نُعَيم القاري[٣]، زيد بن أسلم العدوي، عبدالله بن الفضل الهاشمي، عمر بن عبدالعزيز، أبو حازم سلمة بن دينار الزاهد، يزيد بن رُومان، صالح بن كيسان،

(١) ليست في ش وكَتَبَها في الهامش من نسخة أخرى.
(٢) جملة المذكورين في هذا النَّوْع سبعة وستمائة راوٍ، كلهم ثقات عند الحاكم رحمه الله، وسوف أفردهم في ثبت في آخر الكتاب، إذ أن لذلك نفعة، في تراجم المعدودين، فهذا النَّوْع ككتاب مختص بالثقات.
(٣) القارئ هو نافع بن أبي نعيم ولا أعلم لزيد أخيه ذكراً مبرزاً في القراء.

مالك سعد بن طارق الأشجعي، مُغيرة بن مِقْسَم الضَّبِّي، عمَّار بن معاوية[١] الدُّهْني، قابوس بن أبي ظَبيان الجَنْبي[٢]، أبو سِنان ضِرار (ع/١٠٩) (ط/٢٤) بن مُرَّة الشيباني، حبيب بن أبي عمرة الأزدي، الربيع بن سُحَيم الأسدي، سليمان بن مِهران الكاهلي الأعمش الأسدي، إسماعيل بن أبي خالد البجلي، أبو إسحق الشيباني سليمان بن فيروز، مُطَرِّف بن طريف الحارثي، إسماعيل بن سُمَيع الحنفي، خالد بن سلمة بن العاص المخزومي وهو الفأفأ، هارون بن عنترة الشيباني، الحسن[٣] بن عُبَيْد الله[٤] النَّخعي، هيثم بن حبيب الصيرفي، أبو سعد سعيد بن المرزبان البقَّال، محمد بن سالم أبو سهل العبسي[٥]، أبو حيَّان يحيى بن سعيد التيمي، موسى بن عبدالله الجهني، عبدالله بن شبرمة الضبي، غيلان بن جامع المحاربي، مُخَوَّل بن راشد النَّهْدي، عُبيدة بن مُعَتِّب الضبي، زكريا بن أبي زائدة الهمداني، الحسن بن الحر النَّخعي، الصَّلْت بن بهرام الهلالي، بكير بن عامر البجلي، محمد بن قيس الأسدي، عمر بن ذر بن عبدالله الهمْدَاني، عبدالله بن حبيب بن أبي ثابت الأسدي، القاسم بن الوليد الهمداني، أبان بن تَغْلِب[٦] الربعي، بِشر بن كِدَام الهلالي، أبو حنيفة النعمان بن ثابت التيمي[٧]، مالك بن مِغْوَل البجلي، أبو العُمَيس عتبة (ش٧٤/ب) بن عبدالله المسعودي، عبدالجبار بن العباس الشِّبَامي[٨]، عبدالرحمن بن زبيد اليامي، سُفيان بن سعيد الثوري، عمر بن سعيد الثوري أخوه، محمد بن

(١) ي ر: بن أبي معاوية، وهو غلط.
(٢) ح س: الختني، ر: الحنفي.
وهو قابوس بن حصين بن جندب الجنبي الكوفي، (التاريخ الكبير ٧/١٩٣).
(٣) ر: الحسين.
(٤) م: عبدالله، وهو الحسن بن عُبَيْد الله النَّخعي من رجال مسلم.
(٥) ش ر: العنسي، وفي الكامل ٦/١٥٤، والمغني في الضعفاء ٢/٥٨٣ نسبه في همدان، وقال الذهبي: ضعفوه جدا اهـ وهو من رجال التهذيب.
(٦) في ي ط م فقط: ثعلب، وهو تصحيف.
(٧) في ش كتب: التقيه ثم ضرب عليها، وهي ثابتة في م.
(٨) في ط: الشيباني وهو تصحيف.

مقدمہ
ابن خلدون
نفیس اکیڈمی

ابن خلدون ؒ مزید فرماتے ہیں

اہل عراق کے امام ابو حنیفہ ؒ نعمان بن ثابت ہیں آپ کا مقام کوئی نہ پاسکا حتی کہ آپ کے ہم مشربوں میں امام شافعی ؒ نے بھی فقہ میں آپ کے بلند مرتبے کا اقرار کیا ہے امام شافعی ؒ نے فقہ امام ابو حنیفہ ؒ کے شاگردوں سے حاصل کی امام احمد بن حنبل ؒ کے شاگردوں نے بھی فقہ امام ابو حنیفہ ؒ کے شاگردوں سے حاصل کی

تفصیل سے تردید کی اور برائی بیان کی اور ان کی کتابوں سے بائیکاٹ کیا اور بازاروں میں ان کی خرید و فروخت پر پابندی لگا دی بلکہ کبھی کبھی تو انہیں پھاڑ بھی دیا جاتا تھا۔ اب صرف دو مذہب باقی رہے عراق میں اصحاب رائے کا اور حجاز میں اہل حدیثوں کا۔ عراقیوں کے امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ہیں۔ آپ فقہ میں انتہائی بلند پایہ امام ہیں۔ آپ کا مقام کوئی نہ پاسکا حتی کہ آپ کے ہم مشربوں نے خصوصاً امام مالک و شافعی نے بھی فقہ میں آپ کے بلند مرتبہ کا اعتراف کیا ہے۔ حجازیوں کے امام امام مالک بن انس اصبحی ہیں جو مدینہ منورہ کے امام ہیں جو دار الہجرت ہے۔ آپ نے معتبر دلائل شرعیہ میں ایک اور دلیل کا اضافہ کیا ہے یعنی قرآن حدیث اجماع اور عمل۔

اہل مدینہ: کیونکہ آپ نے مدینہ والوں کو دیکھا کہ جو کام کرتے ہیں یا چھوڑتے ہیں اس میں وہ پہلے لوگوں کی پیروی کرتے ہیں اور دین میں ان کی اقتدا ضروری سمجھتے ہیں۔ اقتدا کا یہ سلسلہ صحابہ تک جا پہنچتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتدا کیا کرتے تھے اور شریعت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سیکھا کرتے تھے۔ امام مالک کے نزدیک یہی عمل اہل مدینہ شرعی دلائل کے اصول میں سے ہے۔ لیکن اکثر علماء یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ اجماع میں داخل ہے۔ مستقل جداگانہ دلیل نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ بات نہیں ہے کیونکہ دلیل اجماع مدینہ والوں کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ تمام امت کو شامل ہے۔

اجماع کی تعریف: یاد رکھیے اجماع اجتہاد سے کسی دینی مسئلہ پر اتفاق کا نام ہے۔ امام مالک نے اسی معنی کے لحاظ سے عمل اہل مدینہ کا اعتبار نہیں کیا بلکہ اس حیثیت سے اعتبار کیا ہے کہ چونکہ مدینہ والے نسلاً بعد نسل شارع علیہ السلام کے عہد مبارک تک کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا پر جمے رہے اس لیے عمل پر وہ متفق ہوئے لہذا اب سب کو بالاتفاق ان کی پیروی کرنی لازم ہے۔ اجماع کے مفہوم میں اس سے وسیع اتفاق ہوتا ہے چونکہ اتفاق دونوں میں پایا جاتا ہے۔ اس لیے عمل اہل مدینہ اجماع کے مشابہ معلوم ہوتا ہے چنانچہ امام موصوف نے اسی مشابہت کی وجہ سے اسے باب اجماع میں بیان فرمایا ہے۔ دونوں میں یہ فرق ہے کہ اجماع میں جو اتفاق ہوتا ہے۔ وہ دلائل میں غور و فکر کے بعد اجتہاد سے ہوتا ہے اور مدینہ والوں کا کرنے نہ کرنے پر اتفاق مشاہدہ و پیروی ہے۔ غور و فکر اور اجتہاد پر نہیں۔ اگر عمل اہل مدینہ باب فعل النبی و تقریرہ میں لایا جاتا ہے یا ان دلائل کے ساتھ لایا جاتا ہے جن میں اختلاف ہوتا ہے جیسے مذہب صحابی۔ پہلے لوگوں کی شریعت اور استصواب کے تحت لایا جاتا تو اچھا اور موزوں ہوتا۔

پھر امام مالک کے بعد محمد بن ادریس مطلبی شافعی کا زمانہ ہے آپ امام مالک کے بعد عراق تشریف لے گئے اور امام ابو حنیفہ کے شاگردوں سے ملے اور ان سے فقہ سیکھا۔ آپ نے حجازیوں اور عراقیوں کے طریقے ملا کر ایک نیا مسلک بنایا اور بہت سے مسائل میں امام مالک کی مخالفت کی پھر امام احمد بن حنبل واقفی دین پر پہنچے۔ آپ بڑے محدثین میں سے تھے۔ آپ کے شاگردوں نے امام ابو حنیفہ کے شاگردوں سے فقہ پڑھا۔ حالانکہ ان کے پاس حدیث کا سرمایہ بہت تھا آپ کے شاگرد ایک نئے مسلک کے ساتھ مخصوص ہوئے۔ اسلامی ممالک میں لوگوں نے انہیں چاروں اماموں کی تقلید پر قناعت کی اور دیگر اماموں کی تقلید کرنے والوں کا نام و نشان بھی نہ رہا لوگوں نے اختلافات مسالک کا دروازہ بند کر دیا کیونکہ علوم کی اصطلاحوں کی کثرت ہوگئی اور اجتہاد کے مقام تک پہنچنے کی لوگوں میں صلاحیت نہیں رہی اور اس لیے بھی کہ ہر کس و ناکس مجتہد

نہ بن بیٹھے اس لیے صراحت سے کہہ دیا گیا کہ اب لوگ اجتہاد کی صلاحیت سے عاجز ہیں اور سب تقلید کے لیے مجبور ہیں۔ ان چاروں اماموں میں سے جس کی چاہیں تقلید کریں۔ یہ حرام ہے کہ چاروں کی باری باری تقلید کریں کیونکہ اس طرح تو دین مذاق بن کر رہ جائے گا۔ اب فقہ میں چاروں اماموں کے اقوال بیان کیے جاتے ہیں اور ہر مقلد اپنے امام کے قول پر عمل کرتا ہے جب کہ اصول کی تخریج اور روایت کی سند کا بھی اچھی طرح سے پیش نظر رکھتا ہے۔ آج فقہ کا بس اتنا ہی مفہوم ہے اگر آج کوئی مجتہد بن بیٹھے تو اس کے اجتہاد کو کوئی تسلیم نہیں کرے گا اور نہ اس کی تقلید پر کوئی آمادہ ہوگا آج دنیا کے تمام مسلمان انہیں چاروں کی تقلید کی طرف لوٹ گئے ہیں (ان چاروں اماموں کی وصیت ہے کہ اگر ہمارے قول کے خلاف صحیح حدیث مل جائے تو ہمارا قول چھوڑ کر حدیث پر عمل کرو۔ اس لیے ان کی اصل تقلید کا مفہوم اسی وقت پورا ہوگا جب ان کے اس قول پر بھی عمل کیا جائے۔ ہمارے ہاں صرف [illegible] بچا ہے)

امام احمد کے ماننے والے تھوڑے ہیں۔ کیونکہ ان کے مذہب میں اجتہاد بہت کم ہے اور زیادہ تر اخبار و روایات پر مبنی ہے ان کے ماننے والے اکثر شام و عراق کے علاقے بغداد اور اس کے نواح میں پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ سب سے زیادہ احادیث و روایات کے حافظ ہوتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ کے ماننے والے آج عراق سندھ چین ماوراء النہر اور تمام عجمی شہروں کے مسلمان ہیں۔ کیونکہ ان کا مذہب خصوصیت سے عراق اور دارالسلام کا مذہب تھا جو سرکاری مذہب تھا اور سرکاری مذہب ہی کو زیادہ مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔ پھر آپ کے شاگردوں کو خلفائے عباسیہ کی صحبت بھی حاصل تھی اس لیے ان کے فقہ پر کثرت سے کتابیں لکھی گئیں اور شافعیوں سے مناظرہ کی مجالس بھی خوب گرم رہیں اور اختلافی مسائل میں انتہائی نفیس و مفید مذاکرے ہوئے اور انہوں نے عمدہ اور جدید نظریات پیش کیے اور عجیب و غریب نظریات کا اظہار کیا۔ ان کے کارنامے لوگوں کے سامنے ہیں جو تھوڑے سے مغرب میں بھی پائے جاتے ہیں۔ انہیں نقل کر کے مغرب میں لانے والے قاضی ابن عربی اور ابو الولید باجی ہیں۔

امام شافعی کے ماننے والے زیادہ تر مصر میں ہیں ان کا مذہب عراق خراسان اور ماوراء النہر میں بھی پھیل گیا ہے۔ شافعی اسلامی شہروں میں درس و تدریس میں اور فتاویٰ نویسی میں حنفیوں کے دوش بدوش نظر آتے ہیں ان میں مناظروں کی بڑی بڑی مجلسیں منعقد ہوتی رہیں [illegible] اختلافی مسائل کی کتابیں ان کے وضع و تشریح کے دلائل سے بھری پڑی ہیں۔ پھر یہ پر رونق علمی مجلسیں ختم ہو گئیں جب مشرق پر [illegible]۔ جب امام محمد بن ادریس شافعی مصر میں بنی عبد الحکم کے ہاں [illegible] تو بنی عبد الحکم کی ایک جماعت نے آپ سے علم سیکھا۔ نیز اشہب ابن قاسم اور ابن مواز وغیرہ نے بھی [illegible] نے بھی استفادہ کیا۔

پھر رافضیوں کی حکومت قائم ہو جانے سے مصر سے اہل سنت کا فقہ جاتا رہا اور اس کی جگہ اہل بیت کے فقہ نے لے لی۔ اب وہاں سے فقہائے اہل سنت ختم ہو گئے۔ پھر جب رافضیوں (عبیدیوں) کی حکومت کا خاتمہ صلاح الدین یوسف بن ایوب کے ہاتھوں ہوا تب مصر والوں کی طرف شافعی اور ان کے شامی و عراقی شاگردوں کا فقہ لوٹا۔ اب اس کی حالت پہلے سے بہتر ہو گئی اور اس کا بازار خوب گرم ہوا۔ فقہائے شافعیہ میں سے شام میں محی الدین نووی (شارح مسلم) اور عز الدین بن عبد السلام اور مصر میں ابن رفعہ اور تقی الدین ابن دقیق العید پھر ان دونوں کے

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حدیث کے بڑے مجتہد تھے

عالم اسلام کے عظیم مورخ امام ابن خلدون رحؒ لکھتے ہیں

امام ابو حنیفہ" حدیث کے بڑے مجتہد تھے مزید لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ" سے احادیث کی روایات کم اس لئے ہوئیں آپ" شروط و تحمل روایات میں بہت سخت تھے لیکن بعد والے محدثین نے شرائط میں نرمی کی جس وجہ سے ان سے روایت حدیث زیادہ ہوئیں امام ابن خلدون" فرماتے ہیں کہ آئمہ" دین سے بدگمانی نہ کیجئے یہی وہ طبقہ ہے جو حسن ظن کا زیادہ حقدار ہے

تاکہ دین کو صحیح اصول سے لے سکے اور احکام کو ان کے اصلی منبع سے سیکھ سکے اگر کسی امام سے کم روایتیں منقول ہیں تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ اتنی ہی روایتوں سے واقف تھا بلکہ یہ معنی ہیں کہ اس کے معیار پر اتنی ہی صحیح حدیثیں اتری تھیں کیونکہ طرق حدیث میں مطاعن وعلل کی وجہ سے انہیں حدیثیں چھوڑ دینی پڑیں جبکہ اکثر کے نزدیک یہ اصول کا ایک مانا ہوا مسئلہ ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے کسی امام کا اجتہاد بھی چاہتا ہے کہ جن احادیث میں یا ان کے طرق اسانید میں کوئی طعن ہو یا کوئی علت ہو وہ نا قابل قبول ہے اور اکثر احادیث میں مطاعن وعلل پائے جاتے ہیں۔ اس لیے ان کی روایتیں کم ہوتی ہیں کیونکہ جتنی کڑی شرطیں ہوں گی اتنی ہی روایات میں قلت ہوگی۔ کیونکہ طعن یا علت سے روایت میں ضعف آ جاتا ہے اور وہ قابل رد ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں عراقیوں کی بہ نسبت حجازیوں سے روایات احادیث زیادہ ہیں کیونکہ مدینہ دار الہجرت اور صحابہ کی پناہ گاہ تھا۔ جو صحابی مدینہ سے عراق چلے گئے تھے۔ وہ زیادہ تر جہاد ہی میں مشغول رہتے تھے۔ امام ابو حنیفہ سے روایتیں محض اس لیے کم ہیں کہ آپ شروط تحمل روایت میں بہت سخت تھے اگر کسی یقینی حدیث سے ذاتی عقل ٹکرا جاتا تو ابو حنیفہ اسے بھی ضعیف قرار دے کر چھوڑ دیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ سے روایتیں کم ہیں جس کی وجہ سے حدیثیں بھی کم منقول ہیں۔ یہ بات نہیں کہ آپ نے معاذ اللہ جان بوجھ کر حدیث کی روایت چھوڑ دی ہو۔

امام ابو حنیفہ حدیث کے بڑے مجتہد تھے اس کی دلیل کہ آپ علم حدیث کے بڑے مجتہد تھے یہ ہے کہ لوگ آپ کے مذہب پر بھروسہ کرتے ہیں اور کسی بات کو ماننے نہ ماننے کے اعتبار سے آپ کی رائے کا احترام کرتے ہیں۔ اس کے

خادم احناف
محمد شعیب الحنفی

برعکس دوسرے محدثین کرام نے تحمل حدیث کی شرطیں ہلکی کر دیں اسی لیے انہیں بہت سی حدیثوں کی روایت کا موقع مل گیا۔ یہ سب اپنے اپنے اجتہاد کے نتائج ہیں۔ خود امام ابو حنیفہ کے شاگردوں نے آپ کے بعد جب شرطوں میں تسہیل کی تو ان کی روایتیں بہت ہو گئیں چنانچہ طحاوی کی بہت سی روایتیں ہیں اور ان کی ایک جلیل القدر مسند بھی ہے مگر بخاری مسلم کے مقابلے کی نہیں ہے کیونکہ جن شرطوں پر بخاری مسلم نے اپنی کتابوں کی بنیاد رکھی ہے۔ ان پر امت کا اجماع ہے جیسا کہ علماء کا قول ہے اور طحاوی کی شرطوں پر اجماع نہیں ہے۔ مثلاً طحاوی مجہول الحال راوی کی روایت لے لیتے ہیں وغیرہ وغیرہ اسی لیے طحاوی پر بخاری و مسلم مقدم ہیں۔ بلکہ مشہور کتب سنن میں بھی کیونکہ طحاوی کی شرطیں ان کی شرطوں سے بھی گری ہوئی ہیں اسی لیے بخاری مسلم کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کی قبولیت پر اجماع ہے مگر اس راہ سے ان میں جو کچھ ہے اس کی صحت پر اجماع ہے کیونکہ ان کی شرطوں پر تمام امت کا اجماع ہے اس لیے آپ ائمہ مجتہدین کے بارے میں بدگمانی نہ کیجئے لوگوں میں یہی وہ طبقہ ہے جو حسن ظن کا زیادہ حقدار ہے اگر ان کی کوئی بات بظاہر سمجھ میں بھی نہ آئے تو اس کی ان کی شان کے لائق توجیہ کرنی چاہیے۔

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا دفاع

غیر کے مقلدین کے امام العصر مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا دفاع کرتے ہیں اور امام صاحبؒ کی توثیق امام ابن معینؒ سے نقل کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ابن معین متشدد ہیں لیکن امام صاحبؒ پہ جرح نہیں کرتے

رکھ دیا ہے اور آپ کی زندگی کے ہر علمی اور عملی شعبہ اور قبولیت عامہ اور غنائے قلبی اور احکام و سلاطین سے بے تعلقی وغیرہ فضائل میں سے کسی بھی ضروری امر کو چھوڑ کر نہیں رکھا۔

اسی طرح اسی کتاب میں امام یحییٰ بن معینؒ سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ "امام ابو حنیفہؒ میں کوئی عیب نہیں اور آپ کسی برائی سے متہم نہ تھے[1]" ص ۵۱

تنبیہ:

شاید آپ کے دل میں ان حوالہ جات کے بعد بھی یہ وسوسہ گذرے کہ ہو سکتا ہے کہ امام ذہبیؒ کو امام صاحبؒ کے مرجیہ ہونے کا علم نہ ہو۔ سو اس کا مختصر اور مسکت جواب یہ ہے کہ حافظ ذہبیؒ میزان الاعتدال میں امام مسعر کے ترجمہ کے ضمن میں امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے بزرگ استاد حماد بن ابی سلیمانؒ کا بالخصوص ذکر کر کے سب مذکورین سے الزام ارجائی کو اس طرح دفع کرتے ہیں۔

"مسعر بن کدام حجت ہیں۔ امام ہیں۔ اور سلیمانی کا یہ قول کہ مسعر اور حماد بن سلیمان اور نعمان یعنی امام ابو حنیفہؒ اور عمرو بن مرہ اور عبدالعزیز ابن رواد اور ابو معاویہ عمر بن ذر اور اس قسم کے دیگر بہت سے بزرگ جن کا ذکر اس نے کیا ہے۔ مرجیہ میں سے ہیں قابل اعتبار نہیں ہے۔" (میزان جلد دوم ص ۷۴ مطبوعہ لکھنؤ)

اس کے بعد حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ارجاء[2] بہت سے بڑے بڑے علماء کا مذہب ہے پس مناسب

[1] امام یحییٰ بن معین جرح میں متشددین سے تھے۔ باوجود اس کے وہ امام ابو حنیفہؒ پر کوئی جرح نہیں کرتے۔

امام اعظم رحمہ اللہ پہ مرجیئہ کا الزام اور اس کا رد غیر کے مقلدین کے گھر سے

مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ غیر مقلد لکھتے ہیں کہ بعض مصنفین نے امام ابو حنیفہؒ کو رجال مرجیئہ میں شمار کیا ہے

حالانکہ کہ آپ اہلسنت کے بزرگ امام ہیں اور آپ کی زندگی اعلیٰ درجے کے تقویٰ پہ گزری جس سے کسی کو بھی انکار نہیں

مزید رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں یہ آپ پہ بہتان ہے آپ مخصوص فرقے مرجیئہ میں سے نہیں ہو سکتے ورنہ آپ اتنے تقوے اور طہارت پہ زندگی نہ گزارتے

سنت کے نزدیک قابل اعتراض نہیں ہیں۔ البتہ مرجیہ خالصہ کا یہ قول کہ ایمان کے ہوتے معاصی وبدکرداریاں مضر نہیں ہیں۔ سراسر باطل اور قابل اعتراض ہے۔

اس موقع پر اس شبہ کا حل بھی نہایت ضروری ہے کہ بعض مصنفین نے سیدنا امام ابو حنیفہؒ کو بھی رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ آپ اہل سنت کے بزرگ امام ہیں۔ اور آپ کی زندگی اعلیٰ درجے کے تقویٰ اور تورع پر گذری۔ جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔

ارجاء اور امام ابو حنیفہؒ: بے شک بعض مصنفین نے (خدا ان پر رحم کرے) امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے شاگردوں امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد (رحمہم اللہ) کو رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے۔ جس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اور حضرت امام صاحب ممدوح کی طرز زندگی پر نظر نہ رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے اسے خوب اچھالا ہے۔ لیکن حقیقت رس علماء نے اس کا جواب کئی طریق پر دیا ہے۔

اول: یہ کہ آپ پر یہ بہتان ہے۔ آپ مخصوص فرقہ مرجیہ میں سے نہیں ہو سکتے۔ ورنہ آپ اتنے تقویٰ و طہارت پر زندگی نہ گذارتے۔ حوالہ جات ذیل ملاحظہ ہوں۔

(۱) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ "منہاج السنۃ" میں فرماتے ہیں۔

كما ان ابا حنيفة وان كان الناس خالفوه فى اشياء وانكروها عليه فلا يستريب احد فى فقهه و فهمه وعلمه وقد نقلوا عنه اشياء

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا دفاع غیر کے مقلدین کے گھر سے

مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ امام ابن حجر عسقلانیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں بری رائے رکھنے والے کچھ لوگ حاسد ہیں اور کچھ جاہل ہیں

امام اعظمؒ کے بارے میں بری رائے رکھنے والے غیر کے مقلدوں اب فیصلہ تم نے کرنا ہے کہ تم لوگ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں حسد کرتے ہو جہالت میں بری رائے رکھتے ہو؟

خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجرؒ اور امام ابو حنیفہؒ: حافظ ذہبیؒ کے بعد خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجرؒ کو بھی دیکھئے۔ علوم حدیثیہ و تاریخیہ میں ان کے تبحر و فضل و کمال اور احوال رجال سے پوری آگاہی کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ آپ تہذیب التہذیب میں جو اصل میں امام ذہبیؒ کی کتاب تہذیب کی تہذیب ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے ترجمہ میں آپ کی دینداری اور نیک اعتقادی اور صلاحیت عمل میں کوئی بھی خرابی اور کسر بیان نہیں کرتے۔ بلکہ بزرگان دین سے ان کی از حد تعریف نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں الناس فی ابی حنیفۃ حاسد و جاہل یعنی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے متعلق (بری رائے رکھنے والے) لوگ کچھ تو حاسد ہیں اور کچھ جاہل ہیں سبحان اللہ کیسے اختصار سے دو حرفوں

ؒ حضرت سعید بن جبیرؒ کے یہ حالات تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۶۶ میں ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ تقریب میں فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیرؒ ۹۵ھ میں فوت ہوئے۔

میں معاملہ صاف کر دیا۔

نیز حافظ صاحب ممدوح لکھتے ہیں کہ قاضی احمد بن عبدہ قاضیؒ نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ ہم ابن عائشہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اس نے امام ابو حنیفہؒ کی ایک حدیث بیان کر کے کہا کہ تم لوگ اگر آپ کو دیکھ پاتے تو ضرور آپ کو چاہنے لگتے۔ بس تمہاری اور ان کی مثال ویسی ہے جیسے یہ شعر کہا گیا ہے۔

محدثین نے امام اعظم رحمہ اللہ پہ طعن کرنے میں حد سے تجاوز کیا

ابو عمر کہتے ہیں کہ بہت سے محدثین نے امام ابو حنیفہ پر طعن کرنے میں حد سے تجاوز کیا ہے اس لیے کہ انہوں نے بہت سی صحیح خبر واحد کو رد کر دیا اور اس رد کی وجہ یہ ہوی کہ امام ابو حنیفہ رح ایسے مسائل کا دوسری بہت سی احادیث اور قرآن سے مستنبط معانی سے موازنہ کرتے تھے تو جو مسئلہ اس سے میل نہ کھاتا اسکو رد کر دیتے اور اسکا نام شاذ رکھ دیتے اور نیز امام ابو حنیفہ رح فرمایا کرتے تھے کہ نماز وغیرہ عبادات کو ایمان نہیں کہا جاے گا، اھل سنت میں سے جن لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ ایمان قول اور عمل دونوں کا نام ھے انہوں نے امام ابو حنیفہ رح کے اس قول کی تردید کی ھے اور انکے اس قول کو بدعت بتایا ہے ان سب کے باوجود وہ اپنی فہم وفطانت کہ وجہ سے قابل رشک تھے ھم اپنی اس کتاب میں لوگوں کی طرف سے امام ابو حنیفہ کے بارے میں کی گئی برائیاں اور انکی تعریف دونوں کا بیان کرینگے جسکو دیکھنے والا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے احوال سے مطلع ہو سکے گا...... اللہ ہمیں بچائے اور حاسدین کے شر سے محفوظ رکھے. آمین یارب العالمین

قال: ونا إبراهيم بن بشار الرمادي، قال: سمعتُ سفيانَ بنَ عيينة يقول: كان أبو حنيفة يَضرِبُ لِحديثِ رسول الله صلى الله عليه وسلم الأمثالَ فيَرُدُّه بعِلمه، حدَّثتُه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم «البيِّعانِ بالخيار ما لم يَفْتَرِقا»، فقال أبو حنيفة: أرأيتم إن كانوا في سفينةٍ كيف يفترقون؟ قال سفيان: هل سمعتم بشَرٍّ من هذا؟

قال أبو عُمَر: كثيرٌ من أهل الحديث استجازوا الطعنَ على أبي حنيفة، لردِّهِ كثيراً من أخبارِ الآحادِ العدول، لأنه كان يَذهَبُ في ذلك إلى عَرْضِها

= العَدَدِ الذي يقال له: (مِئةُ ألفِ مسألة)؟!

وما هو مقدارُ المسائل المدوَّنة في أوسع المذاهب تقريباً على تلاحُقِ القرون؟ وإلى كم من المجلَّداتِ يَحتاجُ تدوينُ تلك المسائلِ فقط، بدون أجوبتها، ومن غير سَرْدِ أدلتِها المتجاذبة، ومن غير مُوازنةٍ بينها.

وهل هذا العَدَدُ من المسائل، مما يمكن أن يَستظهره رجل مجهول، يأتي من خراسان، ليَسألَ أبا حنيفة عن تلك المسائل، ويَحمِلَ أجوبتَها إلى خراسان بتلقِّيها سَماعاً منه؟! وتصوُّرُ هذا الخيال، خُروجٌ فاحشٌ من حَدِّ المعقول، فسبحان قاسمِ العقول.

وقال شيخنا أيضاً: «ولو ثَبَت أن أبا حنيفة أجاب عن تلك المسائل، لكان ذلك من مناقبه حقاً لا من مثالبه، ولم يكن كثرةُ إفتاء أبي حنيفة عن جُرأة وتهور، وإنما كان لتمنه في الإفتاء وجريه عليه وجرياً عيناً.

وقد أخرج الخطيبُ نفسُه بسنده في «الفقيه والمتفقه» إلى ابن سماعة، عن أبي يوسف قال: سمعتُ أبا حنيفة يقول: من تكلَّم في شيء من العلم وتقلَّده وهو يظُنُّ

على ما اجتَمَع عليه من الأحاديث ومَعاني القرآن، فما شَذَّ عن ذلك رَدَّه وسمَّاه شاذّاً، وكان مع ذلك أيضاً يقولُ: الطاعاتُ من الصلاةِ وغيرِها لا تُسمَّى إيماناً، وكلُّ من قال من أهل السنة: الإيمانُ قولٌ وعَمَل يُنكرون قولَه، ويُبدِّعُونه بذلك، وكان مع ذلك محسوداً لفهمِه وفطنتِه.

ونَذكُرُ في هذا الكتاب مِن ذَمِّه، والثناءِ عليه، ما يَقِفُ به الناظرُ فيه على حالِه، عَصَمَنا الله وكفانا شرَّ الحاسدين، آمينَ رَبَّ العالمين[1].

---

(١) قلت: رحم الله تعالى الإمامَ ابنَ عبد البر، فقد لخَّصَ في هذه الكلمات القليلة: سببَ الطعن في الإمام أبي حنيفة ممن طَعَن فيه من أهل الحديث، فذكر ثلاثة أسباب:

١ ــ مسلكُ أبي حنيفة في العمل بأخبار الآحاد كما شرحه.

٢ ــ قولُه: الطاعاتُ ... لا تدخُلُ في مسمَّى الإيمان.

٣ ــ كونُه: كان مَعَ ذلك محسوداً لفهمِه وفطنته. ثم قال رحمه الله تعالى داعياً: «عصَمَنا الله وكفانا شرَّ الحاسدين، آمين، رَبَّ العالمين» انتهى.

وقد قرَّر أئمةُ علماء الحديث النُّقَّادُ: أن وجود سببٍ واحدٍ من هذه الأسباب وأمثالِها، يُسقِطُ طعنَ الطاعن فيمن طَعَن فيه، قال الإمام الحافظ الذهبي رحمه الله تعالى، في «ميزان الاعتدال» (١: ١١١) في ترجمة الحافظ (أبي نُعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني): «كلامُ الأقرانِ بعضِهم في بعض لا يُعبأ به، لا سيما إذا لاح لك أنه لعداوة، أو لمذهب، أو لحَسَد، وما ينجو منه إلاَّ من عَصَمَه الله، وما علمتُ أنَّ عصراً من الأعصار سَلِمَ أهلُه من ذلك سوى الأنبياء والصدِّيقين، ولو شئتُ لسردتُ من ذلك كراريس، اللهم فلا تَجعَلْ في قلوبنا غِلاً للذين آمَنُوا رَبَّنا إنك رؤوف رحيم». انتهى.

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تابعیت اور تقویٰ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے چار صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا تھا اور وہ چار انس بن مالک رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ (کوفہ میں) اور سہل بن سعد الساعدی (مدینہ میں) اور ابو الطفیل عامر بن واثلہ (مکہ میں)
آگے کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے عبد اللہ بن مبارکؒ وکیع بن جراح قاضی ابو یوسف اور محمد بن حسن شیبانی نے روایت وغیرہ نے روایت بیان کی ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ عالم عامل زاہد اور عابد تھے متقی پرہیزگار تھے بہت خشوع والے تھے اللہ تعالیٰ کے سامنے بہت گریہ وزاری کرنے والے تھے.

فقال: مَهْرِجُونا[1] كل يوم، هكذا قال الخطيب في تاريخه، والله تعالى أعلم.

وأدرك أبو حنيفة أربعة من الصحابة، رضوان الله عليهم وهم: أنس بن مالك وعبد الله بن أبي أوفى بالكوفة، وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة، وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة، ولم يلق أحداً منهم ولا أخذ عنه[2]، وأصحابه يقولون: لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم، ولم يثبت ذلك عند أهل النقل. وذكر الخطيب في «تاريخ بغداد»[3] أنه رأى أنس بن مالك، رضي الله عنه. وأخذ الفقه عن حماد بن أبي سليمان وسمع عطاء بن أبي رباح وأبا إسحاق السبيعي ومحارب بن دثار والهيثم بن حبيب الصواف ومحمد بن المنكدر ونافعاً مولى عبد الله بن عمر، رضي الله عنهما، وهشام بن عروة وسماك بن حرب؛ وروى عنه عبد الله بن المبارك ووكيع بن الجراح والقاضي أبو يوسف ومحمد بن الحسن الشيباني وغيرهم.

وكان عالماً عاملاً زاهداً عابداً ورعاً تقياً كثير الخشوع دائم التضرع إلى الله تعالى، ونقله أبو جعفر المنصور من الكوفة إلى بغداد، فأراده على أن يوليه القضاء فأبى، فحلف عليه ليفعلن، فحلف أبو حنيفة أن لا يفعل [فحلف المنصور ليفعلن، فحلف أبو حنيفة أن لا يفعل، وقال: إني لن أصلح إلى قضاء][4] فقال الربيع بن يونس الحاجب: ألا ترى أمير المؤمنين يحلف؟ فقال أبو حنيفة: أمير المؤمنين على كفارة أيمانه أقدر مني على كفارة أيماني، وأبى أن يلي، فأمر به إلى الحبس في الوقت، والغرماء يدعون أنه تولى عدد اللبن أياماً ليكفر بذلك عن يمينه، ولم يصح هذا من جهة النقل. وقال الربيع: رأيت المنصور ينازل أبا حنيفة في أمر القضاء، وهو يقول: اتق الله، ولا ترعي[5]

---

1 زاد في ج وهامش ص: تبرزونا، وفي بر من: مهرجونا أي تبرزونا، وفي تاريخ بغداد – في إحدى الروايتين: تبرزونا.
2 ر س: إلا وأخذ عنه.
3 ١٣ : ٣٢٤.
4 زيادة من المطبوعة المصرية لم ترد في المخطوطات المعتمدة، وهي واردة في تاريخ بغداد: ٣٢٨.
5 هكذا في تاريخ بغداد والنسخ.

مناقب الإمام أبي حنيفة

وصاحبيه أبي يوسف ومحمد بن الحسن

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

ولد سنة ٦٧٣ وتوفي سنة ٧٤٨ رحمه الله تعالى

عُني بتحقيقه والتعليق عليه

محمد زاهد الكوثري

وكيل

مشيخة الإسلام باستانبول سابقاً

أبو الوفاء الأفغاني

رئيس الجمعية العلمية

من لجنة إحياء المعارف النعمانية

عُنيت بنشره

لجنة إحياء المعارف النعمانية

حيدرآباد الدكن: بالهند

بسم الله الرحمن الرحيم

/ الحمد لله على كل حال. وصلى الله على محمد أفضل الرجال. ٧

أما بعدُ فهذا كتابٌ في أخبار فقيه العصر، وعالم الوقت، أبي حنيفة، ذي الرتبة الشريفة، والنفس العفيفة، والدرجة المُنيفة: النعمانِ بن ثابت بن زُوْطَى[1]، مفتي أهل الكوفة. وُلِدَ رَضِيَ الله عنه وأرضاه، وأنفذ ما أوضحَهُ من الدين الحنيفيِّ وأمضاه، في سنة ثمانين[2]، في خلافة عبدالملك بن مروان بالكوفة.

(١) زُوطَى ليس بوالد ثابت مباشرة بل بينهما النعمان بن المرزبان، وأبو زوطى ماه، كما نص على ذلك الإمام مسعود بن شيبة في «التعليم» ص ٣، وهو الموافق لما صح عن إسماعيل بن حماد (ز).

(٢) هذا اختيارٌ منه لأحدث الروايات المختلفة أخذاً بالأحوط، كما جَرَى عليه الأكثرون، لكن هذا إذا لم يترجح سواه بدليل، ففي رواية ابن دَوْاد: كان ميلاده سنة ٦١هـ. وفي «الأنساب» السمعاني في (الخزّاز) سَنَةَ سبعين، ومثله في كتاب «الجرح والتعديل» لابن حِبّان وفي «روضة القضاة» لأبي القاسم السِّمْنَاني المعاصر للخطيب البغدادي، ويؤيدُ الأخيرَ عَدُّ الحافظ محمد بن مَخْلَد العطار روايةَ حماد بن أبي حنيفة عن مالك من رواية الأكابر عن الأصاغر، واهتمامُ

امام مزی رحمہ اللہ تہذیب الکمال کے مقدمے میں فرماتے ہیں

اور ہمارے اور قائل کے درمیان کی سند کا جب ہم تذکرہ نہ کریں تو ان میں سے جہاں پر جزم کا صیغہ ہو تو وہ اسکا مطلب یہ ہوگا کہ جو بات قائل کے ذریعے بیان کی گئی ہے اس کی سند میں ہمارے نزدیک کوئی کلام نہیں. اور جہاں صیغہ تمریض کا استعمال کیا گیا ہے وہاں اسکے قائل کی سند میں کلام ہو سکتا ہے

اسی کتاب میں امام ابو حنیفہؒ کے ترجمے میں جزم کے صیغہ کے ساتھ امام ابو حنیفہؒ کی ثقاہت امام ابن معینؒ امام ابن مبارکؒ امام ابو نعیمؒ امام شافعیؒ وغیرہ سے نقل کرتے ہیں

تهذيب الكمال في أسماء الرجال

الخَطيب البَغْدادِيّ الحافظ، ومن كتاب «تاريخ دمشق»(١) لأبي القاسم عليّ بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر الدمشقي الحافظ.

وما كانَ فيه مِن ذلك منقولاً من غير هذه الكُتب الأربعة، فهو أقلُّ مما كانَ فيه من ذلكَ مَنْقولاً منها، أو من بَعضِها.

ولم نذكر إسنادَ كُلِّ قول من ذلك فيما بيننا وبينَ قائله خوفَ التطويل. وقد ذكرنا مِن ذلك الشيء بعد الشيء لئلا يخلو الكتاب من الإسناد على عادة من تقدَّمنا من الأئمّة في ذلك.

وما لم نَذْكر إسنادَهُ فيما بيننا وبينَ قائله: فما كانَ مِن ذلك بصيغة الجزم، فهو مما لا نَعلَمُ بإسناده عن قائله المحكيِّ ذلك عنه بأساً، وما كانَ منه بصيغةِ التمريض، فربُما كانَ في إسنادِهِ إلى قائلِهِ ذلك نظر، فمن أرادَ مُراجعةَ شيء من ذلك أو زيادةَ اطّلاع على حال بعض الرُّواةِ المذكورينَ في هذا الكتاب، فعليه بهذه الأمَّهاتِ الأربعة فإنا قد وضعْنا كتابنا هذا متوسِّطاً بينَ التطويل المُملّ، والاختصار المُخِلّ.

وقد اشتملَ هذا الكتاب على ذِكر عامَّة رواة العلم، وحَمَلَة الآثار، وأئمّة الدين، وأهل الفَتْوى، والزُّهد والورع والنُّسك، وعامّة المَشهورينَ من كُلِّ طائفة من طوائف أهل العلم المُشار إليهم من أهل هذه الطبقات، ولم يخرُج عنه منهم إلا القليلُ، فمن أراد زيادة اطّلاع على ذلك، فعليه بعدَ هذه الكتب الأربعة بكتاب «الطبقات الكبير»(٢) لمحمدِ بنِ سَعْدٍ كاتب الواقديّ، وكتاب «التاريخ»(٣) لأبي

(١) شهرته تغني عن التعريف به، وقد طبع بعضه، والهمم متوجهة لطبعه بعون الله.

(٢) طبع بأوروبا وبيروت، وتوفي ابن سعد سنة ٢٣٠ كما هو مشهور.

وقال محمد بن سَعْد العَوْفيّ(١): سمعتُ يحيى بن مَعين يقول: كان أبو حنيفة ثقةً لايُحدِّث بالحديث إلاّ بما يحفظه، ولايحدِّث بما لايحفظ.

وقال صالح بن محمد الأسَديّ الحافظ: سمعتُ يحيى بن مَعين يقول: كان أبو حنيفة ثقةً في الحديث.

وقال أحمد بن محمد بن القاسم بن مُحْرِز(٢)، عن يحيى ابن مَعين: كان أبو حنيفة لا بأسَ به.

وقال مرةً(٣): كان أبو حنيفة عندنا من أهل الصِّدق، ولم يتهم بالكَذِب، ولقد ضَرَبَهُ ابنُ هُبَيْرة على القضاء فأبى أن يكون قاضياً.

وبالإسناد المذكور إلى أبي بكر الحافظ، قال(٤): أخبرنا الحسن بن محمد الخَلاّل، قال: أخبرنا عليّ بن عَمرو الحَريري أنَّ القاضي أبا القاسم عليّ بن محمد بن كاسٍ النَّخعي حَدَّثهم، قال: حدثنا محمد بن محمود الصَّيْدَنانيّ، قال: حدثنا محمد بن شُجاع ابن الثَّلْجيّ، قال: حدثنا الحسن بن أبي مالك، عن أبي يوسُف، قال: قال أبو حنيفة: لما أردتُ طَلَبَ العلم جَعلتُ أتخيَّر العُلوم وأسألُ عن عواقبها، فقيل: تَعلَّم القرآن. فقلت: إذا تعلمتُ القرآنَ وحفظته فما يكون آخره؟ قالوا: تجلسُ في المسجد ويقرأ عليك الصِّبيان والأحداث ثم لاتلبث أن يخرج فيهم من هو أحفظ منك، أو يساويك في الحِفْظ، فتذهب رئاستك. قلت: فإن

(١) تاريخ الخطيب: ٣١٩/١٣.

(٢) سؤالاته، الترجمة ٢٤٠.

(٣) نفسه.

امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کی ثقات تہذیب التہذیب سے

حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانیؒ اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں امام اعظم رحمہ اللہ کا ذکر خیر فرماتے ہیں اور سلف سے انتہائی تعریف نقل فرمائی لیکن کوئی ایک لفظ بھی جرح کا نقل نہیں فرمایا اور آخر میں فرماتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کے مناقب بہت زیادہ ہیں اللہ ان سے راضی ہو اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین

وقال ابن سعد: أخبرت عن أبي اليمان، عن إسماعيل بن عياش، عن يزيد بن شريح، عن عبدالملك بن عمير قال: أتى بشير بن سعد بالنعمان إلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم، فقال: يا رسول الله، ادع له. فقال: أما ترضى أن يبلغ ما بلغت، ثم يأتي الشام فيقتله منافق من أهل الشام.

وقال أبو مسهر: كان النعمان بن بشير عاملاً على حمص فبايع لابن الزبير -يعني بعد موت يزيد بن معاوية- فلما تمرد أهل حمص خرج هارباً، فاتبعه خالد بن خلي الكلاعي فقتله.

وقال خليفة بن خياط: وفي أول سنة خمس وستين خرج النعمان من حمص فاتبعه خالد بن خلي الكلاعي فقتله.

وقال المفضل الغلابي، وغيره: قتل سنة ست وستين.

ت س - النعمان بن ثابت التيمي، أبو حنيفة الكوفي، مولى بني تيم الله بن ثعلبة، وقيل: إنه من أبناء فارس. رأى أنساً.

وروى عن: عطاء بن أبي رباح، وعاصم بن أبي النجود، وعلقمة بن مرثد، وحماد بن أبي سليمان، والحكم بن عتيبة، وسلمة بن كهيل، وأبي جعفر محمد بن علي، وعلي بن الأقمر، وزياد بن علاقة، وسعيد بن مسروق الثوري، وعدي بن ثابت الأنصاري، وعطية بن سعيد العوفي، وأبي سفيان السعدي، وعبدالكريم أبي أمية، ويحيى بن سعيد الأنصاري، وهشام بن عروة في آخرين.

وعنه: ابنه حماد، وإبراهيم بن طهمان، وحمزة بن حبيب الزيات، وزفر بن الهذيل، وأبو يوسف القاضي، وأبو يحيى الحماني، وعيسى بن يونس، ووكيع، ويزيد بن زريع، وأسد بن عمرو البجلي، وحكام بن يعلى بن سلم الرازي، وخارجة بن مصعب، وعبدالمجيد بن أبي رواد، وعلي بن مسهر، ومحمد بن بشر العبدي، وعبدالرزاق، ومحمد بن الحسن الشيباني، ومصعب بن المقدام، ويحيى بن يمان، وأبو عصمة نوح بن أبي مريم، وأبو عبدالرحمن المقرىء، وأبو نعيم، وأبو عاصم وآخرون.

قال العجلي: أبو حنيفة كوفي تيمي من رهط حمزة الزيات كان خزازاً يبيع الخز.

ويروى عن إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة قال: نحن من أبناء فارس الأحرار، ولد جدي النعمان سنة ثمانين، وذهب جدي ثابت إلى علي وهو صغير فدعا له بالبركة فيه وفي ذريته.

وقال محمد بن سعد العوفي: سمعت ابن معين يقول: كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا بما يحفظه، ولا يحدث بما لا يحفظ.

وقال صالح بن محمد الأسدي، عن ابن معين: كان أبو حنيفة ثقة في الحديث.

[وقال ابن محرز، عن ابن معين: كان أبو حنيفة لا بأس به.

وقال مرة: كان أبو حنيفة عندنا من أهل الصدق، ولم يتهم بالكذب، ولقد ضربه ابن هبيرة على القضاء، فأبى أن يكون قاضياً].

وقال أبو وهب محمد بن مزاحم: سمعت ابن المبارك يقول: أفقه الناس أبو حنيفة ما رأيت في الفقه مثله.

وقال أيضاً: لو لا أن الله تعالى أغاثني بأبي حنيفة وسفيان، كنت كسائر الناس.

وقال ابن أبي خيثمة: حدثنا سليمان بن أبي شيخ قال: كان أبو حنيفة ورعاً سخياً.

وعن ابن عيسى بن الطباع: سمعت روح بن عبادة يقول: كنت عند ابن جريج سنة خمسين ومئة. فأتاه موت أبي حنيفة، فاسترجع، وتوجع، وقال: أي علم ذهب؟ قال: وفيها مات ابن جريج.

وقال أبو نعيم: كان أبو حنيفة صاحب غوص في المسائل.

وقال أحمد بن علي بن سعيد القاضي: سمعت يحيى بن معين يقول: سمعت يحيى بن سعيد القطان يقول: لا نكذب الله ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة، وقد أخذنا بأكثر أقواله.

وقال الربيع، وحرملة: سمعنا الشافعي يقول: الناس عيال في الفقه على أبي حنيفة.

وروي عن أبي يوسف قال: بينما أنا أمشي مع أبي حنيفة إذ سمعت رجلاً يقول لرجل: هذا أبو حنيفة لا ينام الليل. فقال أبو حنيفة: لا يتحدث عني بما لم أفعل، فكان يحيي الليل -يعني بعد ذلك-.

وقال إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة، عن أبيه قال: لما مات أبي سألنا الحسن بن عمارة أن يتولى غسله ففعل، فلما غسله قال: رحمك الله تعالى وغفر لك لم تفطر منذ ثلاثين سنة، ولم تتوسد يمينك بالليل منذ أربعين سنة. وقد أتعبت من بعدك وفضحت القراء.

وقال علي بن معبد: حدثنا عبيدالله بن عمرو الرقي قال: كلم ابن هبيرة أبا حنيفة أن يلي قضاء الكوفة، فأبى عليه، فضربه مئة سوط وعشرة أسواط وهو على الامتناع، فلما رأى ذلك خلى سبيله.

وقال أبو داود، عن نصر بن علي: سمعت ابن داود -يعني الخريبي- يقول: الناس في أبي حنيفة حاسد وجاهل.

وقال محمد بن عبد قاضي الري، عن أبيه: كنا عند ابن عائشة، فذكر حديثاً لأبي حنيفة، ثم قال: أما إنكم لو رأيتموه لأردتموه، فما مثله ومثلكم إلا كما قال:

أقلوا عليهم لا أبا لأبيكم
من اللوم أو سدوا المكان الذي سدوا

وقال الصيمري، عن ابن معين: سمعت عبيد بن أبي قرة يقول: سمعت يحيى بن الضريس يقول: شهدت سفيان وأتاه رجل، فقال: ما تنقم على أبي حنيفة؟ قال: وما له؟ قال: سمعته يقول: آخذ بكتاب الله، فإن لم أجد فبسنة رسول الله، فإن لم أجد فبقول الصحابة آخذ بقول من شئت منهم ولا أخرج من قولهم إلى قول غيرهم، فأما إذا انتهى الأمر إلى إبراهيم، والشعبي، وابن سيرين، وعطاء، فقوم اجتهدوا، فأجتهد كما اجتهدوا.

قال أبو نعيم، وجماعة: مات سنة خمسين ومئة.

وقال أبو بكر بن أبي خيثمة، عن ابن معين: مات سنة إحدى وخمسين.

له في كتاب «الترمذي» من رواية عبدالحميد الحماني عنه قال: ما رأيت أكذب من جابر الجعفي، ولا أفضل من عطاء بن أبي رباح. وفي كتاب «النسائي» حديثه عن عاصم، عن أبي رزين، عن ابن عباس قال: ليس على من أتى بهيمة حد.

قلت: وفي رواية أبي علي الأسيوطي والمغاربة عن النسائي قال: حدثنا علي بن حجر، حدثنا عيسى هو ابن يونس، عن النعمان، عن عاصم، فذكره، ولم ينسب النعمان، وفي رواية ابن الأحمر: يعني أبا حنيفة، أورده عقب حديث الدراوردي، عن عمرو، عن عكرمة، عن ابن عباس مرفوعاً: من وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به. الحديث، وليس هذا الحديث في رواية حمزة بن الكناني، ولا ابن حيوة عن النسائي. وقد تابع النعمان عليه عن عاصم سفيان الثوري.

ومناقب الإمام أبي حنيفة كثيرة جداً، فرضي الله تعالى عنه وأسكنه الفردوس، آمين.

النعمان بن حريرة، مضى بيانه في سالم بن منيح.

خت م ٤ - النعمان بن راشد الجزري، أبو إسحاق الرقي، مولى بني أمية.

ويقال: إنه أخو إسحاق بن راشد.

وقال أبو حاتم: لم يصح عندي ذلك.

روى عن: الزهري، وأخيه عبدالله بن مسلم بن شهاب، وعبدالملك بن أبي محذورة، وميمون بن مهران.

روى عنه: ابن جريج، وهو من أقرانه، ووهيب بن خالد، وعبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان، ويزيد بن حازم، وجرير بن حازم، وحماد بن زيد. قال علي ابن المديني: ذكره يحيى القطان فضعفه جداً.

وقال عبدالله بن أحمد: سألت أبي عنه، فقال: مضطرب الحديث، روى أحاديث مناكير.

وقال ابن معين: ضعيف.

وقال مرة: ليس بشيء.

وقال البخاري، وأبو حاتم: في حديثه وهم كثير وهو في الأصل صدوق.

حافظ ذہبی رحمہ اللہ تذکرۃ الحفاظ کے مقدمے میں لکھتے ہیں

یہ تذکرہ ہے ایسی شخصیات کا جو عادل ہیں علم نبوی کے حامل ہیں اور رواۃ کے ناقد اور جرح وتعدیل کے امام ہیں

پھر اسی کتاب میں امام ابو حنیفہؒ کا تذکرہ کرتے ہیں اور آپ رحمہ اللہ کو امام اعظم کے لقب سے پکارتے ہیں اور سلف سے بے حد تعریف نقل کرتے ہیں اور کوئی ایک جرح بھی نقل نہیں فرماتے جو آپؒ کی ثقاہت کی دلیل ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

ان الحمد لله سبحانه و تعالى و تقدست اسماؤه وصفاته وعز وجل، وهدى واضل، واصح واعل، واعز واذل، وبكل ما دق وجل استقل، وصلى الله على سيدنا محمد قدوة اهل العقد والحل، الذى قام بتبليغ الرسالة وما مل، ونهض بتبيين الوحى وعلى سبيل النجاة دل، وعلى آله وصحبه وسلم تسليما ۔

هذه تذكرة باسماء معدلى حملة العلم النبوى ومن يرجع الى اجتهادهم فى التوثيق و التضعيف، والتصحيح و التزييف و بالله اعتصم وعليه اعتمد واليه انيب ۔

١٦٣ ۔ ۱/٥ س ۔ ابو حنيفة الامام الاعظم

فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التيمى مولاهم الكوفى مولده سنة ثمانين رأى انس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة رواه ابن سعد عن سيف بن جابر انه سمع اباحنيفة يقوله وحدث عن عطاء ونافع وعبد الرحمن بن هرمز الاعرج وعدى بن ثابت وسلمة بن كهيل وابى جعفر محمد بن على وقتادة وعمرو بن دينار وابى اسحاق وخلق كثير، تفقه به زفر بن الهذيل وداود الطائى والقاضى ابو يوسف ومحمد بن الحسن واسد بن عمرو والحسن بن زياد اللؤلؤى ونوح الجامع وابو مطيع البلخى وعدة ۔ وكان قد تفقه بحماد بن ابى سليمان وغيره وحدث عنه وكيع ويزيد بن هارون وسعد بن الصلت وابو عاصم وعبد الرزاق وعبيد الله بن موسى وابو نعيم وابو عبد الرحمن المقرى وبشر كثير ۔ وكان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا كبير الشأن لا يقبل جوائز السلطان بل يتجر ويتكسب ۔

قال ضرار بن صرد سئل يزيد بن هارون ايما افقه الثورى او ابو حنيفة؟ قال: ابو حنيفة افقه وسفيان احفظ للحديث ۔ وقال ابن المبارك: ابو حنيفة افقه الناس ۔ وقال الشافعى: الناس فى الفقه عيال على ابى حنيفة ۔ وقال يزيد ما رأيت احدا اورع ولا اعقل من ابى حنيفة ۔ وروى احمد بن محمد بن القاسم بن محرز عن يحيى بن معين قال: لا بأس به لم يكن يتهم ۔ ولقد ضربه يزيد بن عمر بن هبيرة على القضاء فابى ان

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کا دفاع کرتے ہوئے

جب شیعہ مصنف نے امام ابو حنیفہؒ پہ تقدیر کے منکر ہونے کا الزام لگایا تب امام ابن تیمیہؒ نے امام ابو حنیفہؒ کا زبردست دفاع کیا اور روافض کے الزام کا بھرپور رد کیا اور آج کل یہی کام غیر کے مقلدین کا فرقہ کرتا ہے امام ابو حنیفہؒ کی توہین و تنقیص کا کوئی موقع جانے نہیں دیتے اس لئے غیر کے مقلدوں کے شیخ الکل میاں نذیر دہلوی نے فتویٰ دیا تھا کہ جو امام ابو حنیفہؒ کی توہین کرتا ہے وہ چھوٹا رافضی ہے۔

اس لئے جو بھی غیر کا مقلد امام ابو حنیفہؒ پہ بھونکتا ہے وہ اپنے شیخ الکل کے نزدیک چھوٹا رافضی ہے

کردہ ہیں، اس سے واضح ہوا کہ منکر تقدیر کا یہ دعویٰ کہ تقدیر کا عقیدہ رکھنے والے اچھائی اور برائی میں تمیز نہیں کر سکتے قطعی طور پر بے بنیاد ہے، مزید برآں یہ حقیقت واضح ہوئی کہ نیکی کرنے والا مدح و ثواب کا مستحق ہے اور برائی کا ارتکاب کرنے والا ذم وعقاب کا سزاوار ہے۔

روافض کی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر دروغ گوئی:

شیعہ مصنف لکھتا ہے:

''امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ صغیر السن تھے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان سے دریافت کیا، معصیت کس سے صادر ہوتی ہے؟ امام موسیٰ نے جواباً فرمایا:

۱۔ بندے سے

۲۔ اللہ تعالیٰ سے

۳۔ یا دونوں سے

اگر معصیت کا مصدر و منبع ذات خداوندی ہے تو اللہ تعالیٰ بندے پر کیوں کر ظلم کر سکتا ہے، اور اسے ناکردہ گناہ کی سزا دے سکتا ہے......؟ اور اگر دونوں سے صادر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اور بندہ گناہ کے ارتکاب میں برابر کے شریک ہوئے، اللہ تعالیٰ قوی ہے اور اس لائق ہے کہ اپنے ضعیف بندے سے منصفانہ برتاؤ کرے گا۔

اور اگر بندہ گناہ کا مرتکب ہونے میں منفرد ہے تو مذمت وملامت کا سزاوار بھی وہی ہوگا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے یہ سن کر فرمایا: ''یہ ایسی نسل ہے کہ اس کے بعض افراد کا دوسروں سے گہرا رابطہ ہے۔''

اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ جو بات سند اًمذکور ہو ہم اس کی صحت سے آگاہ ہیں، جو بات شیعہ مصنف نے بیان کی ہے وہ قطعی طور پر جھوٹ ہے، اس لیے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تقدیر کے قائل ہیں اور انہوں نے فقہ اکبر میں منکرین تقدیر کی تردید کی ہے، لہٰذا وہ اس شخص کی تائید نہیں کر سکتے، جو یہ کہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے افعال کو پیدا نہیں کیا، مزید برآں امام موسیٰ بن جعفر، متقدمین شیعہ اور دیگر علماء اہل بیت تقدیر کے قائل تھے، انکار تقدیر شیعہ میں اس وقت ہوا جب وہ بنو بویہ [1] کے دور

[1] بنو بویہ نے ایران اور بلاد مشرق کو تشیع کے جہنم میں جھونک دیا، یہ شیعہ کا پہلا دور تھا، دوسرے دور کا آغاز اللہ بندہ نامی سلطان کے عہد حکومت سے ہوتا ہے، اسی بادشاہ کے لیے اس شیعہ مصنف نے یہ کتاب تصنیف کی جس کی تردید کے لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کو قلم اٹھانا پڑا، شیعہ کا تیسرا دور ایران کے سلاطین

تالیف
شیخ الاسلام ابن تیمیہ

دفاع امام اعظم امام ابو حنیفہ رح

جو شخص علماے ثقات اور ائمہ اثبات کے وہ اقوال (جرحیں) جو انھوں نے ایک دوسرے کے بارے میں کہے ہیں قبول کرنا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ صحابہ کے ان اقوال کو بھی قبول کرے جو انھوں نے آپس میں ایک دوسرے کے متعلق کہے ہیں، اب اگر یہ شخص ایسا کرتا ہے تو وہ بدترین گمراہی کا شکار ہوگا اور بہت بڑے خسارے میں پڑے گا۔

جامع بيان العلم وفضله

تأليف
أبي عمر يوسف بن عبد البر
المتوفى سنة ٤٦٣ هـ

تحقيق
أبي الأشبال الزهيري

الجزء الأول

دار ابن الجوزي

٢١٩٢ - وقيل لأبي عاصم النبيل : فلان يتكلم في أبي حنيفة فقال : هو كما قال نصيب :

سلمتُ وهل حيٌّ على الناس يسلم

٢١٩٣ - قال [أبو][1] الأسود الدؤلي :

حسدوا الفتى إذ لم ينالوا سعيه
فالناس أعداء له وخصوم

فمن أراد أن يقبل قول العلماء الثقات الأئمة الأثبات بعضهم في بعض فليقبل قول من ذكرنا قوله من الصحابة رضوان الله عنهم بعضهم في بعض ، فإن فعل ذلك ضلَّ ضلالاً بعيداً وخسر خسراناً وكذلك إن قَبِل في سعيد بن المسيب قول عكرمة ، وفي الشعبي وأهل الحجاز وأهل مكة وأهل الكوفة وأهل الشام على الجملة ، وفي مالك والشافعي وسائر من ذكرناه في هذا الباب ما ذكرنا عن بعضهم في بعض ، فإنْ لم يفعل ولن يفعل إن هداه الله وألهمه رشده فليقف عند ما شرطنا في أن لا يقبل فيمن صحَّت عدالته ، وعُلمت بالعلم عنايته ، وسلم من الكبائر ولزم المروءة [والتصاون][2]، وكان خيره غالباً وشرُّه أقل عمله ، فهذا لا يقبل فيه قول قائل لا برهان له به ؛ وهذا هو الحق الذي لا يصح غيره إن شاء الله .

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ضعیف حدیث قیاس سے بہتر ہے

امام ابن حزم الظاہریؒ لکھتے ہیں

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مرسل اور ضعیف حدیث قیاس سے بہتر ہے

عمري بماعقدان الملوماث ، ومن علمهما ؟ ! ثم ذكر : « ايجاب بعض الاحكام أو استاطه » وهما ضدان ، ثم قال : « من جمع بينهما بأمر أو بوجه جمع بينهما فيه » وهذه لكنة وعي وتخليط ؟! ونسأل الله السلامة وانما أوردناه ليقف على تخليطه كل من له أدنى فهم ، ثم نعود الى مايتحصل منه ممن يفهم ـ وان كان باطلا ـ من أقوال سائر أهل القياس . وبالله تعالى التوفيق •

وقال أبو حنيفة : الخبر المرسل والضعيف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أولى من القياس ، ولايحل القياس مع وجوده ، قال : والرواية عن الصاحب الذي لايعرف له مخالف منهم ـ : أولى من القياس ، قال : ولايجوز الحكم بالقياس في الكفارات ولا في الحدود ولا في المقدرات •

وقال الشافعي : لايجوز القياس مع نص قرآن أو خبر صحيح مسند فقط ، وأما عند عدمهما فان القياس واجب في كل حكم •

وقال أبو الفرج القاضي وأبو بكر الابهري المالكيان : القياس أولى من خبر الواحد المسند والمرسل ، وماعلم هذا القول عن مسلم ـ يرى قبول خبر الواحد ـ قبلهما •

وقسموا القياس ثلاثة أقسام : فقسم هو قسم الأشبه والأولى ، وهو أن يقولوا : اذا حكم في أمر كذا بحكم كذا فأمر كذا أولى بذلك الحكم ، وذلك نحو قول أصحاب الشافعي : اذا كانت الكفارة واجبة في قتل الخطأ وفي اليمين التي ليست غموساً فقاتل العمد وحالف اليمين الغموس أولى بذلك وأحوج الى الكفارة ، وكقول المالكي والشافعي : اذا فرق بين الرجل وامرأته لعدم الجماع فالتفرقة بينهما لعدم النفقة التي هي أوكد من الجماع أولى وأوجب ، وكقول الحنفي والشافعي والمالكي : اذا ورث المظاهر بظهر الأم الكفارة فالمظاهر بفرج أمه أولى •
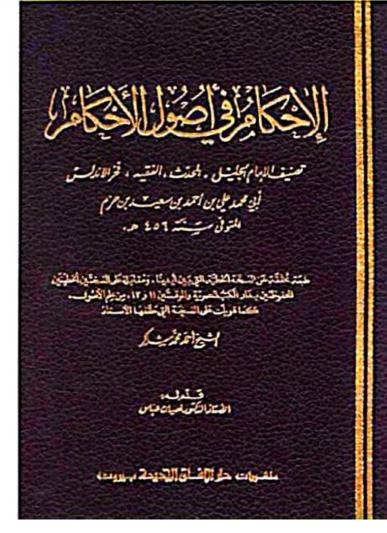
امام الشیخ الحافظ امام ابن شاہین رحمہ اللہ تعالیٰ

ایک حدیث بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اس کو روایت کیا علی بن الاقمرؒ شعبہؒ ثوریؒ منصورؒ مسعرؒ زکریا بن ابی زائدہؒ ابو حنیفہؒ وغیرہ نے

حديث آخر
[في الأكل متكئاً]

٦٠٦ ــ حدثنا يحى بن محمد بن صاعد قال (نا) جعفر بن محمد بن الحجّاج القطّان ـ بالرقة ـ قال (نا) عبد الله بن معاوية الزيتوني قال (نا) عبد الله بن عمران بن عبد العزيز بن عمر بن عبد الرحمن بن عوف عن ابن أبي ذئب عن عبد الله بن السائب بن حيّان عن أبيه عن جدّه قال:

رأيتُ رسولَ اللّهِ ﷺ يأكلُ في طَبَقٍ مُتَّكِئاً ثُمّ قامَ إلى فخارةٍ فيها ماءٌ فَشَرِبَ.

الناسخ لهذا الحديث

٦٠٧ ــ حدثنا عبد الله بن محمد البغوي ومحمد بن محمد بن سليمان الباغندي قالا (نا) أبو بكر بن أبي شيبة قال (نا) سويد عن علي بن الأقمر عن أبي جحيفة عن النبيّ ﷺ قال:

أمّا أنا فلا آكلُ مُتَّكِئاً[1].

وهذا حديث صحيح رواه عن علي بن الأقمر: شعبة والثوري ومنصور ومسعر وزكريّا بن أبي زائدة وأبو حنيفة وجبلة بن سحيم ورقبة بن مصقلة، وعلي بن صالح وصالح أبو الحسن بن صالح، وعمر بن ثابت وعقبة بن أبي العيزار.

ذكرتهم بأجمعهم في كتاب الأبواب بطرقهم.

وروى الكرهَ للأكل متكئاً عن النبيّ ﷺ ابنُ مسعود وأبو الدرداء وعبدُ الله بن عمر.

٦٠٨ ــ حدثنا أيوب بن يوسف بن أيوب بن سليمان المصري من كتابه إملاءً قال (نا) يوسف بن سعيد بن مسلم قال (نا) حجّاج يعني ابن محمد عن شعبة

---

(1) أخرجه البخاري ٤٥١/٩ كتاب الأطعمة باب الأكل (٥٣٩٨) ـ وأبو داود ٣٤٨/٣ كتاب الأطعمة (٣٧٦٩).

والترمذي ٨٩٣/٣ (٨٣١) وابن ماجة ١٠٨٦/٢ (٣٢٦٢) وأحمد في المسند ٣٠٨/٤ والبيهقي في السنن ٤٩/٧ والطبراني في الكبير ٢٣٠/٢٢، ١٣٢.

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا علم حدیث میں مقام

امام عبد الوہاب الشعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

مجھ پر اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تین مسندوں کا ان کے صحیح نسخوں سے مطالعہ کرنے کی توفیق ملی ان نسخوں پر حفاظ الحدیث کے قلم کی تحریریں تھیں جن میں آخری شخص حافظ میاطی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں مطالعہ کے دوران میں نے دیکھا کہ امام ممدوح صرف ان تابعین کرام رضی اللہ عنہ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں کہ جو اپنے وقت کے برگزیدہ عادل اور ثقہ حضرات تھے اور جو حدیث نبوی کی تصریح کے مطابق خیر القرون کے لوگ تھے جیسے کہ اسود علقمہ عطاء مجاہد مکحول اور حسن بصری جیسے حضرات ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین سو تمام رواۃ جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کے مابین ہیں سب کے سب عادل ثقہ نیک نام اور برگزیدہ ہیں ان میں کوئی شخص ایسا نہیں جو کذاب ہو یا اس پر کذب کی تہمت لگائی گئی ہو اور میرے بھائی ان کی عدالت کے لئے تمہیں یہ کافی ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے باوجود شدت ورع واحتیاط اور امت محمدی ﷺ کا خاص خیال رکھنے کے لئے ان حضرات کو اس غرض کے لئے منتخب فرمایا ہے کہ ان سے اپنے دینی احکام کو حاصل کر سکیں۔

وهذا لا يكاد أحد يجده في أدلة أحد المجتهدين فما منهم أحد استدل بضعيف إلا بشرط مجيئه من عدة طرق .

وقد قدمنا أني لم أجب عن الإمام أبي حنيفة وغيره بالصدر وحسن الظن كما يفعل ذلك غيري ، وإنما أجيب عنه بعد التتبع والفحص عن أدلة أقواله وأقوال أصحابه ، وكتابي المسمى « بالمنهج المبين في بيان أدلة مذاهب المجتهدين » كافل بذلك فإني جمعت فيه أدلة جميع المذاهب المستعملة والمندرسة قبل دخولي في صحبة طريق القوم ووقوفي على عين الشريعة التي يتفرع منها أقوال جميع المجتهدين ومقلديهم ،

وقد منّ الله تعالى عليّ بمطالعة مسانيد الإمام أبي حنيفة الثلاثة من نسخة صحيحة عليها خطوط الحفاظ آخرهم الحافظ الدمياطي ، فرأيته لا يروي حديثاً إلا عن خيار التابعين العدول الثقات الذين هم من خير القرون بشهادة رسول الله ﷺ . كالأسود ، وعلقمة[1] ، وعطاء ، وعكرمة[2] ، ومجاهد ، ومكحول[3] والحسن البصري[4] وأضرابهم رضي الله عنهم أجمعين .

فكل الرواة الذين هم بينه وبين رسول الله ﷺ عدول ثقات أعلام أخيار ليس فيهم كذاب ولا متهم بكذب .

(١) علقمة بن قيس ، أبو شبل الفقيه : قال أبو معمر : قوموا بنا إلى أشبه الناس بعبد الله هدياً ودلاً وسمتاً فقمنا إلى علقمة ، مات سنة ٦٢ هـ .

(٢) أبو عبد الله عكرمة بن عبد الله مولى ابن عباس اجتهد ابن عباس في تعليمه القرآن والسنن حدث عن عبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عمرو بن العاص وأبي هريرة وهو أحد فقهاء مكة توفي في سنة سبع ومائة وعمره ثمانون بالمدينة وقيل القيروان .

(٣) أبو عبد الله مكحول بن عبد الله الشامي قال الواقدي كان مولى لامرأة من هذيل وقيل مولى سعيد بن العاص توفي سنة أربع عشرة ومائة سمع أنس بن مالك وواثلة بن الأسقع وأبا هند الرازي وغيرهم وكان مقامه بدمشق .

(٤) أبو سعيد الحسن بن يسار البصري ، كان من سادات التابعين وكبرائهم وجمع كل فن من علم وزهد وورع وأبوه مولى زيد بن ثابت الأنصاري وأمه خيرة مولاة أم سلمة زوج النبي ﷺ ونشأ بوادي القرى ومولده لسنتين بقيتا من خلافة عمر بن الخطاب وتوفي بالبصرة سنة ١١٠ هـ رضي الله عنه .

وناهيك يا أخي بعدالة من ارتضاهم الإمام أبو حنيفة رضي الله عنه لأن يأخذ عنهم أحكام دينه مع شدة تورعه وتحرزه وشفقته على الأمة المحمدية ، وقد بلغنا أنه سأل يوماً عن الأسود[1] وعطاء وعلقمة أيهم أفضل . . ؟

فقال : والله ما نحن بأهل أن نذكرهم فكيف نفاضل بينهم . . ؟

على أنه ما من راو من رواة المحدثين والمجتهدين كلهم إلا هو يقبل الجرح كما يقبل التعديل لو أضيف إليه ، ما عدا الصحابة وكذا التابعون عند بعضهم لعدم العصمة أو الحفظ في بعضهم ، ولكن لما كان العلماء رضي الله عنهم أمناء على الشريعة وقدموا الجرح أو التعديل عملوا به مع قبول كل الرواة لما وصف به الآخر احتمالاً وإنما قدم جمهورهم التعديل على الجرح وقالوا الأصل العدالة والجرح طارىء لئلا يذهب غالب أحاديث الشريعة .

كما قالوا أيضاً : إن إحسان الظن بجميع الرواة المستورين أولى ، وكما قالوا : إن مجرد الكلام في شخص لا يسقط مرويه فلا بد من الفحص عن حاله ، وقد خرج الشيخان خلق كثير ممن تكلم الناس فيهم إيثاراً لإثبات الأدلة الشرعية على نفيها ليحوز الناس فضل العمل بها ، فكان في ذلك فضل كثير للأمة أفضل من تجريحهم كما أن في تضعيفهم للأحاديث أيضاً رحمة للأمة بتخفيف الأمر بالعمل بها وإن لم يقصد الحفاظ ذلك ، فإنهم لو لم يضعفوا شيئاً من الأحاديث وصححوها كلها لكان العمل بها واجباً وعجز عن ذلك غالب الناس ، فاعلم ذلك . قال الحافظ المزي ، والحافظ الزيلعي رحمهما الله تعالى : وممن خرج لهم الشيخان مع كلام الناس فيهم جعفر بن سليمان الضبعي[2] ، والحارث بن عبيد[3] ، وأيمن بن ثابت الحبشي[4] ،

(١) هو أبو عبد الرحمن ، الأسود بن يزيد ابن قيس النخعي كان من كبار التابعين ، ومن رواة عبد الله بن مسعود ، وكان رحمه الله ثقة صالحاً وقال ابن حبان كان فقيهاً زاهداً توفي بالكوفة سنة ٧٥ هـ .

(٢) جعفر بن سليمان الضبعي : ثقة فيه شيء مع كثرة علومه ، قيل كان أمياً وهو من زهاد الشيعة توفي سنة ١٧٨ هـ .

(٣) الحارث بن عبيد ، أبو قدامة الأيادي ، بصري ليس بالقوي وضعفه ابن معين .

(٤) أيمن بن ثابت : هو عبد الرحمن بن عبيد بن نسطاس الثعلبي وأيمن هذا صدوق .

ابن علاقة، وسلمة بن كُهيل، وعاصم بن كليب، وسِماك بن حرب، وعاصم ابن بهدلة، وسعيد بن مسروق، وعبدِ الملك بن عمير، وأبي جعفر الباقر، وابن شهاب الزهري، ومحمد بن المنكدر، وأبي إسحاق السَّبيعي، ومنصور ابن المُعْتَمِر، ومُسلم البطين، ويزيد بن صُهيب الفقير، وأبي الزبير، وأبي حصين الأسدي، وعطاء بن السائب، وناصح المُحلّمي، وهشام بن عروة، وخلقٍ سواهم. حتى إنه روىٰ عن شيبان النحوي وهو أصغر منه، وعن مالك ابن أنس وهو كذلك.

وعُني بطلب الآثار، وارتحل في ذلك، وأما الفقه والتدقيق في الرأي وغوامضه، فإليه المنتهىٰ والناس عليه عيال في ذلك.

- للإمام أبي حنيفة في حرف النون ولا في الكنى، وكذلك رجع بعضهم إلى نسخة من الميزان موجودة في الخزانة العامة في مدينة الرباط، ولم يجد فيها أيضاً ترجمة للإمام أبي حنيفة رحمه الله، ولقد وصفت هذه النسخة بالجودة، والندرة، لأنه قرئها على المؤلف فهو واحد من الأعلام.

وأما ما يؤثر عن النسائي، وابن عدي من تضعيفهم لأبي حنيفة من جهة حفظه، فهو مردود لا يعتد به، في جنب توثيق أئمة الجرح والتعديل من أمثال: علي بن المديني، ويحيى بن معين، وشعبة وإسرائيل بن يونس، ويحيى بن آدم، وابن داود الخريبي، والحسن بن صالح، وغيرهم. فهؤلاء كلهم معاصرون لأبي حنيفة أو قريبو العهد به، وهم أعلم الناس به، وأعلم من النسائي، وابن عدي. وأمثالهما من المتأخرين عن أبي حنيفة بكثير، كالدارقطني الذي ولد بعد مئتي سنة من وفاة أبي حنيفة، فقول هؤلاء الأئمة الأقرب والأعلم، أحرىٰ بالقبول، وقول المتأخر زماناً أجدر بالرمي في حضيض الخمول. وقد نقل الشيخ ابن حجر المكي في «الخيرات الحسان» ص ٣٤ قول شعبة بن الحجاج في أبي حنيفة: «كان والله حسن الفهم، جيد الحفظ» وهذا نص صريح في قوة حفظه، صادر عمن هو مشهود له بالإمامة والتقين، والتشدد في نقد الرجال. وبهذا القول الرشيد يسقط كل ما ادعاه المتعصبون، والحاقدون، من متقدم ومتأخر، من ضعف حفظ هذا الإمام العظيم.

امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کی محدثانہ شان جلالت

امام ابن عبد البرؒ اپنی سند سے بیان فرماتے ہیں

امام محدث علی بن جعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم محدث امام زہیرؒ بن معاویہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا امام زہیرؒ نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ ابو حنیفہؒ کی مجلس میں سے آرہاہوں تو امام زہیرؒ نے فرمایا کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس سے ایک دن کا جانا تمہارے لئے میرے پاس ایک مہینہ آنے سے بہتر ہے

کا حال پیچھے گزر چکا ہے، کہ ان کو صحیح حدیث مل گئی اور وہ مثلاً مذہب شافعی کے خلاف تھی تو انہوں نے منصوص علیہ کو چھوڑ کر وہ راہ اختیار کی جو اس سے زیادہ قوی دلیل اور روایت پر استوار تھی، اللہ تعالیٰ سفیان بن عیینہ سے راضی ہو جنھوں نے فرمایا کہ فقہاء کے آگے سر تسلیم خم کرنے میں ہی دین کی سلامتی ہے۔(۱)

قاری کو غور کرنا چاہئے کہ ائمہ ثلاثہ مالک، ابن عیینہ اور ابن وہب کے الفاظ اس پر متفق ہیں کہ ائمہ فقہاء کی طرف رجوع کیے بغیر انسان کا دین خطرے میں رہتا ہے، محدثین چونکہ فقہاء کی قدر و قیمت جانتے تھے، اس لیے اپنے تلامذہ کو اس طرح متوجہ کرتے تھے اور مجالس ائمہ کی اہمیت جتلا کر ان میں شرکت کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔

اپنی سند سے ابن عبد البر نے "الانتقاء" (ص: ۱۳۴) میں امام محدث علی بن جعد کی طرف اس قول کو منسوب کیا ہے، کہ ہم محدث امام زہیر بن معاویہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا، زہیر نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ: امام ابوحنیفہ کی مجلس سے آرہا ہوں، تو امام زہیر نے فرمایا کہ: ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس سے ایک دن کا جانا تمہارے لیے میرے پاس مہینے بھر آنے سے زیادہ مفید ہے، اور زہیر بن معاویہ وہ شخصیت ہیں جن کو حافظ ذہبی نے الحافظ الحجہ قرار دیا ہے، اور اس کے بارے میں شعیب بن حرب کا قول نقل کیا کہ: زہیر میرے نزدیک شعبہ جیسے بیس محدثین سے زیادہ حافظ حدیث ہیں، جب کہ شعبہ کو الامام العلم (جن کی حدیث میں امامت ضرب المثل تھی) کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور امیر المومنین فی الحدیث بھی کہا گیا ہے۔

"تہذیب تاریخ ابن عساکر" (۲/۸۷) میں مرقوم ہے کہ عبداللہ بن امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ نے فرمایا کہ محدثین کی ایک جماعت ابو عاصم النبیل الضحاک بن مخلد کی خدمت میں حاضری ہوئی تو انھوں نے فرمایا: کیا تم فقہ حاصل نہیں کرتے؟ کیا تمہارے درمیان کوئی فقیہ نہیں؟ اور انھیں ڈانٹنے لگے، اس پر محدثین کی جماعت نے کہا کہ: ایک شخص

(۱) الجواهر المضية للقرشي ج ۱، ص ۱٦٦.

اختلافِ ائمہ اور حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف
شیخ محمد عوامہ

ترجمہ
علاء الدین جمال
استاذ حدیث و فقہ دار العلوم زکریا

امام الحدیث امام اعمشؒ اور فقیہ الحدیث امام ابو حنیفہؒ

عبید اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ [میں امام اعمش کی مجلس میں ایک شخص آیا اور ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا، آپ کوئی جواب نہ دے سکے، دیکھا کہ امام ابو حنیفہ تشریف رکھتے ہیں تو امام اعمشؒ نے کہا امام ابو حنیفہؒ کو: اے نعمان! تمہارا کیا کہنا ہے اس پر اور اس پر؟؟؟ آپ نے کہا: یہ اور یہ۔ انہوں نے پوچھا: کہاں سے تم یہ کہتے ہو؟ کہا: آپ ہی نے تو مجھے فلاں حدیث اپنی سند سے بیان کی تھی، اسی سے یہ مسئلہ اس طرح نکلتا ہے الخ۔ امام اعمش یہ دیکھ کر بے ساختہ فرمانے لگے آپ اے گروہ فقہاء اطبیب ہیں اور ہم لوگ عطار ہیں

جامع بيان العلم وفضله

تأليف

أبي عمر يوسف بن عبد البر

المتوفى سنة ٤٦٣ هـ

تحقيق

أبي الأشبال الزهيري

الجزء الأول

دار ابن الجوزي

من قول الأعمش :

« أنتم الأطباء ونحن الصيادلة » .

١٩٧٢ - ومن هنا قال الزبيدي :

إن من يحمل الحديث ولا يعرف فيه التأويل كالصيدلاني

وقد تقدم ذكر هذه الأبيات بتمامها في كتابنا هذا .

١٩٧٣ - أخبرني خلف بن قاسم ، ثنا محمد بن القاسم بن شعبان ، ثنا إبراهيم بن عثمان بن سعيد ، ثنا علان بن المغيرة[1] ، ثنا علي بن محمد بن شداد ، ثنا عبيد الله بن عمرو قال :

« كنت في مجلس الأعمش فجاءه رجل فسأله عن مسألة فلم يجبه فيها ، ونظر فإذا أبو حنيفة فقال : يا نعمان ! قل فيها ، قال : القول فيها كذا ، قال : من أين ؟ قال : من حديث [كذا أنت][2] حدثتناه ، قال : فقال الأعمش : « نحن الصيادلة وأنتم الأطباء » .

١٩٧٤ - [وذكر الزبير بن بكار ، ثنا محمد بن سلام ، ثنا يحيى بن سعيد القطان قال :

« رواة الشعر أنقد وأعقل من رواة الحديث ، لأن رواة الحديث يروون موضوعاً ومصنوعاً كثيراً ، ورواة الشعر ساعة ينشدون المصنوع ينقدونه ويقولون : هذا مصنوع » .][3]

١٩٧٥ - [وذكر ابن مقسم قال : سمعت ابن أبي داود يقول : سمعت أبي يقول :

« الحديث لا يحتمل حسن الظن » .][4]

---

(١) في ط جاء بعد بين علان وابن سعيد [علي بن المغيرة] ، وهو خطأ .

(٢) الزيادة ليست في : ط .

(٣) هذا الأثر ليس في : ط ، وتقدم برقم (١٩٦٣) .

(٤) هذا الأثر ليس في : ط .

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے ساتھ امام ابو حنیفہؒ کا واقعہ

اور حکایت نقل کی ہے علامہ ابن بطال رحمہ اللہ نے ((شرح بخاری)) میں امام ابو حنیفہؒ سے: انہوں نے فرمایا: "میں نے ملاقات کی حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے مکہ میں پس میں نے سوال کیا ان سے کسی شیء کے بارے میں؟ تو انہوں نے فرمایا: تو کہاں سے ہے؟ میں نے کہا: کوفہ والوں سے. فرمایا: تم اس شہر سے ہو جنھوں نے علیحدگی اختیار کی اپنے دین سے اور ہو گئے شیعہ (فرقہ / الگ جماعت)؟ میں نے کہا: جی ہاں. آپ نے فرمایا: تو تم کس قسم کے لوگوں میں سے ہو؟ میں نے کہا: ان لوگوں میں سے جو نہیں برا کہتے سلف (گزرے ہوئے نیک بزرگوں: صحابہ کو)، اور جو ایمان رکھتے ہیں تقدیر پر، اور جو نہیں کافر کہتے کسی ایک کو بھی اس کے گناہ کے سبب. تو فرمایا حضرت عطاء (بن ابی رباح) رحمہ اللہ نے تو نے خوب پہچان لیا (دین کو) پس اب اسے لازم پکڑنا". (یعنی اسی پر قائم رہنا)

[أهل التعمق:]

قال ابن عطية[1]: «هٰذه الآية تعمُّ أهل الأهواء والبدع والشذوذ في الفروع وغير ذٰلك من أهل التعمّق في الجدل[2] والخوض في الكلام، هٰذه كلُّها عرضة للزلل ومظنة لسوء المعتقد».

ويريد ـ والله أعلم ـ بأهل التعمّق في الفروع ما ذكره أبو عمر بن عبدالبر في فصل ذم الرأي من «كتاب العلم» له، وسيأتي ذكره بحول الله[3].

[حكاية أبي حنيفة مع عطاء:]
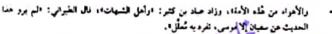
وحكى ابن بطال في «شرح البخاري» عن أبي حنيفة: أنه قال: «لقيتُ عطاء ابن [أبي][4] رباح بمكة، فسألته عن شيء؟ فقال: من أين أنت؟ قلت: من أهل الكوفة. قال: أنت من أهل القرية الذين فرّقوا دينَهم وكانوا شيعاً؟ قلت: نعم. قال: فمن[5] أيّ الأصناف أنت؟ قلت: ممّن لا يسب السلف، ويؤمن بالقَدَر، ولا يكفر أحداً بذنب. فقال عطاء: عرفتَ فالزم»[6].

= والأهواء من هٰذه الأمة»، وزاد عباد بن كثير: «وأهل الشبهات»، قال الطبراني: «لم يرو هذا الحديث عن سفيان إلا موسى، تفرد به مُعلّل».

قال الهيثمي في «المجمع» (٧/ ٢٣): «ورجاله رجال الصحيح؛ غير معلل بن نفيل، وهو ثقة»، وقال ابن كثير في «التفسير» (٢/ ٢٠٣-٢٠٤) عقب إسناد الطبراني: «هٰذا إسناد لا يصح، فإن عباد ابن كثير متروك الحديث، ولم يختلق هٰذا الحديث، ولٰكنه وهم في رفعه؛ فإنه رواه سفيان الثوري عن ليث ـ وهو ابن أبي سُليم ـ عن طاووس عن أبي هريرة في الآية؛ أنه قال: «نزلت في هٰذه الأمة» ـ وسيأتي قريباً ـ وعزى السيوطي في «الدر المنثور» (٣/ ٤٠٣)، والآلوسي في «روح المعاني» (٨/ ٦٨) حديث أبي هريرة أيضاً للحكيم الترمذي والشيرازي في «الألقاب» وابن مردويه».

(١) في تفسيره «المحرر الوجيز» (٢/ ٣٦٧)، وفي (م): «وقال ابن عطية».
(٢) في المطبوع و (ج): «الجدال».
(٣) انظره: (ص ١٦٩، ١٧٤ - ١٧٥).
(٤) ما بين المعقوفتين سقط من المطبوع.

مقدمة
تقريب التهذيب
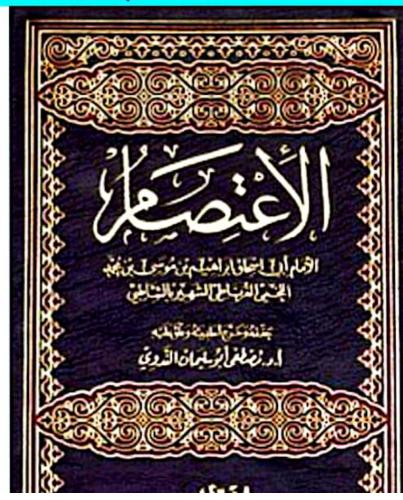
الحمد لله الذي رفع بعض خلقه على بعض درجات، وميّز بين الخبيث والطيّب بالدلائل والسمات، وتفرّد بالملك، فإليه منتهى الطلبات والرغبات، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ذو الأسماء الحسنى والصفات، السميع البصير لأخفى الخفيّات، الحكم العدل، فلا يظلم مثقال ذرة، ولا يخفى عنه مقدار ذلك في الأرض والسماوات.

وأشهد أن محمداً عبده ورسوله المبعوث بالآيات البيّنات، والحجج النيّرات، الآمر بتنزيل الناس ما يليق بهم من المنازل والمقامات، ﷺ وعلى آله وصحبه السادة الأنجاب الكرماء الثقات.

أما بعد، فإنني لما فرغت من تهذيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال، الذي جمعت فيه مقصود التهذيب لحافظ عصره أبي الحجاج المزي، من تمييز أحوال الرواة المذكورين فيه، وضممت إليه مقصود إكماله للعلامة علاء الدين مغلطاي، مقتصراً منه على ما اعتبرته عليه، وصححته من مظانه، من بيان أحوالهم أيضاً، وزدت عليهما في كثير من التراجم ما يتعجب من كثرته لديهما، ويستغرب خفاؤه عليهما: وقع الكتاب المذكور من طلبة الفن موقعاً حسناً عند المميز البصير، إلا أنه طال إلى أن جاوز ثلث الأصل، والثلث كثير.

فالتمس مني بعض الإخوان أن أجرد له الأسماء خاصة، فلم أوثر ذلك، لقلة جدواه على طالبي هذا الفن، ثم رأيت أن أجيبه إلى مسألته، وأسعفه بطلبته، على وجه يحصل مقصوده بالإفادة، ويتضمن الحسنى التي أشار إليها وزيادة، وهي:

أنني أحكم على كل شخص منهم بحكم يشمل أصح ما قيل فيه، وأعدل ما وصف به، بألخص عبارة، وأخلص إشارة، بحيث لا تزيد كل ترجمة على سطر واحد غالباً، يجمع اسم الرجل واسم أبيه وجده، ومنتهى أشهر نسبته ونسبه، وكنيته ولقبه، مع ضبط ما يشكل من ذلك بالحروف، ثم صفته التي يختص بها من جرح أو تعديل، ثم التعريف بعصر كل راوٍ منهم، بحيث يكون قائماً مقام ما حذفته من ذكر شيوخه والرواة عنه، إلا من لا يؤمن لبسه.

وباعتبار ما ذكرت انحصر لي الكلام على أحوالهم في اثنتي عشرة مرتبة، وحصر طبقاتهم في اثنتي عشرة طبقة، فأما المراتب:

فأولها: الصحابة، فأصرّح بذلك لشرفهم.

الثانية: من أكّد مدحه، إما: بأفعل: كأوثق الناس، أو بتكرير الصفة لفظاً: كثقة ثقة، أو معنى: كثقة حافظ.

الثالثة: من أفرد بصفة: كثقة، أو متقن، أو ثبت، أو عدل.

الرابعة: من قصر عن درجة الثالثة قليلاً، وإليه الإشارة: بصدوق، أو لا بأس به، أو ليس به بأس.

الخامسة: من قصر عن الرابعة قليلاً، وإليه الإشارة: بصدوق سيئ الحفظ، أو صدوق يهم، أو له أوهام، أو يخطئ، أو تغيّر بأخرة. ويلتحق بذلك من رمي بنوع من البدعة، كالتشيع، والقدر، والنصب، والإرجاء، والتجهم، مع بيان الداعية من غيره.

السادسة: من ليس له من الحديث إلا القليل، ولم يثبت فيه ما يترك حديثه من أجله، وإليه الإشارة بلفظ: مقبول، حيث يتابع، وإلا فليّن الحديث.

السابعة: من روى عنه أكثر من واحد ولم يوثق، وإليه الإشارة بلفظ: مستور، أو مجهول الحال.

الثامنة: من لم يوجد فيه توثيق لمعتبر، ووجد فيه إطلاق الضعف، ولو لم يفسّر، وإليه الإشارة بلفظ: ضعيف.

التاسعة: من لم يرو عنه غير واحد، ولم يوثق، وإليه

٧١٤٠ - النضر بن عبد الله الأزدي، أبو غالب الكوفي، نزيل أصبهان: مجهول، من صغار الثامنة. تمييز.

٧١٤١ - النضر بن عبد الله بن ماهان الدينوري: صدوق، من الحادية عشرة. تمييز.

٧١٤٢ - النضر بن عبد الله الحرّاني: مقبول، من الحادية عشرة، ويحتمل أن يكون هو الذي قبله. تمييز.

٧١٤٣ - النضر بن عبد الجبار المرادي، مولاهم، المصري، أبو الأسود، مشهور بكنيته: ثقة، من كبار العاشرة، مات سنة تسع عشرة، وله ثمان وسبعون. د س ق.

• كاشف الذهبي: عن الليث، وبكر بن مضر، وعنه ابن معين، والدارمي، قال أبو حاتم: صدوق عابد شبيه بالقعنبي.

٧١٤٤ - النضر بن عبد الرحمن، أبو عمر الخزاز: متروك، من السادسة. ت.

• كاشف الذهبي: عن عكرمة، وعنه وكيع، والمحاربي، ساقط.

٧١٤٥ - النضر بن عربي الباهلي، مولاهم، أبو روح، ويقال: أبو عمر، الجزري، لا بأس به، من السادسة، مات سنة ثمان وستين. د ت.

• كاشف الذهبي: عن مجاهد، وعكرمة، وعنه النفيلي، ويحيى الوحاظي، ثقة إن شاء الله.

٧١٤٦ - النضر بن علقمة، أبو علقمة: مجهول، من الثامنة. بخ.

٧١٤٧ - النضر بن كثير السعدي، أبو سهل البصري، العابد: ضعيف، من الثامنة. د س.

• كاشف الذهبي: عن ابن طاوس، وابن شبيل، وعنه عمر بن شبة، وأسد التوركي، ضعيف.

٧١٤٨ - النضر بن محمد بن موسى الجرشي، بالجيم المضمومة والشين المعجمة، أبو محمد اليمامي، مولى بني أمية: ثقة له أفراد، من التاسعة. خ م د ت ق.

• كاشف الذهبي: عن عكرمة بن عمار، وشعبة، وعنه أحمد الدشتكي، ووائل بن يعقوب، ثقة.

٧١٤٩ - النضر بن محمد المروزي، مولى بني عامر بن لؤي، أبو محمد، أو أبو عبد الله: صدوق ربما تفرد، ورمي بالإرجاء، من التاسعة، مات سنة ثلاث وثمانين. ل س.

• كاشف الذهبي: عن ابن المنكدر، والعلاء بن المسيب، وعنه إسحاق، والحسن بن عيسى، ثقة، من أئمة مرو.

٧١٥٠ - النضر بن منصور الباهلي، وقيل غير ذلك في نسبه، أبو عبد الرحمن الكوفي: ضعيف، من الثامنة. ت ق.

• كاشف الذهبي: عن أبي الجنوب عقبة بن علقمة، وسهل الهروي، وعنه أبو كريب، والأشج، ضعفه جماعة.

• النضر العبسي، عن: ابن عيينة، تقدم (٧١٣٠).

• النضر، غير منسوب، وهو الشيباني، عن: ابن عمر، تقدم (٧١٤٠).

• نضرة، ويقال: نصرة، تقدم في الترجمة بصاد مهملة. (٧٢٦٠).

٧١٥١ - نضلة بن عبيد، أبو برزة الأسلمي: صحابي، مشهور بكنيته، أسلم قبل الفتح، وغزا سبع غزوات، ثم نزل البصرة، وغزا خراسان، ومات بها سنة خمس وستين على الصحيح. ع.

• كاشف الذهبي: عنه أبو عثمان النهدي، وأبو الوضيء، وولي إمرة ... ٦٤.

٧١٥٢ - النعمان بن بشير بن سعد بن ثعلبة الأنصاري الخزرجي، له ولأبويه صحبة، ثم سكن الشام، ثم ولي إمرة الكوفة، ثم قتل بحمص سنة خمس وستين، وله أربع وستون. ع.

• كاشف الذهبي: عن خاله، وعائشة، وعنه بنوه، والشعبي، وولي حمص، قتل في آخر سنة ٦٤.

• مراسيل أبي زرعة: النعمان بن بشير، قال يحيى بن معين: أهل المدينة يقولون: لم يسمع من النبي ﷺ، وأهل العراق يصححون سماعه منه.

وقال فيما رواه عباس الدوري عنه: أهل الكوفة يروون عن النعمان بن بشير عن النبي ﷺ حديثاً فيه سمعت النبي ﷺ إلا في حديث الشعبي، فإنه يقول: سمعت النبي ﷺ يقول: الحلال بين، وسائر من حديث النعمان، إنما هو عن النبي ﷺ ليس فيه سمعت.

قلت: الصواب الجزم بصحبته وسماعه، ولولا ذكره لكلام ابن معين، والله أعلم. المحرر.

٧١٥٣ - النعمان بن ثابت الكوفي، أبو حنيفة الإمام، يقال: أصلهم من فارس، ويقال: مولى بني تيم، فقيه مشهور، من السادسة، مات سنة خمسين على الصحيح، وله سبعون سنة. ت س.

• كاشف الذهبي: رأى أنساً، وسمع عطاء، ونافعاً، وعكرمة، وعنه أبو يوسف، وأبو نعيم، والمقرئ، أفردت سيرته في مؤلف.

• النعمان بن خشك، في: نعيم. (٧١٦٣).

• النعمان بن حربوذ، في: سالم بن سرج. (٢١٧٤).

٧١٥٤ - النعمان بن راشد الجزري، أبو إسحاق الرقي، مولى بني أمية: صدوق سيئ الحفظ، من السادسة. خت م ٤.

• كاشف الذهبي: عن ميمون بن مهران، والزهري، وعنه جرير بن حازم، وحماد بن زيد، ضُعّف، وقال البخاري: صدوق في حديثه وهم كثير.

امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کا مقام غیر کے مقلدین کے اکابرین کی نظر میں

غیر کے مقلدین کے شیخ الکل کا طریقہ استدلال

ڈاکٹر بہاوالدین غیر مقلد لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ الکل اہلحدیث بھی تھے اور حنفی بھی تھے اور فقہ حنفی کے مطابق فتاوی دیتے تھے ان کی ہی اس روش کا مشاہدہ کر کے خاکسار خود بھی اولاً حدیث پر عمل کرتا ہے اور اس کے مطابق فتوٰی دیتا ہے جس مسئلے میں حدیث صحیح صریح نہ ملے اور اجتہاد کی ضرورت پڑھے تو وہاں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اصول و فروع مذہب پہ عمل و استدلال کرتا ہے

حضرت شیخنا و شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسینؒ صاحب شمس العلماء دہلوی بھی ایسے ہی تھے کہ وہ اہلحدیث کے سردار بھی تھے اور حنفی بھی کہلاتے۔ اور حنفی مذہب کی کتب متون و شروح اور فتاوی پر فتوی دیتے۔ ان ہی کی یہ روش ایک مدت مشاہدہ کر کے...... خاکسار خود بھی اولاً حدیث پر عمل کرتا ہے اور اس کے مطابق فتوی دیتا ہے۔ پھر جس مسئلہ میں حدیث صحیح صریح نہ ملے اور اجتہاد کی ضرورت پڑے تو وہاں امام ابوحنیفہؒ کے اصول و فروع مذہب پر عمل و استدلال کرتا ہے۔

مذہب اہل حدیث، مذاہب اربعہ مشہورہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) وغیرہ کی طرح مدون نہیں۔ بس ایک رسالہ درر بہیہ اور اس کی شرح ذراری مضیہ قاضی محمد بن علی شوکانیؒ کی تالیف ہے۔ ان میں کمی بیشی کر کے نواب صاحب بھوپال نے ہندی میں 'فقہ مغیث' اور عربی میں روضہ ندیہ نام رکھ کر چھپوایا ہے۔ لیکن جیسا کہ فقہ حنفی وغیرہ میں رسم المفتی لکھی گئی ہے چنانچہ در مختار اور اسکے حواشی میں مرقوم ہے، اس مذہب اہلحدیث کی رسم المفتی کوئی نہیں لکھی گئی۔ لہذا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی شخص کے قول کو مذہب اہل حدیث کے موافق یا مخالف ٹھہرانے کی کیا صورت ہوگی، اور اس موافقت یا مخالفت کی کسوٹی کیا ہوگی؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اہل حدیث کا مذہب، حدیث صحیح ہے، جس کو اکابر مجتہدین نے اذا صح الحدیث فهو مذهبي کہہ کر اپنا مذہب بتایا ہے۔ خواہ وہ حدیث متعلق احکام ہو، خواہ متعلق اعتقاد، قصص و اخبار ماضیہ کے متعلق ہو، خواہ متعلق واقعات آئندہ دنیاویہ، برزخیہ، حشریہ، اخرویہ۔ تفسیر و تشریح احکام قرآن کرتی ہو خواہ نئے احکام شرعیہ کی مثبت ہو۔ پس جو قول کسی حدیث صحیح کے مطابق و موافق ہوگا وہ مذہب اہل حدیث کہلائے گا، گو اور مذاہب کے لوگ بھی اس کو اپنا

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پہ امام ابن عدیؒ کی جرح کا جواب
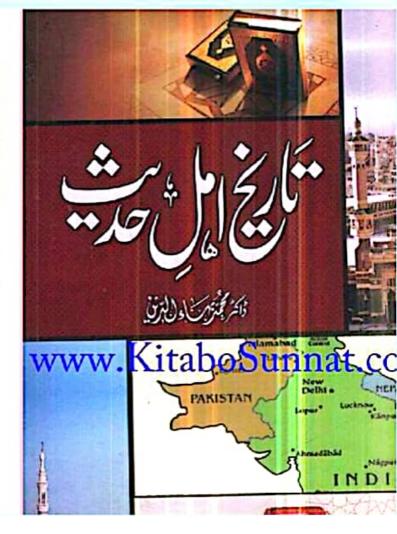
امام ابن عدیؒ کی جرح امام ابو حنیفہؒ نے تین سو احادیث میں غلطی کی اصل میں یہ غلطیاں ابن عدیؒ کے استاد ابان بن جعفر کی تھیں

ابن حبان نے کہا کہ یہ شخص جامع مسجد میں جمعہ کے دن امام ساجی (بصرہ کے محدث ھیں) کے برابر میں بیٹھتا تھا اور حدیثیں بیان کرتا تھا میں اسکو جانچنے کی غرض سے اسکے گھر گیا تو اس نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق باتیں بیان کیں پس اس نے محمد بن اسماعیل الصائغ سے بیان کیا کہ انھوں نے محمد بن بشر سے بیان کیا انھوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بیان کیا نے عبد اللہ بن دینار سے بیان کیا انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا بیان کیا ھے کہ "رات کے شروع میں وتر پڑھنا شیطان کی ناراضگی کا سبب ھے اور سحری کھانا رحمن کی رضا کا سبب ھے" میں نے محسوس کیا کہ اس نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے تین سو سے زیادہ موضوع روایتیں نقل کیں جو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ہرگز بیان نہیں کی ھیں.
میں نے کہا حضرت آپ اللہ سے ڈریے اور جھوٹ مت بولیے تو اس نے کہا کہ تمھیں مجھ سے کیا سروکار. پھر میں اس کے پاس سے اٹھ کر چلا آیا.

٢١ [٠٠٠] ـ [أَبَانُ الرَّقِّيُّ. هالك[٤]، وقد مر في أبان بن عَبْدالله][٥].

٢٢ [٣٥] ـ أَبَانُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَبُو سَعِيد[٦] شيخ بصري، تالف متأخر. وقد خفّف الباء أبو بكر الخطيب.

(١) أخرجه الإمام أحمد في المسند (١/ ٢٤١) عن ابن عباس كما ذكره العجلوني في كشف الخفاء (٢/ ٢٧٤) وعزاه للبزار والطبراني وابن حبان عن أبي ذر. كما عزاه للترمذي عن أنس بلفظ آخر. كذلك عزاه لأحمد والشيخين بلفظ من بنى مسجداً يبتغي به وجه الله بنى الله له بيتاً في الجنة. كما ذكره الهيثمي في مجمع الزوائد (٢/ ١٠) وعزاه للبزار والطبراني في الأوسط وفيه الحكم بن ظهير وهو متروك.

(٢) في ب: وعن أبيه.

(٣) الجوزي: بالضم والراء إلى جوز بلد الروم بفارس ومحلة بـ«نيسابور» وبالزاي إلى جُوزَة قرية بالموصل وجوزي الطائر الصغير بلغة أصبهان وبها والفتح إلى الجوز المعروف. قال السيوطي: ومسجد الجوز بدمشق وبالضم والفتح والراء إلى جوز قرية بـ«أصبهان». ينظر: اللباب (١/ ٣٠٧/ ٣٠٨)، الأنساب (٢/ ١١٥ ـ ١١٦)، معجم البلدان (٢/ ١٨١ ـ ١٨٢)، لب اللباب (١/ ٢٢٠)

(٤) الرقي: بالفتح والتشديد إلى الرَّقَّة مدينة على الفرات. ينظر: اللباب (٢/ ٣٤)، الأنساب (٣/ ٨٤ ـ ٨٥)، معجم البلدان (٣/ ٥٨ ـ ٦٠)، لب اللباب (١/ ٣٥٧).

(٥) سقط في ب.

(٦) ينظر: ديوان الضعفاء ص ٨، المغني ١/ ٦، اللآلئ ٢/ ٢٣ الموضوعات ٢/ ١٠١، الجرح والتعديل ٢/ ١٠٨٦.

وقال ابنُ مَاكُولا: إنما هو أبّا بالتشديد والقصر.

وقال ابْنُ حِبَّان: كان يقعد يوم الجمعة بحذاء مجلس الساجي في الجامع ويحدث، ذهبتُ إلى بيته للاختبار، فأخرج إليّ أشياء خرجها في أبي حنيفة، فحدثنا عند محمد بن إسماعيل الصائغ، حدثنا محمد بن بشر، حدثنا أبو حنيفة، حدثنا عَبْدالله بن دينار، حدثنا ابْنُ عمر ـ مرفوعاً: «الوتْرُ في أول الليل مسخطةٌ للشيطان، وأكل السحور مرضاة للرحمن[١]»، فرأيته قد وضع على أبي حنيفة أكثر من ثلثمائة حديث ما حدّث بها أبو حنيفة قط؛ فقلت: يا شيخ، اتّقِ الله ولا تكذب. فقال لي: لستَ مني في حل؛ فقمت وتركته.

[وقال السَّهْمِيُّ[٢]: سمعتُ الحسن بن علي بنْ عُمَر القطّان يقول: أباه بن جعفر النجار

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور علم حدیث
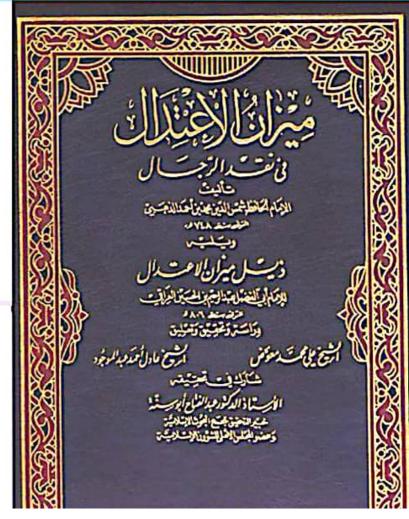
امام ناقد حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے محدثین کے اسماء پہ کتاب لکھی جس کا نام (المعین فی طبقات المحدثین) رکھا اس کتاب میں حافظ ذہبیؒ نے حفاظ الحدیث کا ذکر فرمایا

اسی کتاب میں محدثین کے ایک طبقے کو طبقہ اعمشؒ و ابو حنیفہؒ کے نام سے منسوب کیا اور امام ابو حنیفہؒ کا شمار حفاظ الحدیث میں کیا جو امام صاحبؒ کے محدث ہونے کی دلیل ہے

شمس الدين الذهبي

المعين في طبقات المحدثين

تحقيق الدكتور
محمد زينهم محمد عزب

طبقة الأعمش وأبي حنيفة

١ — أبان بن تغلب القارىء الكوفى •

٢ — إبراهيم بن أبى عبلة المقدسى •

٣ — إسحاق بن سويد العدوى •

٤ — إسماعيل بن أمية المكى •

٥ — إسماعيل / بن أبى خالد الأحمسى / ق ١٩

٦ — أشعث بن سوار •

٧ — أشعث بن عبد الله الحدانى •

٨ — أشعث بن عبد الملك الحمرانى •

٩ — أيوب السختيانى •

(١) انظر ترجمته فى : خلاصة تذهيب الكمال ١٤ ؛ طبقات القراء لابن الجزرى ١/٤
(٢) انظر ترجمته فى : خلاصة تذهيب الكمال ١٩
(٣) انظر ترجمته فى : خلاصة تذهيب الكمال ٢٨
(٤) انظر ترجمته فى : خلاصة تذهيب الكمال ٣٢ — ٣٣
(٥) انظر ترجمته فى : خلاصة تذهيب الكمال ٢٨ ؛ العبر ١/٢٠٣ ، تهذيب التهذيب ١/٢٩١ ، تذكرة الحفاظ ١/١٥٣ ، طبقات الحفاظ ٦٦ — ٦٧
(٦) انظر ترجمته فى : خلاصة تذهيب الكمال ٣٨
(٧) انظر ترجمته فى : خلاصة تذهيب الكمال ٣٨
(٨) انظر ترجمته فى : خلاصة تذهيب الكمال ٣٩
(٩) انظر ترجمته فى : العبر ١/١٧٢ ، طبقات الفقهاء ٨٩ ، شذرات الذهب ١/١٨١ ، تهذيب التهذيب ١/٣٩٧ ، طبقات الحفاظ ٥٢ ، خلاصة تذهيب الكمال ٤٢

---

٩٦ — موسى بن عقبة صاحب / المغازى ق ١٠ ا

٩٧ — أبو حنيفة النعمان بن ثابت فقيه الكوفة •

٩٨ — هشام بن حسان •

٩٩ — هشام بن عروة •

١٠٠ — هشام بن الغاز •

١٠١ — يحيى بن الحارث الذمارى •

١٠٢ — يحيى بن سعيد الأنصارى •

١٠٣ — يحيى بن سعيد أبو حيان التيمى •

(٩٦) انظر ترجمته فى : اللباب ٣/١٥٠ ، النجوم الزاهرة ١/٣٤٥ ، العبر ١/١٩٢ ، تذكرة الحفاظ ١/١٤٨ ، تهذيب التهذيب ١٠/٣٦٠ ، خلاصة تذهيب الكمال ٣٣٦ ، شذرات الذهب ١/٢٠٩
(٩٧) انظر ترجمته فى : البداية والنهاية ١٠/١٠٧ ؛ تاريخ بغداد ١٣/٣٢٣ ، تذكرة الحفاظ ١/١٦٨ ، تهذيب الأسماء ٢/٢١٦ ، شذرات الذهب ١/٢٢٧ ، طبقات القراء ٢/٣٤٢
(٩٨) انظر ترجمته فى : ميزان الاعتدال ٤/٢٩٥ ، شذرات الذهب ١/٢١٩ ، اللباب ٢/٢٥٢ تهذيب التهذيب ١١/٣٤
(٩٩) انظر ترجمته فى : تذكرة الحفاظ ١/١٤٤ ، شذرات الذهب ١/٢١٨ ، العبر ١/٢٠٦ ، مرآة الجنان ١/٣٠٢ ميزان الاعتدال ٤/٣٠١ ، وفيات الأعيان ٢/١٩١ ، طبقات الحفاظ ٦٢
(١٠٠) انظر ترجمته فى : خلاصة تذهيب الكمال ١٠٤ ، طبقات القراء ٢/٣٥٦
(١٠١) انظر ترجمته فى : خلاصة تذهيب الكمال ٤٢٢ ، طبقات القراء ٢/٣٦٧
(١٠٢) انظر ترجمته فى طبقات الفقهاء ٦٦ ، العبر ١/١٩٥ ، وتذكرة الحفاظ ١/١٣٧ ، تهذيب الأسماء ٢/١٥٢ ، تاريخ بغداد ١٤/١٠١ ، شذرات الذهب ١/٢١٢ ، خلاصة تذهيب الكمال ٣٦٤ تذهيب الكمال ٣٦٤
(١٠٣) انظر ترجمته فى : خلاصة تذهيب الكمال ٤٢٣ ، طبقات القراء ٢/٣٧٢

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابیؓ سے روایت

امام اعظم امام ابو حنیفہؒ نے سیدنا عبد اللہ بن اوفیؓ سے روایت کی ہے جس شخص نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اگرچہ سخت پتھر ہی کیوں نہ ہو اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائیں گے

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام سیوطیؒ اس پہ صحیح کا حکم لگاتے ہیں اور اس کے متن کو متواتر قرار دیتے ہیں

کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ۹۴ھ میں کوفہ میں آئے، میں نے ان کو دیکھا اور سنا۔

میں چودہ سال کا تھا جب میں نے ان کو یہ کہتے سنا:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبك الشيء يعمي ويصم))

(ابو داؤد)

''حضورؐ نے فرمایا: تیرا کسی کی محبت میں گرفتار ہونا اندھا و بہرہ کر دیتا ہے''۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث ابو داؤد نے اپنی سنن میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن انیس الجہنی رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں ان کا انتقال ۵۵ھ میں ہوا جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے بہت پہلے کا زمانہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ علیہم میں عبد اللہ بن انیس نام کے پانچ افراد ہیں شاید جن سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے وہ ان مشہور جہنی صحابی کے علاوہ کوئی اور ہوں۔

پھر ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عبد اللہ کی سند سے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن اوفی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((من بنى لله مسجدا ولو كمفحص قطاة بنى الله له بيتا في الجنة))

''جس شخص نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اگرچہ سخت پتھر ہی کیوں نہ ہو اللہ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائیں گے''۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح ہے بلکہ اس کا متن متواتر ہے۔

اور اسی سند سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بھی منقول ہے کہ انہوں نے عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے سنا۔ فرماتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
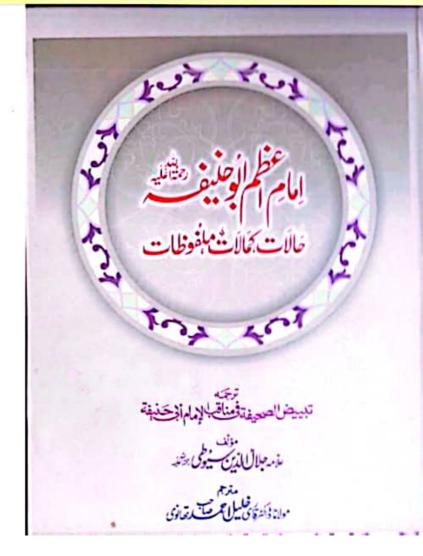
امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ اور مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

مذہب امام اعظمؒ اور امام عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے

یہ ایسا معاملہ ہے جو اصحاب امام ابو حنیفہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس سلسلے میں تمام مذاہب کا معاملہ یکساں ہے جیسا کہ اس کی وضاحت گزر چکی ہے، تو اے میرے بھائی امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے تعلق سے تعصب برتنا چھوڑو.. جان لو کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب دیگر مجتہدین کے مذاہب کی طرح صحیح ہے. (رضی اللہ عنہم اجمعین)

ناقص ، وثم من العلماء من جعل الله تعالى على كلامه القبول ومنهم من لم يجعل عليه قبولا فيطعن فيه الناس ، وها أنا قد أبنت لك عن صحة أدلة مذهب الإمام[1] أبي حنيفة رضي الله عنه وأن جميع ما استدل به لمذهبه أخذه من[2] خيار التابعين ، وأنه لا يتصور في سنده شخص منهم بكذب أبداً وإن قيل : بضعف شيء من أدلة مذهبه ، فذلك الضعف إنما هو بالنظر للرواة النازلين عن سنده بعد موته ، وذلك لا يقدح فيما أخذ به الإمام عند كل من استصحب النظر في الرواة وهو صاعد إلى النبي ﷺ وكذلك نقول في أدلة مذهب أصحابه ، فلم يستدل أحد منهم بحديث ضعيف فرد لم يأت عن[3] طريق واحدة أبداً ، كما تتبعنا ذلك ، إنما يستدل أحدهم بحديث صحيح أو حسن أو ضعيف قد كثرت طرقه حتى ارتفع لدرجة الحسن . وذلك أمر لا يختص بأصحاب الإمام أبي حنيفة بل يشاركهم فيه جميع المذاهب كلها كما مر إيضاحه فاترك يا أخي التعصب على الإمام أبي حنيفة وأصحابه رضي الله عنهم أجمعين وإياك وتقليد الجاهلين بأحواله ، وما كان عليه من الورع والزهد والاحتياط في الدين فتقول : إن أدلته ضعيفة بالتقليد فتحشر مع الخاسرين وتتبع أدلته كما تتبعناها تعرف أن مذهبه رضي الله عنه من أصح المذاهب كبقية مذاهب المجتهدين رضي الله عنهم أجمعين .

وإن أردت[4] أن يظهر لك صحة مذهبه كالشمس في الظهيرة ليس دونها سحاب فاسلك طريق أهل الله تعالى على الإخلاص في العلم والعمل حتى تقف على عين الشريعة التي قدمنا ذكرها في أوائل الكتاب ، فهناك ترى جميع مذاهب العلماء وأتباعهم تتفرع منها ، وليس مذهب أولى بها من مذهب ، ولا ترى من أقوال المذاهب قولاً واحداً خارجاً عن الشريعة . فرحم الله تعالى من لزم الأدب مع الأئمة

(١) ب الإمام الأعظم أبي حنيفة .
(٢) ب أخذه من خيار .
(٣) ب لم يأت إلا من طريق .
(٤) ب وإن شئت أن يظهر .

توثیق امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

امام ابو نعیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مسائل پہ بہت گہری نظر رکھتے تھے۔ (اسناد صحیح)

الطَّحَّان: ليتَ بعض علمه بيني وبينك[1].

أخبرنا عليّ بن القاسم البَصري، قال: حدثنا عليّ بن إسحاق المادَرَائي، قال: حدثنا أبو قلابة، قال: حدثنا بكر بن يحيى بن زَبَّان، عن أبيه، قال: قال لي أبو حنيفة: يا أهل البَصرة أنتم أورعُ منَّا، ونحن أفقه منكم[2].

أخبرنا أبو نُعيم الحافظ، قال: حدثنا إبراهيم بن عبدالله الأصبهاني، قال: حدثنا محمد بن إسحاق الثَّقفي، قال: حدثنا الجَوْهري، قال: حدثنا أبو نُعيم، قال: كان أبو حنيفة صاحبَ غَوصٍ في المسائل[3].

أخبرنا الجوهري، قال: أخبرنا محمد بن عمران المرزباني، قال: حدثنا عبدالواحد بن محمد الخُصَيبي[4]، قال: حدثني أبو مُسلم الكَجّي إبراهيم بن عبدالله، قال: حدثني محمد بن سعيد أبو عبدالله الكاتب، قال: سمعتُ عبدالله ابن داود الخُرَيبي يقول: يجب على أهل الإسلام أن يَدْعوا الله لأبي حنيفة في صلاتهم. قال: وذكر حفظه عليهم السُّنن والفقه[5].

أخبرنا علي بن أبي علي، قال: حدثنا أبو عليّ أحمد بن محمد بن محمد ابن إسحاق المُعَدِّل النَّيسابوري، قال: حدثنا أبو حامد أحمد بن محمد بن بلال، قال: سمعتُ محمد بن يزيد يقول: سمعتُ عبدالله بن يزيد المُقرئ، يقول: ما رأيتُ أسودَ رأسٍ أفقهَ من أبي حنيفة.

---

(١) محمد بن عمار شيخ علي بن موسى القمي لم أعرفه، وهو بلا شك ليس محمد بن عمار بن حفص بن سعد القرظ، فذاك من طبقة أعلى. وعلي بن عاصم هو ابن صهيب الواسطي ضعيف يعتبر به في المتابعات والشواهد حسب كما بيناه مفصلاً في «تحرير التقريب»، وخالد الطحان هو ابن عبدالله بن عبدالرحمن بن يزيد الواسطي ثقة ثبت من رجال التهذيب أيضا.

(٢) إسناده ضعيف، لجهالة يحيى بن زبان (الميزان ٤/ ٣٧٤).

(٣) إسناده صحيح.

(٤) في م: «الخصيبي»، وهو تحريف، وما هنا من أ وهـ١٠ وت.

(٥) محمد بن سعيد أبو عبدالله الكاتب ترجمه المصنف (٣/ الترجمة ٨٤٩)، ولم يبين حاله، وباقي رجاله ثقات.

تاريخ مدينة السلام

وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء من غير أهلها ووارديها

تأليف

الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي

٣٩٢ - ٤٦٣ هـ

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب طبقات الحفاظ جس میں احادیث کے حفاظ کا ذکر ہے اور امام ابو حنیفہؒ کا شمار حفاظ الحدیث میں کیا اور سلف سے امام ابو حنیفہؒ کے فضائل و مناقب کو نقل کیا اور ایک لفظ بھی جرح کا نقل نہیں فرمایا

١٥٦ ـ أبو حنيفة النُّعمان بن ثابت التَّيمي الكوفي[١٠] .

فقيه أهل العراق ، وإمام أصحاب الرأي ، وقيل إنه من أبناء فارس .

رأى أنساً ، وروى عن حماد بن أبي سليمان ، وعطاء ، وعاصم بن أبي النجود ، والزُّهري ، وقتادة ، وخلْق .

وعنه ابنه حماد ، ووكيع ، وعبد الرزاق ، وأبو يوسف القاضي ، ومحمد ابن الحسن وزُفر وخلائق .

قال العجلي : كان خزّازاً يبيع الخزّ .

وقال ابن معين : كان ثقة لا يحدث من الحديث إلا بما يحفظه ، ولا يحدث بما لا يحفظه .

وقال ابن المبارك : ما رأيت في الفقه مثله .

وقال مكي بن إبراهيم : كان أعلم أهل زمانه ، وما رأيت في الكوفيين أورع منه .

وقال الشافعي : الناس في الفقه عيال على أبي حنيفة .

وسئل يزيد بن هارون : أيما أفقه ، أبو حنيفة أو سفيان ؟ فقال : سفيان أحفظ للحديث ، وأبو حنيفة أفقه .

وأُكره أبو حنيفة على القضاء فأبى أن يكون قاضياً ، وكان يُحيي الليلَ صلاةً ودعاءً وتضرّعاً .

---

(١٠) انظر ترجمته في : البداية والنهاية لابن الأثير ١٠٢/١٠ ، وتاريخ بغداد للخطيب البغدادي ٣٢٣/١٣ ، وتذكرة الحفاظ ١٦٨/١ ، وتهذيب الأسماء ٢١٦/٢ ، وتهذيب التهذيب لابن حجر ٤٤٩/١٠ ، والجواهر المضية ٢٦/١ ، وخلاصة تذهيب الكمال ٣٤٥ ، وشذرات الذهب ٢٢٧/١ ، وطبقات ابن سعد ٢٥٦/٦ ، وطبقات الشيرازي ٨١ ، وطبقات القراء لابن الجزري ٣٤٢/٢ ، والعبر للذهبي ٢١٤/١ ، واللباب ٣٦٠/١ ، ومرآة الجنان ٣٠٩/١ ، ومفتاح السعادة ١٩٥/٢ ، وميزان الاعتدال للذهبي ٢٦٥/٤ ، والنجوم الزاهرة لابن تغري ١٢/٢ ، ووفيات الأعيان لابن خلكان ١٦٣/٢ .

تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں امام اعظمؒ کا تذکرہ

امام ابن معینؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام ابو حنیفہؒ ثقہ ہیں اور وہی حدیث بیان کرتے ہیں جو انھیں یاد ہو

اور ایک روایت میں امام ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ حدیث میں ثقہ ہیں

امام قاسم بن محرزؒ ابن معینؒ سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ میں کوئی حرج نہیں

امام عبد اللہ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ اللہ مجھے ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ سے نہ ملاتا تو میں ایک عام انسان ہوتا

وقال محمد بن سَعْد العَوْفيُّ[1]: سمعتُ يحيى بن مَعين يقول: كان أبو حنيفة ثقةً لايُحدِّث بالحديث إلَّا بما يحفظه، ولايحدِّث بما لايحفظ.

وقال صالح بن محمد الأَسَديُّ الحافظ: سمعتُ يحيى بن مَعين يقول: كان أبو حنيفة ثقةً في الحديث.

وقال أحمد بن محمد بن القاسم بن مُحْرِز[2]، عن يحيى ابن مَعين: كان أبو حنيفة لا بأس به.

وقال مرة[3]: كان أبو حنيفة عندنا من أهل الصِّدق، ولم يتهم بالكَذِب، ولقد ضَرَبهُ ابنُ هُبَيْرة على القضاء فأبى أن يكون قاضياً.

وبالإسناد المذكور إلى أبي بكر الحافظ، قال[4]: أخبرنا الحسن بن محمد الخَلّال، قال: أخبرنا عليّ بن عَمرو الحَرِيري أنَّ القاضي أبا القاسم عليَّ بن محمد بن كأس النَّخعي حدَّثهم، قال: حدثنا محمد بن محمود الصَّيْدناني، قال: حدثنا محمد بن شُجاع ابن الثَّلْجيُّ، قال: حدثنا الحَسن بن أبي مالك، عن أبي يوسُف، قال: قال أبو حنيفة: لما أردتُ طلبَ العِلم جعلتُ أتخيَّر العُلوم وأسألُ عن عواقبها، فقيل: تعلَّم القُرآن. فقلت: إذا تعلمتُ القُرآنَ وحفظته فما يكون آخره؟ قالوا: تجلسُ في المسجد ويقرأ عليك الصِّبيان والأحداث ثم لاتلبث أن يخرج فيهم من هو أحفظ منك، أو يساويك في الحِفظ، فتذهب رئاستك. قلت: فإن

(١) تاريخ الخطيب: ٣١٩/١٣.
(٢) سؤالاته، الترجمة ٢٤٠.
(٣) نفسه.
(٤) تاريخه: ٣٣١/١٣ - ٣٣٢.

الداووديّ[1]، قال: أخبرنا عبيدالله بن أحمد بن يعقوب المقرىء، قال: حدثنا محمد بن محمد بن سليمان الباغَنْديُّ، قال: حدثني شُعَيب بن أيوب، قال: حدثنا أبو يحيى الحِمّانيُّ، قال: سمعتُ أبا حنيفة يقول: رأيت رؤيا فأفزعتني[1]، رأيتُ كأني أنبشُ قبْرَ النبي ﷺ، فأتيتُ البصرةَ، فأمرتُ رجلاً يسأل محمد بن سيرين، فسأله، فقال: هذا رجلٌ ينبشُ أخبار رسول الله ﷺ.

وبه، قال: أخبرنا الحسن بن أبي بكر[2]، قال: حدثنا محمد

(١) قال الإمام الذهبي معقباً على الحكاية: الله أعلم بصحتها (السير: ٣٩٨/٦).
(٢) تاريخ الخطيب: ٣٣٣/١٣.
(٣) تاريخ الخطيب: ٣٣٤/١٣ - ٣٣٥.
(٤) في المطبوع من تاريخ الخطيب زاد في هذا الموضع كلمة: «حتى».
(٥) تاريخ الخطيب: ٣٣٦/١٣ - ٣٣٧.

ابن أحمد بن الحسن الصَّوّاف، قال: حدثنا محمود بن محمد المَرْوَزيُّ، قال: حدثنا حامد بن آدم، قال: حدثنا أبو وَهْب محمد ابن مُزاحم، قال: سمعتُ عبدالله بن المُبارك يقول: لولا أن الله عزَّ وجل أغاثني بأبي حنيفة، وسُفيان كنتُ كسائر النَّاس.

وبه، قال: أخبرنا عليّ بن القاسم الشاهد[1] بالبصرة، قال: حدثنا عليّ بن إسحاق المادَرائي، قال: أخبرنا أحمد بن زُهير إجازة، قال: أخبرنا سُلَيمان بن أبي شيخ

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی نظر میں جہمیہ اور مشبہ بدتر لوگ تھے

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں

کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انسانوں میں سب سے بدتر لوگ خراساں کے جہمیہ اور مشبہ ہیں ((اسناد صحیح الرجال ثقہ))

أخبرنا محمد بن إسماعيل بن عمر البَجَلي، قال: حدثنا محمد بن محمد ابن عبدالله المُطَّوعي[1] النَّيسابوري، قال: حدثنا أبو حامد بن بلال، قال: حدثنا سَخْتويه[2] بن مازيار، قال: حدثنا عليّ بن عُثمان، قال: سمعتُ زُنْبورًا يقول: سمعتُ أبا حنيفة يقول: قَدِمت علينا امرأةُ جَهْم بن صَفْوان فأدَّبت نساءنا[3].

أخبرنا الحسن بن الحسين بن العباس بن دوما النعالي، قال: أخبرنا أحمد بن جعفر بن سَلْم الخُتُلي، قال: حدثنا أحمد بن عليّ الأبَّار، قال: حدثنا منصور بن أبي مُزاحم، قال: حدثني أبو الأخنَس الكناني، قال: رأيتُ أبا حنيفة، أو حدثني الثقة أنه رأى أبا حنيفة، آخذًا بزِمام بعير مولاةٍ للجَهْم، قَدِمَت من[4] خُراسان، يقودُ جَمَلها بظهر الكوفة يمشي[5].

قد حُكيَ عن بِشر بن الوليد، عن أبي يوسُف أنَّ أبا حنيفة كان يذمُّ جَهْمًا ويعيبُ قوله.

أخبرنا الخَلّال، قال: أخبرنا الحَريري أنَّ عليّ بن محمد النَّخَعي حدَّثهم، قال: حدثنا محمد بن الحسن بن مُكْرَم، قال: حدثنا بشر بن الوليد، قال: سمعتُ أبا يوسُف يقول: قال أبو حنيفة: صِنْفان من شر الناس بخُراسان، الجَهْميه والمُشَبِّهة، وربما قال: والمُقاتلية[6].

وقال النَّخعي: حدثنا محمد بن علي بن عفان، قال: حدثنا يحيى بن

أي شيء استند في هذا الجزم، فلم يذكر الحافظ ابن حجر أنه روى عن أبيه، ولا ذكر محمود بن غيلان من الرواة عنه!

(١) في م: «الطويل»، وهو تحريف.

(٢) في م: «ابن سختويه»، خطأ.

(٣) إسناده ضعيف، زنبور هو محمد بن يعلى السلمي، قال البخاري: ذاهب الحديث، وقال أبو حاتم الرازي والذهبي: متروك، وضعفه أبو زرعة الرازي، والنسائي، والساجي، والعقيلي، وابن حبان والدارقطني، كما في تهذيب الكمال ٢٧/ ٤٦-٤٧.

(٤) سقطت من م.

(٥) إسناده ضعيف، لجهالة من رأى أبا حنيفة، والخبر منكر تظهر عليه آثار الوضع.

(٦) إسناده صحيح، رجاله ثقات.

کیا امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قرآن پاک کو مخلوق کہا ہے؟

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں
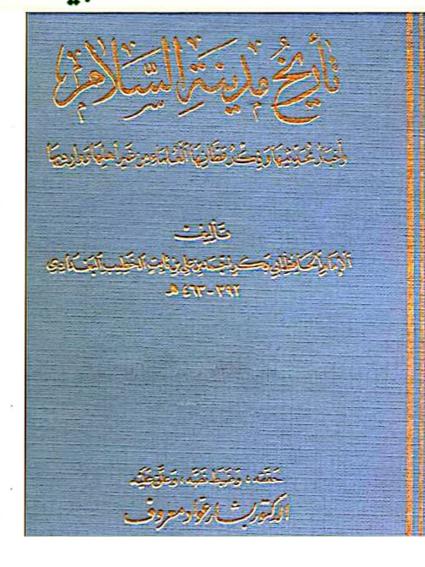
میں نے امام ابو حنیفہؒ سے سنا فرماتے ہیں کہ قرآن اللہ پاک کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے
(اسناد حسن)

القزويني، قال: حدثنا أبو عبدالله محمد بن شَيْبان الرازي العَطَّار بالرَّي، قال: سمعتُ أحمد بن الحسن التِّرْمِذي[1]، قال: سمعتُ الحكم بن بَشير يقول: سمعتُ سُفيان بن سعيد الثوري والنعمان بن ثابت يقولان: القُرآن كلامُ الله غير مَخلوق[2].

حدثنا القاضي أبو جعفر السِّمْناني، قال: حدثنا الحسن بن أبي عبدالله السِّمْناني، قال: حدثنا الحُسين بن وَخْمة الوهبي، قال: حدثنا محمد بن شجاع الثَّلْجي، قال: حدثنا محمد بن سماعة عن أبي يوسُف، قال: ناظرتُ أبا حنيفة ستة أشهر، حتى قال: من قال القُرآن مَخلوق فهو كافر[3].

أخبرنا الخَلاّل، قال: أخبرنا الحَريري أنَّ النَّخَعي حدَّثهم، قال: حدثنا أحمد بن الصَّلْت، قال: حدثنا بشر بن الوليد، عن أبي يوسُف، عن أبي حنيفة، قال: مَن قال القُرآن مخلوقٌ فهو مُبتدع، فلا يقولنَّ أحدٌ بقوله، ولا يُصَلِّيَنَّ أحدٌ خَلفه[4].

وقال النَّخَعي: حدثنا نَجيح بن إبراهيم، قال: حدثني ابن أبي[5] كرامة وَرّاق أبي بكر بن أبي شيبة، قال: قدمَ ابن مُبارك على أبي حنيفة، فقال له أبو حنيفة: ما هذا الذي دَبَّ فيكم؟ قال له: رجلٌ يقال له جَهْم، قال: وما يقول؟ قال: يقول القُرآن مخلوق، فقال أبو حنيفة: ﴿ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝ ﴾[6] [الكهف].

وقال النَّخَعي: حدثنا أبو بكر المَرُّوذي، قال: سمعتُ أبا عبدالله أحمد ابن حنبل يقول: لم يصحّ عندنا أنَّ أبا حنيفة كان يقول: القُرآن مخلوق[7].

---

(2) إسناده حسن، الترمذي لا نعلم فيه جرحًا، والحكم بن بشير هو النهدي صدوق، من

کیا امام اعظم امام ابو حنیفہؒ نے قرآن پاک کو مخلوق کہا ہے؟

محمد بن شاذان الجوہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابا سلیمان جوزجانی اور ابن منصور الرازی رحمہ اللہ علیہم کو کہتے سنا کہ امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف امام زفر امام محمد رحمہ اللہ علیہم اور امام ابو حنیفہؒ کے تمام اصحابؒ کا عقیدہ تھا کہ قرآن مجید اللہ پاک کا کلام ہے بشر المریسی اور ابن داود کا عقیدہ ان کے مخالف والا تھا (اسناد صحیح)

وقال النَّخَعي: حدثنا محمد بن شاذان الجَوْهري، قال: سمعتُ أبا سليمان الجُوزجاني، ومُعَلّى بن منصور الرّازي يقولان: ما تكلّم أبو حنيفة ولا أبو يوسُف، ولا زُفَر، ولا محمد، ولا أحد من أصحابهم في القُرآن، وإنما تكلّم في القرآن بشر المَريسي، وابن أبي دؤاد فهؤلاء شانوا أصحابَ أبي حنيفة[1].

ذكر الروايات عَمَّن حَكَى عن أبي حنيفة القول بخلق القرآن

أخبرنا البَرْقاني، قال: حدثني محمد بن العباس الخَزّاز، قال: حدثنا جعفر بن محمد الصَّنْدلي، قال: حدثنا إسحاق بن إبراهيم ابن عم ابن مَنيع[2]، قال: حدثنا إسحاق بن عبدالرحمن، قال: حدثنا حسن بن أبي مالك، عن أبي يوسُف، قال: أول من قال القُرآن مخلوقٌ أبو حنيفة[3].

كتب إليّ عبدالرحمن بن عُثمان الدّمشقي، وحدثنا[4] عبدالعزيز بن أبي طاهر، عنه[5]، قال: أخبرنا أبو المَيْمون البَجَلي، قال: حدثنا أبو زُرعة عبدالرحمن بن عَمرو، قال[6]: أخبرني محمد بن الوليد، قال: سمعتُ أبا مُسْهر يقول: قال سَلَمة بن عَمرو القاضي على المِنبر: لا رَحِمَ الله أبا حنيفة، فإنه أولُ من زَعَم أنّ القرآن مخلوق[7].

(1) إسناده صحيح.

(2) هو إسحاق بن إبراهيم بن عبدالرحمن، أبو يعقوب المعروف بالبغوي ثقة توفي سنة

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جو قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے چھ ماہ تک اس مسئلے پہ امام اعظمؒ کے ساتھ مشورہ کیا اور اس پہ اتفاق کیا کہ جو قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے

(((قال البانی اسناد جید)))

بشر ، فجيء بعلي الأحول وبالآخر شيخ ، فقال أبو يوسف ـ ونظر إلى الشيخ ـ : لولا أن فيك موضع أدب لأوجعتك فأمر به إلى الحبس ، وضرب الأحول وطوف به/ ١٣٩ .

١٣٩ ـ ذكره المصنف من رواية ابن أبي حاتم : حدثنا الحسن بن علي بن مهران حدثنا بشار بن موسى الخفاف .

قلت : وبشار هذا ضعيف كثير الغلط ...

١٥٩ ـ قال علي بن الحسن الكراعي : قال أبو يوسف:
ناظرت أبا حنيفة ستة أشهر ، فاتفق رأينا على أن من قال : القرآن مخلوق فهو كافر/ ١٤٠

١٤٠ ـ ذكره من رواية ابن أبي حاتم الحافظ : حدثنا أحمد بن محمد بن مسلم حدثنا علي ابن الحسن الكراعي .

قلت : وهذا سند جيد ، علي بن الحسن هذا ، الظاهر أنه علي بن الحسن البزاز التميمي الرازي المعروف بكراع روى عن مالك بن أنس وحماد بن زيد وطبقتهما روى عنه أبو حاتم وأبو زرعة وقال : لم يكن به بأس . كما في « الجرح والتعديل » (٣/ ١/ ١٨٠) .

وأحمد بن محمد ، الظاهر أنه أحمد بن يزيد بن مسلم الأنصاري الأطرابلسي المعروف بابن أبي الخناجر . قال ابن أبي حاتم (١/ ١/ ٧٣) :

« كتبنا عنه وهو صدوق » .

وقد وجدت له طريقاً أخرى عن أبي يوسف ، أخرجه البيهقي في « الأسماء » (ص ٢٥١) عن عبدالله بن أحمد بن عبد الرحمن بن عبدالله الدشتكي قال : سمعت أبي يقول : سمعت أبا يوسف القاضي يقول . فذكره وقال : « قال أبو عبدالله (يعني الحاكم) : رواة هذا كلهم ثقات » .

ثم روى من طريق محمد بن سابق قال :

« سألت أبا يوسف فقلت : أكان أبو حنيفة يقول : القرآن مخلوق ؟ قال : معاذ الله ، ولا أنا أقوله » .

امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کی توثیق امام ابن معین رحمہ اللہ سے

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں

امام ابو حنیفہؒ ثقہ ہیں میں نے کسی سے نہیں سنا کہ کسی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ضعیف کہا ہو یہ شعبہؒ ہیں جو انھیں کہہ رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں کہ حدیث بیان کریں اور شعبہؒ تو شعبہؒ ہیں

قال: ونا أحمد بن الحسن الحافظ، قال: نا عبد الله بن أحمد بن إبراهيم الدَّوْرَقي، قال: سُئل يحيى بنُ معين وأنا أسمع، عن أبي حنيفة، فقال: ثقةٌ ما سمعتُ أحداً ضعَّفه، هذا شعبةُ بن الحجاج يكتُبُ إليه أن يُحدِّثَ، ويأمُرُهُ، وشعبةُ شعبةُ.

٧ ــ سفيان الثوري(١)

قال أبو يعقوب، حدثنا محمد بن الحُسَين الفارض، قال: نا علي بن عبد العزيز، قال: نا إسماعيل بن إسحاق الطالَقَاني، قال: نا الحسين بن واقد، قال: وقعَتْ مسألة بمَرْوَ، فلم أجد أحداً يَعرِفُها، فجئت إلى العراق فسألتُ عنها سفيانَ الثوري، فقال لي: يا حسينُ، لا أعرفُها بعدَ أن أطرِقَ ساعةً، فقلتُ له أنت تقول: لا أعرفُها وأنت إمام، فقال: أقولُ كما قال ابنُ عمر، سُئِلَ عن شيء لم يَدْرِهِ فقال: لا أدري.

قال: فأتيتُ أبا حنيفة فسألته عنها، فأفتاني فيها، فذكرتُ ذلك لسفيان، فقال: كيف قال لك فيها؟ قلتُ قال فيها: كذا وكذا، فسكَتَ ساعةً، ثم قال: يا حُسين، هو على ما قال لك أبو حنيفة.

نا علي بن محمد الكوفي المعروف بابن أبي قُرَاد، قال: نا عبد الله بن سعيد الأشج، قال: نا أبو خالد الأحمر، قال: قال رجل لسفيان الثوري: قال أبو حنيفة في هذه المسألة كذا وكذا، قال: انتَهَى إلى ما سَمِعَ.

قال: ونا أبو محمد موسى بن محمد المُرِّي، قال: نا محمد بن عيسى البيّاضي، قال: نا نصر بن علي الجَهْضَمي، قال: سمعت عبد الله بن داود

(١) الكوفي، سمع من الإمام أبي حنيفة، وسمع الإمام أبو حنيفة منه، كما في «عقود الجمان» ص ١١٥.